

# سیارہ ڈائجسٹ

اگست ۱۹۹۷





یونٹس (منافع)

ہم انتہائی مسرت کے ساتھ کمپنی کی سال ۱۹۹۴-۹۵ء کی تشغیص کردہ مالیت کے مطابق مندرجہ ذیل منافع کا اعلان کرتے ہیں:-

۱۶/۰۰ روپے فی ہزار سالانہ میعاد میں پالیسی پر

عبوری منافع مندرجہ بالا شرح کے مطابق ان پالیسیوں پر بھی دیا جائے گا۔ جو ۶۹۔ ۹۶ تک قابل ادا ہوں گی۔

یہ شاندار کامیابی اس لحاظ سے اور بھی بے مثال ہے کہ ہم نے جنوری ۱۹۵۷ء سے پریمیم کی شرح میں نمایاں کمی کر دی ہے۔ اور اس رعایت کا فائدہ سب پائیس ہولڈروں کو دیا جا رہا ہے۔ ہمارے نئے پریمیم کی شرح میں نمایاں کمی ملاحظہ فرمائیں۔

یوہیم کی شرح میں کمی کی مثالیں

عمان ۲۵ سال		بلا مستانی		با مستانی	
	پرفارم	نمی پرفارم		پرفارم	نمی پرفارم
(۱) سببیت پائسی	۹۳۱ ۸۰۰	۳۴۶ ۶۰۰	۶۰۸ ۴۰۰	۹۹۹ ۲۰۰	
ماتحت ۵۰۰۰۰۰ پزاور پزاور					
(۲) سالیت پائسی	۸۰۵ ۶۰۰	۹۹۶ ۲۰۰	۶۰۸ ۹۱۵	۸۹۳ ۳۰۰	
۲۵ سالیت پائسی					
ماتحت ۲۰۰۰۰۰ پزاور پزاور					

☆ اس قدر کم شرح پر عظیم پر انشا خداوندی (بونس) مسلم کا اصل کا نام ہے۔ اور یہ اقیانوس صرون مسلم انشورس ہی کو حاصل ہے۔

☆ بے شک مسلمان کی یہ نمایاں ترقی آپ ہی کے تعارف کا نتیجہ ہے!!

مُسْلِمُ النُّشُورِ كَهَيْئَةِ لَهَيْيْدٍ

بإني علمه اقبالة

جہاد آزادی کا عظیم مجاہد  
امین احمد دینی پڑی ۱۲۵  
زراعت

بچوں کا رزق  
نفسیات

۱۳۷

متفرقات

راکت چھوڑا۔  
جب جرموں نے وی ۲ راکٹ فائرنگ سے ۵۵

۱۳۲ آصف محمود  
۱۳۹ آداب گفتار

۱۴۷ ارشد جاوید موت چاندنی میں  
۱۵۱ لاروان گزراں

۱۵۳ انسا تیکو پیڈیا  
۱۵۴ شیش محل

۱۷۱ اے بی ریشاں

میرا سفر چین  
میجر جنرل محمد اکبر خان ۱۵۹

19

مجم دیہات کے رہنے والے منظور الزرقیشی ۵۱  
طائر و مزاج

۱۱۳ فدا احمد کاردار

سراج نظامی ۹۷

عبدالقدیر رشک ۸۹

کیا یہ قتل تھا؟

منور سلطانہ لکھنوی، اصحف ثاقب .

ذوالفقار احمد تاش، سبائست  
اسراریات

دست‌شناسی  
راست‌ان‌آزادی

۶۳ دس ہزار روپے کے کرکٹ کے پیچھے  
فکری ساتس

محب عفریت بستے تھے رحمت علی مجاہد ۱۳۳

2. 2. 1. 3.

## شہید کی مل

کے متعلق نظروں میں سے اُٹھانے کا انتخاب مکمل کر لیا ہے۔ اس کا افسر ہے کہ اس انتخاب میں بوجہ تاخیر ہوئی، اب براہِ مصطفیٰ کی منتخب نظروں میں سے ایسی دس نظریں پہنچ جا رہی ہیں جو ستمبر میں منعقد ہونے والی تقریب میں پڑھیں جائیں گی۔ تعصبات کے جوئے کی مناسبت اعلان کر دیا جائے گا۔





گرد - پستہ - چھائی فاک

شہر کی ہر اشیاء اور فضا

اور دن بھر کام کی تسکین خاتم کرایکے صابن سے دھوؤا لے

فـيروز مـلـك لـيـسـا رـشـيـد مـلـك

مؤکر نہیں۔ تمام اڈاکر فرمائی ہیں۔ یہی حال، بھنگیوں کا ہے  
اب تک مارے کویت میں موت ایک شخص فزوی صالح بن  
مسلمہ صالح نے بھنگیہ لگ کر ہے۔ کویت کا یہ واحد بھنگیہ  
ریاست میں بڑی اچھی شہرت کا مالک ہے۔

( محمد ریاض منشاہ ریٹائرڈ گورنمنٹ کالج )

مئی ۱۹۷۱ء کا ستارہ دانشت پیشی فخر ہے۔ اس میں (ہمیشہ کی طرح) مختلف موضوعات پر قابل قدر تحریریں موجود ہیں۔ لیکن میں خاص طور پر میسر میر پرین کی تصاویر سے متاثر ہوا ہوں۔ تصاویر ایک تعارف کی حیثیت رکھتی ہیں اور کتاب کی وسعت و امان کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ لیکن ان لحاظ سے بڑی بخشش، انجیلا اور ولپیپ ہے کہ اس کی ہدیہ پرین کی نئی اور جامع تصویر کے مجھ کو ذوالی جھلک سے بھی (اب دوسری تصاویر کا انتظار بڑا زبردست ثابت ہو رہا ہے) مزید جہل ٹھکر کرنا ہے۔ اس سوجھنے کی نشاندہی بہت بڑی ضرورت کو پرکھاتی ہے۔ کہو کہ چین کے متعلق جو کچھ میں اس دور میں پیدا ہو چکی ہے، اس کے لیے بہت ضروری اور کوئی خاص مستند اور متوازن کتاب۔ انہیں ہدیہ پرین کے متعلق صحیح اور صحت مندانہ رائے قائم کر سکیں یا بہانہ کی کرے۔

سید قطب شہیدؒ اور دوسرے عظیم راہِ حق کے درس سے شہداء  
 کے قدموں میں..... تعجب نہ ہوئے کہ  
 شہدوں کے پھول!  
 آفتوں کی شہینے سے پہلے جوئے پھول!

پھر ایک کارواں لُٹا۔

سعدی کی کشمکش حق و باطل کے انھن تقاضوں کا ہم ہے۔

قسم اول	قسم دوم	قسم اول	قسم دوم
قسم اول	قسم دوم	قسم اول	قسم دوم

اداره مطبوعات اسلامیہ

## کس قیامتے

کچھ نامے...

جوانی کے ستارہ ڈاکٹریٹ میں سودی جیسا کہ خود وہ  
 شہید اپنی مرضی نہایت کاموش سے لکھا ہے۔ آپ نے یہ ذکر  
 قلم بند کر کے ایک نئی خدمت کا ثمر دیا ہے۔ ان دنوں  
 اپنے آبائی وطن کوڑھی میں بدل و شام کا حضور (رحمہ اللہ)  
 آخر عمر میں اور سودی سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ ان ہی اپنے  
 بچوں سے بیٹھے کے پاس میں دیکھ جاتی ہیں، وہاں جیسی ہیں  
 اسی خوشنودی ہیں اور جیسی کہتیں کہ وہ قریب جیسی  
 جس قوسے کہ آج تک جیسا ہے ہم سے منہ سے قرا لکھ  
 نہیں لکھا۔ سب مجھ ہیں اپنے جیسا سے ملاقات کر کے کہتے ہیں  
 کچھ وقت اس کے پاس میچ کر اس سے جیسی میری باتیں  
 کر کے دل کو سکون دے دیتے ہیں۔ اور جیسا تک نزد  
 ہیں یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ (حضرت صاحب اختر کو دیکھنے کو لے جاتے ہیں)  
 انجمن مسلمان اور اہل البیت کے قریب کے بعد کویت کے  
 متعلق علم و معلومات میں اگر قابلِ مدح نہیں ہے۔ مجھے میرے  
 کہ شریعتیں جعفری صاحب اس طرف ترقی کو ایسے راستوں  
 اور ملک سے متعارف کر دیتے رہے ہیں۔

مجھے پاکستانی فرما لیا خاندان اور ریڈیو پاکستان سے  
دریں برائیت ہے۔ باوجود چرب ناک کے سربراہوں کے نوا  
کے خلاف مختلف اوقات میں مختلف دہے جاتے ہیں مجوز صبا  
نہجی، ایروکیت کا نام لیا گیا ہے۔ درست نام نہیں صبا  
الصباح ہے۔ قاریہ کیلارہ واؤنٹ جران ہوں کے گوانی  
ادارت کے فاروقے دینا کا سربراہ ملک ہونے کے باوجود  
کویت نام ملک کوئی ڈاکٹر نہیں پیدا کر سکا کوئی بھی کویت



آپ زندگی کا بیمہ اور کمپنیوں سے کرا سکتے ہیں  
یا الاکو سے

اسے میت ذرا فرق ہے !

ذرا غور فرمائیے، الاکو کی پالیسیاں پچھتر سالہ تجربات کی حامل ہیں۔  
ذرا دوبارہ غور فرمائیے، الاکو نے متعدد سی سے اور بروقت کمپنیوں میں

۲۴۰,۰۰۰,۰۰۰ روپیہ سے زائد رقم ادا کر کے مثال قائم کی ہے۔

اور ذرا مزید غور فرمائیے، الاکو کے پیم کم اور بونس زیادہ

(- ۲۰/۱ روپیہ فی ہزار تک) پیڈ اپ پالیسیوں پر بھی بونس

(الاکو پاکستان کی واحد کمپنی ہے جو پیڈ اپ پالیسیوں پر بھی بونس ادا کرتی ہے۔)

اور ایسی خدمت جو پالیسی خریدنے کے بعد ختم نہیں ہوتی بلکہ مستقل ہماری رہتی ہے۔

آپے یقیناً الاکو جھٹے سے بیمہ کرنا پسند کریں گے

ا ل ا ک و

ایڈیل لائف اشورنس کمپنی لمیٹڈ

آپ کے مستقبل کے ساتھ

مسلمان:

حقیقت حال اس کے

سوا کچھ نہیں ہے کہ مشرک نہیں ہیں ایمنی فکری

نے ان کے دلوں کی پالی سب کر لی ہے، اپنی

چاہیے کہ اب اس برس کے بعد سے ایمنی فکری

کے بعد سے (سمہ حرام کے نزدیک نہ آئیں اور

اگر تم کو ان کی آمد و رفت کے بند ہو جانے سے)

فقروہ لائق کا اندیشہ ہو کہ وہ ہر طرح کی ضروری چیزیں

باہر سے لائے اور کھات کرتے ہیں تو اگر اللہ چاہے

گھر و متعرب میں اپنے فضل سے تو گھر کو دے گا، اللہ

سب کچھ جانتا ہے اور ۱۱ پنے کون میں ہمت رکھنے

والا ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مقدسہ میں فرمایا گیا ہے کہ مشرکین جو کہ خدا سے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور

کلمہ کو مرکز توحید نہیں مانتے اس لیے غلامیہ کا فرض ہے کہ انہیں قیامت تک کلمہ کے قریب نہ

آئے دیں اور ان کی ملاوڑ امانت مسئول کرنے کے کہانے اپنے دست و بازو پر محصور کریں

اور اپنے ہی وسائل کو کام میں لائیں تاکہ وہ کلمہ خداوندی پر عمل پیرا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان

پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے گا اور انہیں ہر طرح غلوں سے ناپائیدار کرے گا۔

علامہ اقبال نے ایک نئی شعریں حدیث نبوی کا حوالہ دیا ہے کہ آدمی کے لیے

معصیت کا دن صاف ہونے کا دن ہو تا ہے کیونکہ اس طرح وہ معصیتوں کا

مقاہد کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ عربوں کے ساتھ جو کچھ ہوتا اس سے

مسلمان کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے ہے

(اچھا دینا آپ پاپا اگر زندوں میں سے ہے)

میرا آدم ہے بغیر کئی نکاح ہے زندگی (اقبال)

مشعل راہ

ایک دن، ایک مضمون، مستقل، اہمیت کا حامل، مختصر مگر جانیں



آہستہ رخصت چیتے سے کیا بہت زمانے والے  
سودھے خواب سے نوکڑے کو جگانے والے  
دیکھنے کو تو عمر و زوٹ ہیبت نگر تھے ہیبت  
ظلم نے آگے کھجے سودھے جگانے والے  
مرے لیے موت نے اہمیت ماورائے وقت طرح  
منشی تا بیک خفا وقت میرے جلانے والے  
خشبہ چاہے

— امروز

اتوار ۹ جنوری ۱۹۹۰ء دن کے دس بجے تھے۔ کراچی کی کھٹن روڈ

کے مغلیہ طرز کے پڑھنے کے قریب قریب ایک عجیب قسم کی خاموش منظر تھے۔ قریب قریب ایک کچھ آدمی اس سے تھے۔ سب اپنے اپنے کام میں

مہم تھے۔ لیکن میں ان سے کراچی آج آگے سے مول کے مطابق کوئی سے باورچی خانے اور بڑے دروازے کی چابیاں چمک کر چلنے کو راہنما کیوں طلب نہیں کیے۔ اتنے میں دھول پکڑے سے کرا گیا۔ اُس نے بار بار دستک دی۔ جب اسے کوئی جواب نہ دیا تو وہ مجھ کو گلی کا کنارہ دیا۔ اُنہیں ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ لیکن صاحبہ اسی وقت قریب قریب پہنچیں۔ کوئی تک و دو کے بعد غلاب گاہ کو دروازہ کھولا۔ قریب قریب ایک معزز خاتون اپنے بستر پر محو راحت تھیں۔ لیکن بدایت اللہ نے کئی آوازیں دے کر انہیں جگانے کی کوشش کی۔ آخر جب ان کے چہرے سے چادر ہٹائی گئی تو بیک کا ہاتھ دکھا۔ انہوں نے اسی وقت ڈاکٹر کو کئی ایم جی شو گاہ کو بلوایا۔ انہوں نے تفصیلی معائنے کے بعد باوجود پرلَم کر کہا:

”افسوس! ماورائے وقت پاگیاں ہیں۔ موت کل رات ۹ سے ۱۱ بجے کے درمیان عرصے میں حرکت قلب بند ہونے

وستک

عروں کی شکست کا صدمہ تازہ تھا۔ اور یہ صدمہ اس وقت تک تازہ رہے گا جب تک جلی نوکی وہ درامتی پھر سے اپنا کام شروع نہیں کر دیتی جس کے متعلق مرثیہ غفر علی خان نے کہا تھا۔

صلاح الدین نے فعلی طور پر جس سے کوئی تھا!

یہ صدمہ تازہ ہی تھا کہ پاکستان ماورائے وقت سے گرم ہو گیا، تاکہ اعظم کے بعد مستمر ناصر جناح کی ذات گرامی ہی قومی زندگی کے نشیب و فراز میں سکون اور حمایت کا باعث بنتی تھی۔ جیت جے سافٹ طور پر ان کی طرف راہنمائی اور قسطنطنیہ کے لیے یوں دیکھا کرتی تھی جیسے پتے ان کو دیکھتے ہیں۔ اور یہ راہنمائی ملتی رہی۔ ماورائے وقت نے مقابلہ کم پائیں کی یوں لیکن ان کی بات کے ایک ایک لفظ میں غلوں اور جرات کی نمایاں تڑپ ہے۔ سراج نظامی صاحب نے اپنے مضمون میں ماورائے وقت کی شخصیت کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ اُسے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ ان کا مضمون ”بیت المقدس“ بھی آپ کی قیود کا مستحق ہے۔ اس میں قارئین کے متعدد سوالات کے جواب آگئے ہیں۔ ”ستارہ ڈائجسٹ“ کا ستر کا شمار تھا پاکستان بھر میں۔ اس میں جنگ ستر کے ایسے گوشے سامنے آئے جہاں کے جواب تک مضمون سے اوصل رہے ہیں، یہ اشاعت چابیاں اور شہدائے پاکستان کے تاریخی کارناموں کی یادگار و ستارہ ہو گئی۔ یقین ہے کہ آپ اسے پچھلے شمارہ پاکستان بھر سے بھی بہتر پائیں گے۔

حرم سلیم

قیری بہن روشنی اور اُمید کی شعاع“ (تاکہ اعظم)



سے واقع ہوئی ہے۔

مادریت؛ قانون پاکستان کا تقاضا ہے کہ  
محبوبہ بھٹی جن کے متعلق آپ اکسفورڈ یونیورسٹی  
تجربہ کار فاطمہ زہرا میں تھیں پاکستان کی جنگ  
آہنی آسانی سے نہ جیت سکتی تھیں آہ وہی مجاہد  
ہیں نے پاکستان کی جنگ جیتنے میں اپنے بھائی  
کی دل و جان سے مدد کی آخر موت سے ان کی  
فاطمہ جناح اعظم بھائی کی منغم ہیں؛ آغا شورش کھیری

کے افاضاتیں بیٹے بھی

بھائی کی محبوبہ کو تصور ابلاؤ۔ اکبر آباد بہتر  
برس کی عمر میں بھی کشیدہ قامت۔ گلجی چہرہ،  
ستار ناگ، آنکھوں میں ہلکی جھلک بلکہ میرے  
کی دلک، جائزہ دینی ہوئی کہیں۔ بال سفید  
ماتھے پر پتھر یوں کی چنٹ۔ آواز میں آقا بل چال  
میں گام، ڈھال میں ہال، طبیعت میں گلالی،  
سر پہاں استقلال، نقاد میں حکومت، گفتار میں  
سلطنت، کردار میں عظمت، قائد اعظم کی میری  
صفات کو گھس، صبا کی طرح نرم، مدد کی طرح  
گرم، ایک جتنی کائناتی، بالی پاکستان کی  
نشان، ایک صدارت میں کی قرب سے شہرت کا  
احساس میرا ہے اور جس کی دوری سے  
محبت اور شعور میں ہوتی ہے۔ بھائی ششاد۔ بہن  
لیے پناہ؟

لیکن آج دونوں بھائی بہن مٹی میں کیے شپے ابھی نہیں سو  
رہے ہیں

باشیر بادشاہ کی وفات بہت آفات ایک ایسا قوی  
نقدان ہے جو ناقابل تلافی ہے۔ آج ہر پاکستانی میرا پا  
سرو کار ہے۔ اُس کی انکھیں آنکھیں ہیں، قلب غم و اندوہ

سے نڈھال ہے۔ وہ اپنے آپ کو جیتیم سمجھ رہا ہے۔  
میر کو اس کی ہمدرد، غمگن اور محسوس اُسے شرافت  
دے گئی ہے۔ وہ اب جس نے جدوجہد آزادی میں عزم  
بالجزم کے ساتھ جھٹلایا اور ایک ایسی پاک سرزمین کے  
حصول کے لیے سر توڑ کوشش کی جس میں اُس کے بیٹے  
آزادی و سرحدی کی زندگی بسر کریں۔ آج وہ ان کی  
کے لیے ہرלב ہو گئی ہے جس کے مجاہد نعروں کی  
گونج سے فروہ کلوب بھی زندہ ہو جائے۔

پاکستان کی یہ محبوب و معزز قریبی قانون کو بھی  
پیشین کی میزبم رد کی اسی سر منزل عمارت میں جناح  
پانچو کے ۲۱ جولائی ۱۹۵۶ کو پیدا ہوئے ہیں ۱۹ دسمبر ۱۹۵۸ کو  
جناح پیدا ہوئے تھے۔ ان کے بعد رحمت علی، علی محمد یونس  
فاطمہ اور بندے علی پیدا ہوئے۔ ان سب میں بھائی جن  
میں محمد علی جناح اور فاطمہ جناح ہی آسان شہرت کے ستارے  
ہیں کیونکہ اب سب گامی رہے۔

دو برس کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ دنیا سے  
رحلت ہو گئیں اور آپ والدہ اور دوسرے بہن بھائیوں کی  
آخری شفقت میں پلے گئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب فاطمہ اعظم  
لندن میں محکمہ حاصل کر رہے تھے اور کرناٹک میں ان کی شہنی  
مٹی کی بنی ہوئی بیویوں سے پرہیزی بھائی کی دلچسپ باتوں  
سے دل ہلاتی اور ایک دن بھائی نے شہر شہر ہوتی  
کو گھبراہٹ ہے وہی فاطمہ جناح خوشی سے اٹھ اٹھ کر ہنس کر  
اُس بھائی کی راہ دیکھنے لگیں جو لندن سے اگلے قانونی دفتری  
کے لئے آ رہے تھے۔

محمد علی جناح جب لندن سے گواہی دینے کو تھے فاطمہ نے  
سرخ و سفید رنگت والے بھائی کو دیکھ کر تیراں ہونے لگی  
جس نے انگریزی ٹیوشن زیب تن کر رکھا تھا۔ وہ دیر تک کھلی  
ہاتھ بھائی کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ بھائی نے اُس کے ہر

تعلیم

فاطمہ جناح کے شفیق والد نے نہایت  
محبت و شفقت سے پیش آتے تھے اور  
ایک لمحے کے لیے بھی انہیں انوشازا سے غریبی کا  
احساس نہ ہونے دیتے تھے۔ ان کی پہلی بیٹی نے ذرا بوش  
شہناہ کو والد نے گھر پر ہی ان کو انگریزی تعلیم دلانے کا  
مناسب بندوبست کر دیا۔ جب آپ سات برس کی ہوئیں  
تو شہنشاہ ایزدی سے آپ شفقت پوری سے بھی محروم ہو  
گئیں۔ جب عمل جناح ہی آپ کے بزرگ اور سرپرست  
تھے۔ آپ ان دنوں بیٹی میں پرنسپس کرتے تھے۔ بیٹی جانے  
ایک وجہ پر بھی کہ انش ق سے گرا چکی میں پرنسپس  
پہل نہ کی۔ دوسرے والد کا سا کا راد پر چرٹ ہو کر رہ گیا۔  
اس لیے فاذن کو سنبھالا دینے کے لیے وہ دی و ما کی  
سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ۱۹۰۶ میں آپ عازم بمبئی ہوئے۔  
نوشہرہ مٹھی سے آپ کی قانونی قابلیت کی حاکم چیونٹی اور  
پرنسپس جنک انجی، آپ کے انگریز سوانح نگار میکلاوینج ماس  
لڑنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ نے بہت جلد سرسبز ملک میں ضروری فائز شہر  
حاصل کر لیا اور چند ہفتوں کے اندر آپ پر پرنسپس فیکلٹی  
کی قانونی آسامی پہنچتی ہو گئے۔ ادنی و سالی کے حصول کی  
جدوجہد نہ ہوئی۔ آپ نے اتنا کچھ کیا کہ آپ نے ایک  
کچی خریدی۔ آپ ریل گاڑی کے اوپر بیٹے میں سفر کرتے  
گئے اور آپ نے اپنی بہن فاطمہ کو کراچی سے اپنی نوکر کا عمار  
کو فرسٹ کلاس میں داخل کروا دیا۔ آپ کے باشندے اُس لڑنے  
میں ذات پات اور تعذیبی امتیازات کے پکڑیں پڑی عرص  
چلتے ہوئے تھے۔ اس لیے کسی کا ایک کسان کو بھی کراچی  
کے کچھ کوک فرسٹ کے سکول میں داخل کرنا بہت بڑی  
دیر تھی۔ ان دنوں حالت یہ تھی کہ کسان اپنی قوم کی ایک  
ڈاک کا کیا بیویوں کی کو فرسٹ کے پرزورنگ ڈاکس میں داخل

برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اسے اس ارادے سے باز رکھنے  
کی بڑی کوشش کی گئی۔ مگر راتر راتر فوجی پالیسی کا  
نے بڑے غلطاب کا اظہار کیا۔ فوجیوں نے معصوم فاطمہ برف  
طعن کی گئی لیکن اس سارے شرور و فوجانہ کے باوجود فاطمہ  
جناح کو ان کے بھائی کی محنت حاصل رہی اور ان میں  
وہ جرأت پیدا ہوئی جس کی انھیں ضعیف الاقدار کے  
مشغل برادران کی مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لیے ضرورت  
تھی۔ جناح خود اپنی بہن کو ساتھ لے کر کو فرسٹ کا پتھن کر  
انہیں داخل کرنے کے۔ آپ نے انہیں سارے سکول کی عزت  
دکھائی اور جب آپ اس میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنے  
گئیں تو آپ کا یہ عمل یہی کہ آپ ہر اتور کو فرسٹ پر سوار  
ہو کر مٹھی سے ہاتھسے پتھن اور مٹھی سے ملتے۔

میں بھائی بہن کی مقدس محبت پر دان چڑھنے لگی۔ جہر

اور ملت گئیں سوسے بہشت جب وہاں  
چھوڑ کر غمت کو قہقہہ اندوہ و فغان  
یا دگ و افراط و تفریط میں وہ سب عزم  
لگتی ہے اس سے بھی عزم مرگ لگائی  
حک جہر میں اس خبر سے کچھ کی اتنی نصف  
فرط غم سے سو کر جہر چا رسوخ و دوا  
ریخ و فغان میں قوم میں وہ بے ہوش  
سنگین میں شدت اندوہ سے قوی نشان  
روز و شب سر پہ جو غل دے فاطمہ  
جو طعن ہر چہ خاس کے لطف کا مایہ میں  
مالی غفلت کو کبر و پس بڑھ کر کرنے غلط  
اور رحمت بیز اس کی قہر پر جو غل نشان



دور روز زیادہ استوار ہوئی گئی۔ فاطمہ جناح تعلیم میں ہمیشہ  
ہو گئیں اور جب آپ نے میر کی کامیابی کا اعلان پاس کر لیا تو بھتی  
میں بھائی کے پاس رہنے لگیں۔ محمد علی جناح ان کا بڑا خیال  
رکھتے۔ ہر روز صبح اپنی کورٹ ہائے ٹائٹ فوٹو فاطمہ جناح  
کو اپنے ساتھ بھیجیں بھائی تاکہ ان کی غیر معمولی تعلیم  
تہنہ کی احساس نہ ہو۔ جب بھی ان کی شادی شدہ بہن بیکم پیر  
بھائی کے مکان کے پاس پہنچیں تو فاطمہ جناح کو وہاں چھوڑ دیتے  
جہاں وہ اپنی بڑی بہن اور ان کے بچوں کے درمیان سارا  
دن گزاریں۔ شام کو جب محمد علی جناح بانی کورٹ سے واپس  
آتے تو فاطمہ جناح کو بچہ اپنے ساتھ بھیجیں میں بھائی کے پاس  
سیر تو فرما کر نہ بچہ گھر کو لے جاتی تھیں۔

**دندان سازی**  
لیکن فاطمہ جناح اپنی اقدار و قابلیت کے  
باعضہ بیکر پیپر رہنا پسند نہ کرتی  
تھیں۔ اس لیے آپ نے بھائی سے دندان سازی کی فنی  
تعلیم حاصل کرنے کی اجازت طلب کی۔ جو بھائی نے خندہ  
پیشانی سے دے دی۔ اس لیے ۱۹۲۶ میں آپ نے کلکتہ جا کر  
ایک میڈیکل سکول میں داخلہ لے لیا اور دندان سازی کی فنی  
سیکھنے لگیں۔ دو سال آپ نے بڑی محنت کی اور آخر ۱۹۲۸  
میں دندان سازی کا امتحان پاس کر کے بہن واپس آ گئیں۔  
۱۹۳۰ تک آپ کا تھوڑے پرکیش کرتی رہیں۔ بھولی بڑا ہی مہیا۔

”ایک کھانے پیتے پھرتے کی لڑکی کے لیے یہ  
پیشہ ذریعہ روزگار نہ تھا۔ بلکہ یہ بھی مسلمی  
زندگی کا ایک تجربہ تھا۔ اس طرح ۱۹۳۰ تک  
عزیز فاطمہ جناح کی زندگی نہ صرف طوفانی  
بلکہ زندگی کے خطرس چڑاوت سے بھی اہمال  
رہی۔ دندان سازی کی پرکیش یوں سمجھ لیں کہ  
ایک ہانڈ تھا۔ ورہ قصور و اس سے صرف بچتا  
کو محترم فاطمہ جناح اس ہانڈ کی آڑ میں تھی

## ملٹ

کی بہت بڑے فطرتی مائل  
ہم ہیں اور شہم اشباب میں  
تیسرا قسم ہے بہت بری  
الوداع، انصاف، پیاری مائل  
صبا ستر  
خوبیت

زندگی کی حقیقتوں کو براہ راست و خط فراہمی  
رہیں۔

اس مصلحت میں آپ اپنے بھائی سے الگ رہا کرتی  
تھیں۔ تاہم فطرتی و انی صاحبہ کو مسلمان کر کے ان سے  
شادی کر چکے تھے۔ ہر اوار کو دوپہر کا کھانا آپ بھائی اور  
بھانجی کے ساتھ کھا کر کرتی تھیں۔

جب بیکم محمد علی جناح طویل عمارت کے بعد اپنے  
محبوبہ کی زندگی و ادب و عمارت دے گئیں تو ان پر غم کا پہاڑ  
ٹوٹ پڑا۔ آپ کی حالت دیکھ کر بھائی نے فانی خاندان کو لے کر کتاب  
آؤریت میں ان کی طبیعت کو نقشہ یوں کھینچا ہے:

”فاطمہ جناح کے ایک دوست کا بیان ہے کہ جب ان  
دین بانی محمد علی کی میت لندن آئی تھانے کی تو وہ نہر  
واری کی تمام رسوم فراموش کر کے کھڑوت چھوٹ کر رونے  
لگے۔ انہوں نے جیسے جیسے کے ساتھ بیکم گھبراہٹ تھا۔  
اچھڑا گیا تھا۔ بہن سے بھائی کی اداسی اور تنہائی دیکھ کر گئی۔  
بڑی بہن کے گھر سے بھائی کے گھر چلی آئیں اور گھر کا سارا  
انتظام خود سنبھال لیا۔ وہ اب تک بیٹی کی طبیعت رشتہ  
تھیں گراہب، انہوں نے ماں کے فرائض سنبھال لیے۔ تاہم فاطمہ  
نے اداس نیچے کی طرح بہن کے دامن شفقت میں پناہ

اور یہ پناہ دائمی ثابت ہوئی۔ کیوں نہ ہو فاطمہ جناح  
نے فاطمہ جناح کی زندگی کے آخری لمحات تک ان کا ساتھ  
نہ چھوڑا اور ایک لمحہ کے لیے بھی ان میں تنہائی کا احساس  
تک نہ ہونے دیا۔ بہن بھائی کا یہ رشتہ نصف صدی کے  
انقلابات کے دوران بھی استوار رہا۔ بھول بھٹو جب  
پاکستان میں سرحدی وجود میں آیا تو فاطمہ جناح نے اپنی بہن کو فرار  
عقیدت اور گھر سے ہونے کہا:

”میں جب بھی گھر میں واپس آتا میری بہن  
میرے لیے روک تھام اور امید کی کرن بن جاتی۔  
میں پریشانیوں کے ہر دم میں گھر پر تیار اور میری صحت  
بھی خراب ہوتی لیکن اس کے جس لوگ سے  
ماری کلین دور دورہ مایمیں

**قیام لندن**  
۱۹۳۰ میں فاطمہ جناح گول میز  
کاغذ میں شہریت کے لیے روانہ  
ہوئے تو اپنی محبوب بہن کو بھی ساتھ لے گئے۔ کہ کاغذ  
بند اور گھڑی عیاری سے جب کام رہی تو آپ  
سنت دیکھیں ہوئے چنا چھ فراتے ہیں:

”اس وقت میرے احساسات پر فطرت  
چھائی میرے جذبات پر دلیاں مٹلا رہی  
تھیں۔ میں اپنے ملک سے نا امید ہو چکی تھی اور  
صورت حال ایشیائی بد فہمیہ کی کچھ بھی نہ تھی  
بلکہ بارود کا گھر سے تھے۔ ان کو کوئی پریشان  
حال نہ تھا۔ بہن دوست و خانہ کے کام میں  
ان کی قیادت سنبھالتے اور کبھی کا گھر میں کے  
عاشیہ ہزار ان کی فائدگی کے مدد میں جاتے  
جب بھی امتداد و منتظر کرنے کی کوشش ہوتی  
سرا کر کے کوڑیوں اور کاغذ کی کپ کے غیر

فوزیہ شمع کی کوششوں کا کام نہ ہوا۔ مجھے محسوس  
ہو رہا تھا کہ میں نہ زندہ و نہ تھیں کی کوئی مدد کر سکتا ہوں  
اور نہ زندگی و طبیعت بدل سکتا ہوں اور نہ  
مسلمانوں کو ان کی نازک حالت کا یقین دلا سکتا  
ہوں۔ یہ احساس بھائی کی اس قدر بڑھا کہ  
میں لندن میں ہی اقامت کر لی جو گورہ گائیڈ  
چنا بیکم آپ نے وطن لوٹنے کے ہمارے لندن میں منتقل  
سکونت اختیار کر کے وہیں پر یو کی کوشش میں پرکیش کرنے  
کو ترجیح دی۔ آپ لندن میں ایک سمنزلہ مکان حاصل کر کے  
اس میں مقیم ہو گئے۔ گھر کا سارا انتظام فاطمہ جناح کے سپرد  
کر دیا گیا۔ تاہم فاطمہ جناح نے لندن میں بھی اپنی قانونی قابلیت کو  
بھائی کے رشتہ کے اخلاقی آپ کی دولت میں اضافہ ہونے  
لگا۔ آپ بڑے بے تحاشے رہنے لگے۔ آپ لندن کے جو کل  
کار میں گھر میں ڈونگھاتے اور لندن کی لکھنوں کی پرکیش  
میں وافر وافر دونوں کے ساتھ تار و تار خیال کرتے۔ قیام  
لندن کے دوران آپ کا اپنی بہن فاطمہ جناح کی مسلسل  
رفتہ رفتہ تیسری بریج میں اپنا کاروبار چھوڑ کر اپنے  
بھائی کے ساتھ انگلینڈ چلی آئیں۔ اس وقت سے گھر

## میری بہن

فاطمہ نے ہمیشہ میرے مددگار  
میرا حوصلہ بڑھایا، جوت دھرت اسے  
پاتے کا عطیہ تھا کہ آگے بڑھے حکو مے  
مجھے گھر فتنہ سے لگے۔ میرے بھوت نے  
میرا حوصلہ بلند رکھا۔  
فاطمہ اعظم

ان کی وفات تک انہوں نے بھائی کی دیکھ بھال کے لیے اپنی زندگی کی ساری سرگرمیاں قربان کر دیں:

قیام لندن سے فطرتاً ہی زندگی میں ایک اہم نقاب لگا۔ آپ نے فطرتاً ہی شکستگان کے باشندوں اور ان کے سیاسی اور معاشرتی اصول کو سمجھ لیا اور وہ اس غیر متبیغی کے ان کی ساری ترقی کا راز اس سنجیدگی میں مضمر ہے کہ وہ ایک آزاد ملک کے باشندے ہیں اور ہر غیر متبیغی ترقی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ بھی آزادی کی دولت سے مالا مال ہو۔ اگرچہ ہمیں اس کے قیام لندن کے بارے میں شک ہے۔

گولی میز کا فخر میں انہوں نے صرف تاجدار عظمیٰ کی  
جہن کی حیثیت سے شرکت کی بلکہ وہ سیاسی محکمہ ان کی پیش  
بھی تھیں۔ تاجدار عظمیٰ کو قاتلانہ فتنے سے مشروط بھی کر کے تھے  
گولی میز کا فخر میں انہوں نے ہندوستان کی جمعیت رجسٹری کی اور  
اپنے وطن کے لیے ترقی کے بہت سے اور ضروری ذرائع اور  
طے تھے کہ وطن واپس آئیں۔

مسلمان کا گھر اس سے برگشتہ ہو چکے تھے۔ مسلم ایک انجی ضبط  
 نہیں ہوئی تھی۔ قائد اعظم پر قوم کا اعتماد تھا۔ لہذا اس نے اپنے  
 مستقبل کی باگ و دوں ان کے ہاتھ میں دے دی۔ قائد اعظم  
 نے یہ عظیم ذمہ داری قبول کر لی اور مسلم لیگ کے صدر منتخب  
 ہو گئے۔

عمر شہید کے لئے قادیان کا قلعہ بنایا اور وہاں سے  
 زونہی عالی قوم کی ہزاروں اور چھوٹی قوم کی  
 پانچ سو تیس قوم کے ایک لاکھ کل مرتب کی اس کے قلعہ  
 میں اسی قادیان دی۔ قوم کے آئین قادیان کا قلعہ  
 طوازا۔ اس کی آواز میں کمروروں کی وجہ سے  
 مسلمان اس کے شانہء ابرو پر چاہیں قرآن کرنے پر تیار  
 ہوئے۔ قادیان کا قلعہ کے ایک سو اسی لاکھ مرتب  
 میں دی گئی تھی ایک ایک عمارت اور مختلف مدت میں  
 ایک قوم کی گئے۔ ایک سیسہ کی جاتی دیوانہ کی گئے۔  
 ایک ہائی کی گئے۔ سب مسلمان کے لئے دیوانہ کی گئے۔

١٢

ہے کیا؟ بس میں اور میری بہن!

ایک دوسرے کو تھپہ پر اپنے اپنی جو کھڑی ہو کر  
 پیش کرتے ہوئے فرمایا میں نے ایک ایسے واقعے کا  
 بیان سن کر ہنسنے لگا تھا کہ ایک وقت ایسا ہی  
 واقعہ ہوا تھا۔ انصاف تک کے مقابلے کے لیے آدھو  
 گئے تھے میری بہن نے اپنی زبان پر ایک لفظ نہ  
 بولا اس کے برعکس میری جنت بندھاں پر چوسے دس  
 دس دوسرے شانہ پر شانہ دس میری انتہائی مستعدی اور  
 فیصلہ خاندانی ہوئی۔

[illegible]

مسلم لیگ نے دشمنان اسلام کے منہ بند کر دیئے  
ہیں مسلم لیگ کی اور بھی متعدد خدمات ہیں  
جن کی تفصیل بیان کرنے کے لیے یہاں وقت  
درکار ہو گا۔ میں حقوق اور آزادیوں سے  
خاص کر ان کی ضرورت ہے تاکہ جو دوسری  
گروہیں کر کے اپنے نصب العین کی طرف توجہ  
برجھائیں اور ان کی تمام مشکلات دور کر دیں۔  
میں اپنی سبھی باتوں سے بے پروا اور غور سے  
کرتی ہوں کہ وہ اپنی تمام اقدار اس مقصد  
کے لیے وقف کر دیں اور حیات و موت کی  
اس جدوجہد میں مروں کی قربانی سے دو کر رہیں۔

۱۹۴۰ء میں جسٹس لیگ نے ایس ایس جیوری میں تھوڑے سے غفلتوں کی بنا پر پاکستان کے نام سے شکریہ ادا کی تھی۔ لیکن یہ غفلتیں جلد ہی برصغیر کی مسلم ترقی پر پاکستان کا غلبہ اور آئین اس کے حصول میں مردوں کے دوش پر عائد ہونے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ۱۹۴۷ء میں آپ نے کئی میں خواتین کے ایک طبقے کے لئے جوئے کی دکانیں

”مہم مسلمان ہست و نہ چین کی ہیندو سرحد کے جس کوایتھ  
روسی قوم نے میں کمزور جان کر دہائیا شروع کر دی  
ہو اور نہ تو جانے کو ہمارا نام و نشان بھی ہیندوستان  
چکا ہو۔“ بیس بھی گھوٹا جانے لگا کہ جہاں یہ بقا  
ت پر منحصر ہے۔ اسی خیال سے مسلم لیگ نے اپنا  
تقسیم ہند کی قرار داد منظور کی ہے جو قرار داد پاکستان  
پاکستان ہی ہیندوستان کی سیاسی مشق کو تاحد

بہ قائد اعظم و اسرارے سے فیصلہ کن مذاکرات کرنے  
 پہنچے دہلی تشریف لے آئے تو ماورقہ مجھی



معمول کے مطابق ان کے ہمراہ تھیں۔ ایک قانون عزمہ ہمیں  
ہمندی اس زمانے کے متعلق گفتگو تھی:

تھیں دہلی کے کئی کچوں میں تھیں نسوں  
اور تھیں افغان کے مکرکھول دیتے جس  
تاکہ ان کو کچوں میں لٹا دیا جاتا تھا۔ ان ہریک  
اور لٹیکہ کچوں میں کچوں بہت دشوار تھے۔  
ہر کچوں قانون نہایت خندہ پیشانی سے اپنا  
فرض سر انجام دیتی رہی۔ ہر کچوں میں ہوا بد  
بڑے پلٹے پر چلے جیسے منتقد ہوتے۔ اور نہ  
ان جیسوں کی عداوت کر سکی اور ہادی کو شمشیر  
کی پورٹ تاکہ ان کو لٹا کر تھیں:

اور نہ کی ان تک کو شمشیر کا تھیر پر لگو کو مسلم تھیں  
بیدار اور تھیں جو کچوں نے تحریک پاکستان کے عروج کا  
زادہ دیکھا ہے وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ جب  
مسلم خانیں کے زبردست جوش تھکے تو کچوں نے دوبارہ اور گورنر  
لوکھا اٹھنے تھے۔ یہی دن تھے جب پاکستان کے دل لاہور کی  
مسلم خانیں نے داخل پر دربار میں کچوں کو گورنر جناب سولی  
میکر شیش پر دھاوا بول دیا تھا اور قومی ایک ویلر اور نہ  
خانوں نے فرینج جسک کی جگہ مسلم ملک کا بولی پر چڑھ لیا تھا۔  
یہ سب کچہ اور نہ کی کامیاب دھاکہ کو شمشیر تھا۔

قیام پاکستان  
آزاد تھیں بڑی سے پاکستان  
کے یقین علم کے ساتھ ہندو اور انگریز کے قریب کا لہور پر چڑھ  
گیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کو تاکہ ان کو لٹا کر اور نہ کی دہلی کے بھائی  
آدھے پر تھیں جیسے دہلی کے قانونی ڈگر کو دھارہ تیار کھا تھا۔  
خیار پاکستان کے دارالحکومت کی کمی کی طرف ردا ہونے والا  
تھا۔ اور کی دہلی میں مسز سال پٹے تاکہ ان کے لٹا کر دیا  
تھا۔ آپ نے خیال سے سوار ہوتے وقت دقت پر کی دہلی کے

"آپ کا کیا دل کرنا چاہتا تھا؟ آزاد ایک عورت ہے۔ میری کوئی  
بات نہیں۔ جو میرا سوچ رہا تھا۔"

تاکہ ان کو لٹا کر اور نہ کی دہلی کے بھائی  
آدھے پر تھیں جیسے دہلی کے قانونی ڈگر کو دھارہ تیار کھا تھا۔  
خیار پاکستان کے دارالحکومت کی کمی کی طرف ردا ہونے والا  
تھا۔ اور کی دہلی میں مسز سال پٹے تاکہ ان کے لٹا کر دیا  
تھا۔ آپ نے خیال سے سوار ہوتے وقت دقت پر کی دہلی کے

اور دوسری خاطر جناح کا طر جناح ہمارے ہی کے تہا حال  
تاقول کو دیکھ کر رو پڑی تھیں اور وہ ایک ماں کی سی  
ماں اور نہ کی سی شہادت سے کران ہمارے ہی کے تاقول  
اور نہ کیوں میں باقی تھیں۔ ان کی ہر طرف ہر کچوں کے علاوہ  
تھیں۔ زانی ہمدردی، چنے آسمان اور نہ کی دھاکہ کے علاوہ  
رنگی اور ماں کے کرنے میں بھی انہوں نے کچوں دہلی میں نہیں  
فرمایا۔ انہوں نے عزم کر لیا کہ جب تک ان کے ہر صہبت نہ  
تھیں زندہ ہمارے جناح اور نہ کیوں زندہ کی قاتل ماں نہیں کر  
تھیں اس وقت تک وہ چین سے دہلی میں گی۔ انہوں نے  
رات دن کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو ہمارے ہی کے تاقول  
اور ہمارے ہی کے کچوں کے لیے وقف کر دیا۔

شب روز کی مکرادی  
بھائی کی وفات  
ملکی و سیاسی سماں نے تاکہ ان کو لٹا کر اور نہ کی دہلی کے بھائی  
آدھے پر تھیں جیسے دہلی کے قانونی ڈگر کو دھارہ تیار کھا تھا۔  
خیار پاکستان کے دارالحکومت کی کمی کی طرف ردا ہونے والا  
تھا۔ اور کی دہلی میں مسز سال پٹے تاکہ ان کے لٹا کر دیا  
تھا۔ آپ نے خیال سے سوار ہوتے وقت دقت پر کی دہلی کے

کشمیر  
کشمیر کا جو دار اور اس کی جہا پاکستان کے  
جو دار اور اس کے گورنر تھیں۔ کشمیر کی  
زمنی کو خطو پاکستان کے لیے جیسے خود ملک  
ثابت ہوگا۔ اس لیے کشمیر کو پاکستان  
کے لیے اپنے تمام حق اور نہ کیوں دلا کر اس کو ملو  
تھا۔ کشمیر میں مسز سال پٹے تاکہ ان کے لٹا کر دیا  
تھا۔ آپ نے خیال سے سوار ہوتے وقت دقت پر کی دہلی کے

موصوفے پر گزریں۔ اور نہ کیوں دہلی کے بھائی  
آدھے پر تھیں جیسے دہلی کے قانونی ڈگر کو دھارہ تیار کھا تھا۔  
خیار پاکستان کے دارالحکومت کی کمی کی طرف ردا ہونے والا  
تھا۔ اور کی دہلی میں مسز سال پٹے تاکہ ان کے لٹا کر دیا  
تھا۔ آپ نے خیال سے سوار ہوتے وقت دقت پر کی دہلی کے





تھے اور قائد اعظمؒ کے نظریات کی صحیح ملامی کرتے تھے۔  
آپ تقریباً سو سال پس روڈ گلی پر واقع فلک  
سٹار ہاؤس میں مقیم رہیں۔ یہ ایک قدیم طرز کی عمارت تھی  
جو قائد اعظمؒ وقت کی ملکیت تھی۔ پھر آپ فلکس روڈ کی عین  
کونوں والی عظیم الشان کوئٹہ روڈ ہاؤس میں مل گئیں۔ یہ  
کوئٹہ آپ کا تادمِ خدمت رہا۔ اسی میں پہلے حکومت  
پاکستان کا دفتر قائم ہو چکا تھا۔

**قائد اعظمؒ کی سوانح عمری** قائد اعظمؒ کی وفات  
اور دستبردِ سوشلزم کی تدوین و شائعیت کی ضرورت بڑی  
شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ سب کی نظر پر بادِ ملت کی  
طوفان اٹھنے لگیں۔ کیونکہ ان سے بہتر اور کوئی یہ سوانح عمری نہ لکھ  
سکتا تھا۔ ایک دفتر ابراہیم بیلی نے آپ کی خدمت میں

### نوجوانوں کے نام

پاکستان کے نوجوانو! قہاری روگ کا خون مر  
دھوئے پائے۔ قدرت نے تمہارے دامن  
میں اپنی رحمتوں کے لیے شمارِ خیر برپا ہے  
ہیں۔ ان کو ہم میں لانا اور فائدہ اٹھانا تیار  
لازم ہے۔ تمہارے اوصول میں بہت بے تعلقی  
کی ممان آنے والی ہے۔ اپنا راستہ اپنی  
منزل اور اپنی ذمہ داریوں کا کام کرنا بھی  
افراد کرنا ہوگا اور اس کا انحصار تم پر ہوگا  
کوئی قدر تیزی سے تم خود کو ایک سنگم اور  
عظیم ترقیوں میں تبدیل کر دو گے۔

بادِ ملت

عرض کیا: "قائد اعظمؒ سے آپ جتنی قریب رہا میں کسی گور  
شرٹ حاصل نہ ہو سکا۔ آپ کا تادمِ عظمیٰ کوئی نہ سوا عمری  
کیونکہ نہیں لکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دنیا کی بہت مستند اور  
بہترین سوانح عمری ہوگی۔"  
بادِ ملت نے جواب میں فرمایا: "میں اس سوال پر خود  
بھی حیران رہی ہوں۔ اگر زمانے نے فرصت دی تو میں دنیا  
کے سارے بڑے اسکریمن کی سوانح میں ایک اور گونا گور  
افراد کروں گی۔"

لیکن زمانہ فرصت کہاں دیتا ہے۔ آپ کو ہمارے ممبر  
کے امضاء اس وقت موجود ہو سکیں۔ اتنے میں ایک برطانوی  
مصلحت گیر راسخ نے پاکستان کو قائد اعظمؒ کے جانے والوں  
سے ملاقات کر کے آپ کے حالات فراہم کیے اور ایک سوانح عمری  
لکھوائی جسے "ماہِ مرسے" لندن نے شائع کیا۔ اس کتاب کے شروع  
میں مصنف نے جن برصغیر کے مختلف اصحاب کا شکریہ ادا کیا  
ہے۔ ان میں بادِ ملت کا نام بھی شامل ہے۔ ان کی نظر نہیں آتا۔  
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادِ ملت اس بات کے قائل تھے  
کہ کوئی برطانوی مصنف قائد اعظمؒ کی سوانح عمری مرتب کرے  
پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادِ ملت طلحہ سوانح عمری لکھنے کے لیے  
جسٹس کیائی کی خدمات حاصل کرنے والی ہیں۔ مبینہ ملتان کا خیال  
تھا کہ اس کام کے لیے قائد اعظمؒ کی الائنڈ پریس میں لیکن  
انہی کی اپنی سوانح عمری کی تصنیف کا خواہشمند تھی۔ یہ ہو سکا

**صدارتی انتخاب** ۱۹۹۶ء میں بین صدارتی  
انتخاب کے لیے انتخابات  
نزدکی طلب کیے گئے تو حزب اختلاف کی تقاضا و انتخابی مدت  
مقررہ قاعدہ پر پڑی۔ ان کے متعلق کہیں کیا مانا تھا کہ وہ  
معمولی سیاست میں قدم رکھنے پر آمادہ ہو جائیں گی لیکن آپ نے  
۱۰ ستمبر ۱۹۹۶ کو مختصر حزب اختلاف کی طرف سے اس سید دار  
صدارت بننا منظور کیا۔ ان کے آنے سے حزب اختلاف

میں تباہی پیا۔ چرچی اور صدارتی انتخاب کا مہلک سہبت  
احییت اختیار کر گیا۔

بادِ ملت نے سب سے زیادہ سال کے باوجود ٹولنا کی دور سے  
کیے اور دشمنی پاکستان کے راستے ہندوستان کے سامنے  
اپنے نظریات کے متعلق اپنے نئے افکار وضاحت کی۔ صدارتی  
انتخاب میں شکست کے بعد آپ نے کسی سیاسی طاقت میں شامل  
ہونا پسند نہ فرمایا۔ ان سبب دستور کوئی قربت یا پناہ نہ لے  
پہنچا۔ مقررہ دور رہیں۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۰ کو آپ نے  
میدانِ سیاست کی مبارک تقریب پر ایک پیغام میں فرمایا:  
"میدانِ سیاست کے قدیم رستے پر میں پاکستان میں  
اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو ملی مبارکباد  
پیش کرتی ہوں۔ یہ مقدس دن اعلیٰ مقصد  
کی یاد آتا ہے جس کے حصول کے لیے بڑی سے  
بڑی مصیبت اور پریشانی اور کوئی بھی قربانی  
غیر آہستہ ہی میرا آرزو اور تحلیف ہے، وہ کوئی  
حقیقت نہیں رہتی۔ اپنا اور قربانی غلص  
اور جہل سے بڑے سب سے سرشار ہو کر مجھے  
دنیا میں تاریخ مرتب کی اور اپنی منزل مقصود  
کے ذریعہ دستِ خلافت اور مصیبتوں کا مقابلہ  
کرتے ہوئے اپنا وطن حاصل کیا۔" لہذا  
آئیے ہم پاکستان کو کروڑوں مسلمانوں اور ان  
کے لیکروں کے نظریات کے مطابق حقیقی  
پاکستان بنائیں۔ جنہوں نے اس عظیم ملک کو بنایا  
دیگیا تھا۔"

**منحوس ہفتہ** اپنی قوم کے نام و حرکت کا یہ  
آخری پیغام تھا کہ وہ بڑی  
۱۹۹۶ء ہفتے کی رات کو وہ آواز جو ہم کیسیا اور دشمنی  
ترتیب کا سامان فراہم کیا کرتی تھی بیشک کے لیے کارنامہ ہو

گئی۔ ہفتے کی صبح کو آپ بیلاروس میں تو بٹاشاں شمش  
تھیں۔ آپ نے سب کی پائے نوش فرمائی۔ مقامی اخبارات  
کا مٹا اور کیا۔ پھر شعل فرمایا اور اپنے دفتر میں آگین کی کڑی  
سے چند ملاقات پر تیار فرمایا کیا جو زیادہ تر قرضہ قاطر  
کی مرمت سے متعلق تھے۔ پھر آپ ایک نئی تعمیر شدہ ٹیلی  
کام سنٹر کرنے لگیں۔ اسی دوران آپ کو خفیت میں چرٹ  
تھی جس کے لیے فوری میں ابراہیم ہد پناہ کی تھی۔ اسی روز  
آپ نے ایک درخت کو گراڑنے کا حکم دیا جس کی جڑیں کوڑ  
ہو چکی تھیں۔ اسی روز ایک ملاقاتی نے آپ سے ملاقات  
کی کہ ایک کھٹے تنگ باری رہی۔ شام کو آپ نے مولوں  
کے مطابق چائے پی لی اور پھر جید آباد (دکن) کے سابق  
وزیر اعظم پرانی علی کی روکی کی شادی کی تقریب میں  
شرکت کے لیے سارے چھپے شام تشریف لے گئیں۔  
آپ غرض و فرم تھیں۔ سارے سات بجے آپ واپس تقریب  
لے آئیں اور خوشی و رہا ہونے کے لال میں بیٹھنے کے  
بعد آپ سونے کے کمرے میں تشریف لے گئیں۔ آپ نے  
خود اپنے تختے سے کروڑوں کے دروازوں کی چھینا لٹائیں  
اور پھر ایسی سونے کی کمانی دن چڑھے تک بیارہ ہوئیں۔  
تقریباً ایک ملازمین پریشان ہو گئے۔ بلکہ رعایت اٹھ کر  
اطلاعی کی گئی۔ وہ دروازہ قاطر نہیں۔ ان کا اپنا بیابان ہے  
کہ میں نے بار بار دروازے پر دستک دی اور جب کوئی  
جواب نہ ملا تو قہرے خوسے کا احساس ہوا اور میں نے فیصلہ  
کیا کہ آپ کی بجائے اور فایوں کو صورت حال سے آگاہ  
کر دوں۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ میں دن گزرنے کے کمرے  
میں تھا جو متعلق تھا۔ میں نے ان کو اپنی پہنچ کر انہیں ملی فون  
کیا۔ جلدی ان کی بجائے بلکہ شہر باؤ پر پناہی اور نواسیاں  
بلکہ زہرا پاؤ اور دیگر مٹھن کا ذریعہ بن گئیں۔ پھر سب  
تقریباً بیٹھنے۔ ایک ملازم کہیں سے ایک چالی لے آیا جو



قتل میں لگ گئی اور ہم سب اگلے کمرے میں داخل ہو گئے۔  
 ہمارے دیکھا کہ آپ بڑے آرام و سکون سے سو رہی ہیں  
 اور یہی معلوم ہو گیا کہ آپ وفات پا چکی ہیں۔

آپ کی وفات محنت آفات کی ضربت جلد کر گئی  
 پہلی گئی۔ پھر پیر پاکستان کے ذریعے سارا پاکستان  
 اس کا جنازہ کرکس کرسو ہو گیا۔ لاکھوں ٹھیکیں، شکار  
 ہو گئیں۔ کرچی کے باشندے جوق در جوق اپنی ماں کے شجر پر  
 لڑکا آؤری دیدار کرنے کے لیے تشریف لے چکے تھے۔

\*\*\*

## شعبہ روزنیوی

ہون کے "ستارہ ڈانٹ" میں ص ۲ پر سطر ۱۹ اور ۲۰ کو  
 پڑھا جائے۔ شریک اروی کے لکڑوں کو شکر رہے ہیں  
 ہنگوئی تو جو صورت پیدا ہوئی اسے خرید کیے ہیں۔

پیر: ۱۹ جولائی ۱۹۶۰ کو تمام سرکاری دفاتر میں تعطیل  
 ہو گئی۔ ملک میں عام طور پر کاروبار منقطع رہا۔ سرکاری محلات  
 کے پرچم گرہن کر دیئے گئے۔ کوئی کی پروگرامز میں  
 لاکھوں افراد نے مادر ملت کی ناز جنازہ ادا کی۔ پاکستان  
 کے دوسرے شہروں میں فاتحانہ پارے جنازہ ادا کی گئی۔

انتخابات سے معلوم ہوا ہے  
 قومی سربراہ کو آپ کے پاس ایسی قیمتی  
 یادداشتیں اور دستاویزات محفوظ تھیں جن سے تمام مملکت  
 کی سربراہیات کی تدبیر میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ اس  
 بات کا انکشاف بھی بڑا کہ آپ جناب خدیجی کے کون جیٹ  
 کھر رہے تھے۔ یہ یادداشتیں، دستاویزات اور تمام دسترس  
 کے سوانح حیات کا تصنیف کردہ حصہ کسی کی تحویل میں جائے  
 گا۔ اس کا فیصلہ مادر ملت کی وصیت کرے گی۔  
 مادر ملت کی اپنا ملک وفات کے ساتھ بڑھیکے  
 مسلمانوں کی آزادی و ترقی کا ایک شاندار باب ختم ہو گیا  
 ہے۔ ہر مملکت وفات ایک نیا صفحہ تھی، ایک جہد تھی۔ آج  
 پوری قوم سرگوار ہے کہ ان کی محبوب ماں انہیں داغ  
 مفارقت دے گئی۔ تادم میں ان کا ہمیشہ عورت اور  
 احترام سے لیا جائے گا۔ ہر عمر اپنے علم بھائی کے  
 لیے ہمیشہ روشنی اور امید کی شمع روشن رہیں۔ وہ بھائی کی

## اسلامی مملکت کا آغاز

شاہ ولیعزیز

ہماری کارمانہ ہے۔ مسند نبوی تیار ہو چکی ہے۔ یہی مشاوری کا اہل ان حکومت ہے حضور اکرم  
 چاہیے حضرت ابراہیم انصاری کے مکان سے اپنے بھروسے میں منتقل ہو چکے ہیں دینے کی شہری  
 مملکت کے قیام کا کوئی امکان نہیں ہوا لیکن جس دن سے حضور اکرم مدینہ منورہ شریف لے آئے ہیں دینی اور دنیوی  
 معاملات کے لیے آپ کی ذات اقدس ہی مرکز ہو رہے۔

آؤری بیعت عقبہ کے موقع پر مئی کی گھائی میں ابراہیم نے انصاری کی طرف سے اعلان کیا تھا کہ۔  
 یارسول اللہ! یہودیوں سے ہماری دوستی کا معاہدہ ہے جو اب ہم آپ کی بیعت کے بعد توڑ دیں گے! ایشاد  
 ہو۔ میرا خون تمہارا خون اور میرا اذوق تمہارا ذوق ہے۔ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ تم جس سے ڈرو  
 گے میں بھی لڑوں گا اور جس سے تم منع کرو گے میں بھی منع کروں گا۔ یہ بات کا اعلان تھا کہ مملکت  
 کے لیے بھی آپ ہی کی ذات مرکز و محور رہے گی۔

یہی بات چیت بنیاد تھی دینے کی شہری مملکت کے قیام کی۔ بیعت عقبہ کے کوئی دھماکیا مبینہ بعد حضور اکرم  
 نے کئے کوئی شہر یاد کیا۔ حضور اکرم کے دینے پہنچے ہی مسلمان ایک ہجرت کا سیاسی شہیت کے ملک ہو گئے اور  
 اقتدار اعلیٰ حضور معلوم کی ذات اقدس میں سمٹ آیا۔

آؤس اور غزیر شہب کے بڑے اثر و اتھالے قبیلے تھے۔ چاہے یہودیوں کے برابر لڑائے ہوں لیکن ان کی  
 معاشرتی شہیت اور تعلقی اور دونوں قبیلے فزین جنگ میں امر کے ہر جاتے تھے۔ پہلی بیعت عقبہ سے چلے  
 جنگ بھٹا ہو چکی تھی۔ جس میں اوس اور خزرج کا بڑا جانی نقصان ہوا تھا۔ ان کے سارے بڑے بڑے آدمی  
 میدان جنگ میں کام آئے تھے۔ جب ہوش آ کر ان کو ان نے لے لیا کہ آئندہ کے لیے لڑائیاں موقوف۔  
 ہترے کہ دونوں قبیلے اور ان کے مختلف خاندان میں بیٹھیں اور کسی کو اپنا بڑا بنائیں۔ بہت دنوں کی بات  
 چیت کے بعد یہ طے پا تھا کہ ہمدانہ، اہل کو دونوں قبیلوں کا بادشاہ منتخب کر لیا جائے۔ ہمدانہ تسلیم  
 خورج کے ممتاز خاندان میں سے تعلق رکھتا تھا۔ علی سالم کا لقب ہے۔ علی یعنی بڑے پیٹ والا! یہ خورج کا  
 پڑپوتا تھا۔

## ایڈیٹیو لائبریری سیریز کی چند سائنسی کتابیں

روشنی کیاجے؟	سیرسٹری	۲-۱
کیا	برنارڈ ہٹنر	۲-۵
موسم کی کانی	ڈیوڈ میس	۲-۵
طبیعیات کیاجے؟	ہیریو ایس مائر	۲-۵
برقائی عمل کی آمد	ہیریوٹ ہڈوٹ	۱-۱۵
انسان اور زمین	ہیریوٹ ہڈوٹ	۲-۱
سائنس کے لیے	فریڈرک لینڈ	۱-۵

آرٹو ایڈیٹیو سنٹر کی لیب



آخری ہیبت معتبر ہوئی ہوئی تو بعد ازاں شریب کا ہاتھ  
 میں پکا ہوتا لیکن ہیبت معتبر کے ساتھ ہی حالات بدل گئے  
 اور شریب کی اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑ گئی۔ عہد اللہ کے  
 لیے یہ ناقابل بیان حصور تھا۔ اس لیے وہ زندگی بھر اسلام  
 کا کیا پیرو نہ بن سکا۔ اہل ایمان کے مدینے میں روز بروز  
 بڑھتے ہوئے اقتدار نے اسے مجبور کر دیا کہ اپنی جماعت  
 کے ساتھ وہ بھی مسلمان بن جائے۔ چنانچہ فرخ بردے کے بعد وہ  
 ایمان لے آیا لیکن وہ صرف نام کا مسلمان رہا۔ اصل میں  
 منافقوں کا سردار بن گیا۔ مگر کے مشرکین اور مدینے کے  
 یہودیوں سے اس کا باہر اور بیلاختصاص کوئی اہم موقع پیدا  
 نہیں جب اس نے مسلمانوں کو کڑک دینے کے لیے کوئی نہ  
 کوئی ناکوش نہ کی جو چوٹی پر خیر اڑانے بنا دلائل و امارات  
 لگا دینے سے ذری لوری بات کی اطلاع نہ پہنچا۔ اس کا  
 معمول تھا۔ بدر کے میدان میں آنے سے پہلے کئے والوں کا  
 اس سے بڑا گڑھ چڑھتا۔ اسے یقین تھا قریش کو مسلمانوں کا  
 نام و نشان مٹا دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن قدرت  
 کا منصوبہ کچھ اور ہی تھا۔ اُس کے مکر میں قرودہ کل کرنا سننے  
 آگیا جب آپ نے یہ سراسر مافوق کے ساتھ دینے سے تھوڑی  
 دُور نکل کر وہ لوٹ گیا۔ جنگ خندق میں مسلمانوں کو نقصان  
 پہنچانے کے لیے بھی اس نے بڑی گہری سازش کی تھی مگر  
 کامیاب نہ ہو سکا۔

حضور صلعم کے حیرت فرماتے ہی مدینے میں ایک  
 شہری حکمت کے تمام میں اُپا لیکن شہری حکمت پر ایمان اور  
 روم کی شہری عقلوں سے بالکل الگ ایک نئی شیرازہ بندی  
 تھی۔ ایک بظرفی تو یہ تھا کہ اسلام مساوات کا علمبردار ہے۔  
 ہمارے ذہن میں غلام اور اشراف کا کوئی جدا گانہ تقویر ہے  
 ہی نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی حکمت میں اقتدار  
 اعلیٰ خدا کی ذات میں مرکوز سمجھا جاتا ہے اور سربراہ

حکمت خدا کا نائب ہوتا ہے۔ یہ تصور روئے زمین پر کسی  
 ملک میں پیدا ہو ہی نہ سکا۔  
 مدینے کی شہری حکمت میں اپنے والوں کو مدینوں  
 میں تقریر کیا جاسکتا ہے۔ ایک اہل ایمان۔ دوسرے غیر مسلم  
 ان غیر مسلموں میں اہل کتاب یہودی اور عیسائی بھی تھے اور  
 پھر ہیبت پرست بھی۔ اہل ایمان اس حکمت میں صاحب  
 اقتدار تھے اور قیاس غالب یہ ہے کہ مدینے کے اس  
 حصے میں یہاں یہ شہری حکمت قائم ہوئی تھی۔ وہ اکثریت  
 میں بھی تھے۔

غیر مسلموں میں مدینے کی زیادہ آبادی یہودیوں پر مشتمل  
 تھی۔ ان کے بڑے بڑے گڑھ قریب ہی تھے اور یہی بیان  
 ذی اُرشیا کی مندرجہ ذیل بیہوشی رکھتے تھے۔ دوسری صدی  
 عیسوی میں عیسائی حیرت نبوی سے کوئی چار سو برس پہلے یہ  
 لوگ مدینے آئے۔ کچھ شام اور فلسطین پر ان کی حکومت بھی لیکن  
 رومی عیسائی سلطنت نے اس پر قبضہ کر کے انہیں وہاں سے  
 نکال دیا تھا۔

مصر نبوی کے تیار ہوتے ہوئے کوئی سات ماہ کا  
 عرصہ تھا۔ اس دوران مسلمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ  
 ہو رہا تھا۔ مشرقی اور مغربی مسائل کے ساتھ ساتھ بہت  
 سے تنظیمی سبب بھی کھڑے ہو رہے تھے۔ اس لیے ضرورت  
 تھی کہ شہری حکمت کا ایک مختصر بنا جاسکے۔ احکام الہی کی  
 روشنی میں حضور اکرمؐ نے یہ کام انجام دیا۔ یہ فطور ایک  
 معاہدے کی صورت میں دُنیا کے سامنے آیا۔ اس میں ایمان  
 فرماتے تھے۔ حضور صلعم سربراہ حکمت، مسلم عوام اور یہودی  
 جو اس حکمت کی سب سے بڑی اولیت تھے۔ اس اسلامی  
 حکمت میں غیر مسلموں کی حیثیت معاہدہ کی ہوئی چاکچہرہ کے  
 حقوق اور مراعات کو تحریری صورت دی گئی۔  
 یہودی اگرچہ قرابت کی ان بنائوں نے واقعہ تھے

جوئی افراد ان کی حیثیت کے بارے میں اُن یقین، تاہم  
 پھر بھی وہ حضور صلعم کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ بلکہ  
 حضورؐ سے دلی میں آپ کے کوششوں کی گئے۔ انہوں  
 نے آپ سے لڑائیاں لڑیں۔ فطرت پر داری کی۔ بدر میں  
 مشرکین بارگئے تو رب نے ————— وہ لوگ اُن کی جانیں !  
 لڑائی تو اس وقت ہوئی جب ہم ایمان ایک جنگ میں نہیں گئے۔  
 آپ کے قتل کے مندرجہ پے نائے۔ آپ کو زہر دیا۔ یہ لوگ جو  
 کی جہڑی خبریں اُن اڑانے والے تھے۔ بخاری میں جو حضرت  
 عہد اللہ کے صلعم نے مسلمان ہونے کے بعد اپنے ہم قروں کی  
 مامت بجز صلعم کے طریقوں کی تھی۔ مدینے میں رہ کر بھی  
 یزید کا اسلام لانے کا اُذارہ تھپ خیر صلعم ہوتا ہے۔ بخاری  
 میں حضرت ابراہیمؑ کی روایت ہے۔ یہی اعلیٰ مدینہ صلعم نے  
 فرمایا ————— لوگ جو حضرت سے پہلے دس یہودی ایمان لائے  
 اس کے بعد تھے تو مارے یہودی ایمان لے آئے۔

مدینے میں یہودیوں کے علاوہ عیسائی بھی تھے۔ یہ  
 بھی حضور اکرمؐ کی حیثیت کے مستقر تھے کیونکہ انہیں میں آپ  
 کے بارے میں یہ یقین گہرائی میں لیکن عیسائی بھی آپ  
 کے خلاف ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ نے اس خیال کو  
 اعلیٰ عہدہ یا حضرت صلعمؐ کے بیٹے ہیں۔ یہ ثابت ہو گئی  
 آپ نے یہ دکر دیا اور کیا کے لیے اقتدار کے زور و کمر  
 کو بھی آپ نے خلع دیا اور کیا۔ اب حضرت صلعمؐ کی اہلی قہدات  
 کی آپ نے نہ صرف تصدیق کی بلکہ مسلمانوں کو حضرت صلعمؐ  
 پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی۔ یہی بات یہودیوں کو بہت  
 کشش تھی۔ بلکہ ان کی اسلام دشمنی کی ایک بڑی بنیاد بھی  
 حضرت صلعمؐ کی شکست پر ایمان لانے والی بات تھی۔ کیونکہ انہوں نے  
 حضرت صلعمؐ کو شکست دی تھی تھا۔ مگر کبھی جب صلعم صلعم نے  
 بہت کا اعلان فرمایا اور کچھ سالے پیغمبروں کی تصدیق  
 فرمائی تو جو آپ مشرکین قریش کو بڑی سلوک میں اس میں

ایک بات حضرت صلعمؐ کو بھی ماننے کی تھی۔ یہودی اثرات  
 ان دلی و داغ جاس قدر مری طرح چھانے ہوئے تھے کہ  
 بعض مشرکین قریش نے اپنے اعتراضات میں یہ بھی کہا کہ آپ  
 تو میں عیسائی بنا جا جائے گا۔ اسلام کی جدا گانہ حیثیت  
 ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ ان حالات و خیالات اور جذبات کے  
 پس منظر میں شریب کے آئین پر اسلامی حکمت کا جو عہدہ لہرایا۔  
 اس اسلامی حکمت کے مختصر مکتب کے دو حصے ہیں۔ ایک  
 کائنات مسلمانوں کے ہے کہ آپ میں اس طرح میں کسی پر کیا حق  
 ہیں۔ کون کس کا سخت ہے۔ یہ اصل میں مہاجرین اور انصار  
 کے تعلقات کا باب ہے۔ ان سماج کی روایت سے اہل ہشام  
 نے اس معاہدہ کا حق دیا ہے۔ اس کا ابتداء کیوں ہے۔ یہ قرینہ  
 نئی عوامی طرت سے ایمانداروں اور قریش اور شریب کے معاملات  
 گولہوں کے درمیان بھی اعلیٰ ایمان کے درمیان  
 جو ان سے مل گئے اور یہیوں نے ان کے ساتھ کی کہ باہر ایمان

**تَقْوِیۃٔ تَبَلُّغِی**  
 اُردو زبان کی ایک غیر منضبط تاریخ اُفا و مروجہ  
 کی ایک انا ٹیکو پیر یا جو افاغلی ابتدا کی شکل بننے  
 جوئے کا نقشہ اختیار اور استعمال ہر بات پر روشنی  
 قیاس ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مولا یا سید مسلمان  
 مودعا کے علم کو وہ بھی بھی پیش کرتی ہے جس نے علم  
 شہری کی نور سے خراج حسین حاصل کیا۔  
 ہشام۔ ان کا تعلق رہا دعوت۔ منہات تقریر یا صفحہ  
 قیمت کس روپے  
 اُردو اکید می سندھ کراچی







جہارت کے چار دریا پانچ ہزار کے درمیان افسر اور سپاہی مرے ہیں۔ کچھ فوج کی اموات پانچ سو سے زیادہ نہیں۔ پاکستانی کاٹڈ کہتے ہیں کہ یہ بارے اسے چھوڑ دو اور انچائیوں کی انص لوہ بادی کی بدولت سے بلین پاک فوج کے کاٹڈ، تمام اموات کے کاٹڈ فوج کا سہرا کھانڈا ہے۔ سر ہارے سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کچھ فضا ہر کے شاہبازوں نے یہاں پر کھیل کر جھانک لی تھیں۔ تو فوج اور شاہبازوں کو تباہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان شاہبازوں نے دشمن کی کچھلی کاٹ ڈی اور اسلانی سسٹر کو فوجی تباہ کیا ہے۔ انڈین کوئی سے کوسا سپاہی قیدی ہوئے انہوں نے تباہ کیا ہے کوئی کئی فوج نہیں، شاہبازوں نے فضا میں ملتا تھا یہ دراصل پاک فضا ہر کا لال کاٹڈ تھا۔ وہ ماشن اور ایئر فوجی کی گاڑیوں کو دور پیچھے تباہ کر دیتی تھی۔

پاک فوج کے کوپ خانے کے (اس کیلئے) ریگیز نے بھجے تباہ کر اس نے دس فوجوں میں چالیس ہزار گولے فائر کرے ہیں۔ ان میں آٹھ آٹھ ڈالنے کی فوجوں کے گولے تھے، دو سو تو فوجی، ہزار ہشت فوجی اور کچھ تو فوجوں کے بھی اس نے کاسا بھی پٹی فوجوں کی مرضی کے مطابق سارے میدان جنگ میں گھوم کر استعمال کرتا رہا۔ جہازوں نے مری گزیر پر مختلف طریقوں سے حملے کیے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ہم نے ان پر اکثریت جوڑ دیا ہزار گولے گولے برساتے ہیں۔ لیکن ان کو تباہ ناک نہیں ہیں جیسا کہ ان کے ہر گولے کاٹڈ ہے۔

اب اس جنگ کی دینی بھی داستان بھی سانی ماسکتی ہے۔ لیکن پاک فوج نے جنگ کی ابتدا میں انڈین ائری سے حملے اور جنگ کی تمام تر سلسلہ کے کائنات بھیجے لیے تھے جہاز کی آئی کمان کی سکیم پر تھی کہ انڈین ائری کی ہر ہند وقت پاک فوج کو گنتی ہوئی سپرد اور سیالکوٹ کے گولے گولے کاٹڈ بن جائے گی اور پاک فوج کو دھڑوں میں کاٹ ڈے گی۔ اسی وقت ہار پر سر دینی مندر کے کے لاہور پھنڈ کر دیا جائے گا۔ اس طرح جنگ

کمانی جیشیں نصرت ہے۔ نہیں نہیں جانتی ہے حقیقت ہے ہا افسانہ بہر حال یہ آپ سے تیار ہوا جیشٹ سے لیے کھیں تھیں۔ لیکن کھینے والے کو موت نے اتنی ہمت ہی نہ دی کہ وہ اس کا حقدان ہی بخور کر سکتے۔

ہر دور سے دوسری بیت بیکے ہیں، ادا جاک آج اپنے بدلے بھیا کے کا خداات میں سے اس کی بر نظر مری جزیرہ دیکھ کر انہیں غرور سے بدھل جھوٹیں اور اسی کیفیت طاری ہو گئی جو میں جانی کر سکتی۔ (مشہد میر داوطلبی)

ایک ایک جنگ ریزٹ تھی یہ ایک اور پانچ کا مقابلہ تھا۔ اگر جاتی اپنے ٹیکوں کی اس قدر تیز تھا تو کھیلے ہوئے تھی جیسے سے متوال کرتے تو تھینا کامیاب ہوجاتے، وہ نہ ڈرتے کی شکل میں مل کر نہ کی جائے سائے آکر پاکستانی ریگیز سے ٹکراتے رہے۔ پاک فوج نے انہیں بہت جلدی شکست دے دی۔ لیکن جاتی کی زبان سے بھی جی نہیں کہیں گے کہ وہ سیالکوٹ سیکوں میں شکست کھا آئے ہیں۔

فاز بندی کے چند گھنٹے بعد میں دیکھ رہوں کہ دور مری دیات سے دھوپ کے بدلے آٹھ رہے ہیں۔ یہ وہ پاکستانی دیات میں جن پر پیٹلے روز جہازوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

پاک فوج کے مشاہداتی طیاروں نے اطلاع دی ہے کہ جہاز کی شکست کا بدلہ ان دیات سے لے رہے ہیں اور وہ مکاں کو بارے ہیں۔ بعض گاؤں سے لوگ نکل میں گئے تھے۔

وہ جنگ کا تمام حصہ وہیں رہے یہی کوہلی میں ایک ہزاروں نے آکر پاکستان کی گاڑیوں کو جلدی دی کہ انڈین ائری کے سپاہی دیات میں کوئی کر رہے ہیں۔

پاکستان جو ہے جہاں تک جنگ اور خون میں یوں کھیلے ہیں جیسے کہیں میں چنے کو لیں سے کھیا کہ نہیں (دوسرے کر نام نہاد)



۱۹۲۸ کاواٹ تھا۔ سو اچھی جہازیں تھیں۔ ہمارے سرو سے پارلی گئے دولوں سے جہازیں ہی قیام پذیر تھیں۔ یہیں حکومت کی طرف سے جنگ کے علاقے میں جہازیں سوئے گئے تھے۔ مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن جنگ کے قریب وریاتے جہاز دو ہزاری مسلمان ہیں اس طرح گزارتا ہے کہ ایک بڑی مسلمان قبیلہ بنائے کے قوی امکانات رکھتے تھے۔ اگر دوسری جنگ عظیم شروع ہو جاتی تو یہ قیام آج سے پندرہ سال میں پیشتر ہی ممکن ہو جاتا۔ جہاز میں قیام کا مقصد یہ تھا کہ اچھی طرح اپنے ساز و سامان اور آلات کا ہارڈ سے لین اور اپنی مادہ کوں کا بھی انتظام کریں۔ ہلڈا یہ دن بڑی مصروفیت کے تھے۔ ہر چیز بڑی مضبوطی سے دیکھ جاتی تھی۔ ہمارا پارلی پیٹ ایک ایٹیکو ائری گولڈا تھا۔ جو بڑی روانی سے آرو ہو رہا تھا۔ اگر آپ زبان کی طرح تھا۔ دوسرا ایئر ایر اور دن مری کا تھا۔ ہم دونوں پارلی چیف کے اسسٹنٹ تھے۔ آئی ائی میں راؤ میں۔ چینی۔ جو کہ ارد گرد و فوجی مختلف ٹرڈ کے لوگ تھے۔ غلامان اور گولڈا۔ ولی اس کے علاوہ تھے۔ غرض سب

کیو کیسے لیا دل



ہا کر ہم کوئی تیس آدمی بنے تھے۔

۱۔ ہندوؤں کی کسب وکار میں ملانے پر لا دیا گیا کہ وہ کس  
 دھرم پر ہیں مگر اس کے لیے اور کوئی سند نہ تھی۔ لہذا وہ دھرم کے خلاف  
 انسان کو اپنا دشمن سمجھ گئے۔ یہاں سے سامان گارے سے آؤا دیا گیا۔  
 انسان کو آؤا دیا سے تم کے گناہ پر ایک چھوٹا سا گناہ تھا  
 مابین سے درجہ بھڑک کر تم میں دوسرے گناہ سے مگر اس کے  
 خلاف میں پہنچا تھا کشتیوں کا انضمام پہلے ہی سے جو کچھ تھا  
 ہم وہی کشتی کا نام کرنے کے بعد کشتیوں پر سوار ہو کر دھرم  
 سامان دوسرے گناہ سے پر جا چھوٹے گناہ سے تقریباً ایک  
 درجہ بڑھ کر کھانے سے قطع پر ہم نے غیبت و تہلیل  
 نصیب کر لی شروع میں چیف اور اس کے اردلی کے لیے  
 غیبت و تہلیل۔ دن کوئی آؤا دیا دوسرے غیبت و تہلیل  
 نہیں ہوئے۔ آؤا دیا دوسرے غیبت و تہلیل کے لیے تھے۔

اسی بھائی کی وہ اکثر شہر کا گھما گھما کر شہر کا چھل چھل میں کل  
ماتا اور کھٹکوں غائب رہتا۔ میرے متبع کرنے پر وہ مسکراتا  
اور شوق سے کہتا: دوست جو راتنامی میں دیوانوں کی  
سیر کرے، بیان سے باہر ہے۔ باقی رڈ خوف تو اس سے  
آج تک حالات نصیب نہیں ہوئی:

[illegible]

تم نے مدین موہن کو تو نہیں دیکھا ہے انہوں نے نفی میں جواب دیا۔  
میں نے ایک آدمی ساتھ لیا اور باری باری سب قبریں میں جھانک  
کر دیکھا مگر کسی خیمے میں مدین موہن کا نشان نہ پایا اسی دوران

میں صلیب دوسرے لوگ بھی جاگ اٹھے تھے۔ انہیں سبھا اجڑا  
 نکلا۔ جسے کرائی میں بھی پریشانی ہوئی۔ پانچ پانچ سو سرکاری  
 میں جا کر اُن سے ڈھونڈنے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ سلسلہ  
 باجلی کویت کے وقت خوشی و مسرت کا کہنا ہر سال تھا جس  
 وقت ایک ہیسیب دیو کی عمر پانچ پچھلے دنوں وہ ہراس کا  
 ڈوبنے لگا تھا۔ فضا میں سکوت تھا کہ جب کہ سب سڑیا  
 کے جھونکے کے ماتھے کو کہیں کی کھڑا تھا۔ وہ سب سڑیا  
 اہل پریشانی تھے۔ ہر سب سڑیا کی روشنی میں ایک  
 بڑے سے بین پرانے سے کافی دور کھڑے پرانے میں ملان کوئی  
 کچھ پریشان نہ تھے۔ مگر اسی پٹے کی والے سے کچھ پریشان  
 تھے جو اسی علاقہ کا باشندہ تھا۔ کھڑے سے فاصلے پر ایک  
 قدیم مندر کے کھنڈے میں۔ اسی جگہ دیکھتے تھیں۔ یہ مندر  
 کے اطراف پر اس کے تانے بونے راستے پر تیرے جھوٹی  
 درجہ پر ایک قدیم دیو کی ڈی پھر کی عمارت کے قریب  
 کھڑے تھے۔ میں کی بہن تھیں اور دیو کی بیوی میں تھیں  
 اور جو وہ تھیں وہ سب دوسرے اور شہر مانت میں تھیں  
 نے اسی کی روشنی کو قریب ہی سے ایک کھڑا درخت  
 کوئی آری۔ فضا میں عجیب طرح کا ارتعاش پیدا ہو گیا۔ میرے  
 دلوں کے گھر سے۔ اُن کی باتوں کا بھی یہی حال تھا۔  
 ہر سال میرے حوصلہ دانے پر سب درخت جھکے۔

ایک ایک چکر مار کر میری کمرے کے دروازے کی طرف مبتدل  
ہوئی۔ میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ دوڑتی چھپا آگے  
بڑھا۔ غریب خاک خراکی کو اسے بہت کمرے کی چٹائی پر  
ٹھکتے دیکھ کر میرے سامنے کھڑے ہوئے جس پر پڑا خدا اس  
کی پیش گوئی تو بولی ہوئی معلوم ہوئی۔ میرے بھائی سے اُس کے  
بہن بھائی اور ایک نوٹے ہوئے کراڑے ذلی کو دیکھ کر بولے۔  
میرے چائے اور پینے کے کچھ طرح لاف، دھوا دیا اور اس کے  
ہاتھ پاؤں کے نم سے اسے اوروں گراہی کی تھیلیوں سے سبک

کیا تقریباً ایک گھنٹہ کی وجہ سے بعد اُسے بوش اُلا گزرتا  
کی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی سے گفتگو کر سکے۔ بعد ازاں اس نے مزید  
تفصیلت و تشبیہ مناسب نہ سمجھی اور اُسے آرام کا چھوڑ  
کر اپنے بستر میں دروازے کے صبح ہوئی تو صبح اُسی  
طرح گہری نیند میں گریا ہوا تھا جس نے اُسے اسی حالت میں  
چھوڑا اور ناشتہ کر کے ڈھلی پر چلا گیا۔ بارہ بجے کھانے کے  
وقت جب ہم اُسے دُعا دی تو صبح صوب میں گریا کی بجائے جُلا  
تھا جیسے سے اسے اس معلوم ہونا تھا کہ بوسن کو امریکی بڑے  
ہم سب سے رات کے واقعے کے متعلق استفسار کیا گیا، لیکن  
نہ کوئی شخص جواب نہ دیا۔ اُس نے اُسے کہا کہ میں وہاں نہیں  
کر گیا اور اگر کر کے بوسن ہو گیا۔ اس سے بعض تقریبی نہ  
ہوئی تو میرے بار بار پوچھنے پر اُس نے دس پہل بات  
اسی دہرائی۔

جل گزرتے گئے اور اُس کے شہر و سفید چہرے پر  
مڑتی چھائی گئی۔ ڈیوٹی کے نام میں بھی بدن عمر اُٹھو یا کھو یا  
مار جتا۔ ایک شہر اٹھا بر بھی زیر لب اور کبھی بلند آواز سے  
گھٹکا کرتا۔

وہ خواب میں آنا اور دل میں چرانا  
اور کہہ کر چلنا کہہ کر چلنا  
یہ چرے وقت اس شخص پر آتی ہے خودی اور  
جنوں خالی ہو جاتا اور وہ دیوانہ کی طرح اس کا بار بار ورد  
کرنا رہتا۔ جب اس کی حالت دیکھ کر دیگر کچھ مہجران ہوتے ہیں  
کہ بار بار چہرے پر کوئی نسل کشی جواب نہ پاتے۔ مہوین زبردستی  
مسکاتے ہوتے ہیں کہ تو بالکل پتہ بھٹا ہوں۔ نہ پاتے تم  
لوگوں کو دل و دم ہو گیا ہے جو ہر چیز پر میری ہی توجہ میں لگے ہو  
جو کہیں کچھ آج یا زائد کر دیا  
ایک بار پھر پاکستان کی کھلی کھلی تائید دینی  
میں میں ہی ملتی تھی۔ مجھے نہیں ہے کہ دروازے کے باہر

اُس دن اسی کا آغاز اُس دن ٹھہرا ہی ہو چکا تھا اس دن  
 تم مجھے اُس مندر کے کھڑے سے اٹھا کر لے آئے تھے میری سب  
 عقلیں میری کرتے کرتے اُن گھنڈوں کے قریب جا پہنچیں  
 برصیدہ دور دور ہو کر کے اندر داخل ہو گئی۔ اچانک مجھے ٹھٹک  
 کر کھڑا ہوا چہاڑا میرے سامنے ایک حسین و دل انزبانی تھی۔  
 اُس کا چہرہ شانوں کی روشنی میں گدگد کی حرکت چمک اٹھا۔  
 جوئی میری نگاہیں اُس سے ٹپیں ایک ٹھنڈی ہیرے سے میریں  
 دوڑتی ہوئی صدم ہوئی۔ بون گاہ جیسے میری حواس قلوب  
 ہو کر رہ گئی۔ ہر اور اسی نظر سے جوئے ہوئی بیٹھیلی الفاظ  
 ادا ہوئے تم کو ہوا اور اس رات کے ساتھ میں یہاں کیا کر  
 ماتی ہو؟

”میرے سوال کے جواب میں اُس نے اپنا مریض باز  
 اٹھا اور میرے پاس میری طرف اٹکی سے اٹھا کر کہا میں اُن  
 اس حرکت پر رضامندی کے کے سازوں کی آواز گونجی جس کے  
 ساتھ ہر ایک ہو کر گئی تھی کھنٹی ہوئی آواز میں دیر سے  
 دیر سے عطر کا اٹھا

اچانک میری خوشنوی بھاری آواز میں گارہا۔ رفقاہ دلی کہتے  
 ہوئے اُس کی آواز میں عجیب ٹھٹک اور جرس پیدا ہو گیا۔  
 وہ درود میں تھیں مرتبہ رفقاہ دلی ..... دلی .....  
 ہوئے۔ نہایت ہی رفت تجھے اُس کی آواز میں اُن کی ہر اصرار  
 اور جھیک معلوم ہوئی۔ جیسے دلی میں ایک کائناتے غوت سے  
 بزمِ شادیں اُس کی آواز میں اُس سرور میں جی جی لینے سے نہا گیا۔  
 مجھے اُٹھ کر پورا ہٹا کر کھینک کر اُس میں جی جی کی حالت  
 دھن دھن کے ساتھ پیا پیا ہو رہی تھی اُس میں کی آواز کے ساتھ  
 ہم آہنگ ہو کر گارہی ہے۔ میں کچھ پتلی ہوئے لہوؤں کے ساتھ  
 اٹھا۔ میٹھن کی تھی اُن کی اور دھن دھن کے پاس جاکر ہوتا،  
 زنی ہوئی آواز میں پکارا مہرین، گرجا ہوا غار دھواں اُٹھا  
 اپنے حال میں تھا میں نے اُن کے بڑھ کر اُسے ٹھہرا کر میری  
 اس حرکت پر وہ ایک دم چمک اٹھا اور بڑے شغف سے میری  
 طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا ہے؟

مجھے ایک جگہ اُس نے ایسے ہو میں مخاطب دیکھا تھا۔  
 میں نے کہا نہیں مجھے تیرے اسے سلوک کی توقع نہ تھی ایک

بیک ایسا معلوم ہوا کہ پیسہ وہ بوش میں لگا ہوا دروازہ کھج  
 سے پھٹ گیا اور بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا دوست! مجھے  
 معاف کرنا میں اپنے بوش میں یہ تختہ نہیں لے آئے اب تک چلتے  
 ہوئے کہ بڑھیں یہ فرش میں جاتا ہوں کہ قرآن چل جائے ہوش  
 کا اس میں نہیں ہوا کہیں ابی قسم وہ دوکل فیلڈی کر کے  
 رہوں گا۔ یا تو مجھے صحت بخشنی ولی کیفیات سے اگر کو  
 یا آج سے تمہاری اور میری دو کھنیز ہمیں اسی وقت ان  
 دونوں راستوں میں سے ایک اپنے لیے منتخب کر لو گا کہ ہمیں  
 نے میری ہی جیسے صبر و تحمل کے ساتھ نہیں اور اب تک سختی  
 سانس میرے ہونے کہ دوست میں نہیں اپنی پریشانی کا کیا  
 سبب تھا وہی منور کے تہنہ کو کچھ اب جو کچھ مجھے  
 مجبور کر دے اسے اب میں اس زانے سے بدو تھا اور

وہ غراب میں ادا اور دل میں سدا رہا  
 اور کہہ کر جا گیا کہ میرے ادا دل  
 اس کے کا دل میں بڑے ہی طرح حک و حک کرنے لگا  
 میں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اب بھی پہلے سے ابھر جائے بڑے گ  
 میں نے اپنے اختیار سے بڑا تختہ کر لیا تھا میں آہستہ آہستہ  
 خاموشی بچا ہی لیکن یہ شرعی تہ پر جا گیا تھا کہ اگر بڑو  
 گیا میں نے میرا اس سید کی طرف ادا تھا۔ وہ اس طرح  
 اچھی کھانے چھٹی کا میری طرف دیکھ رہی تھی۔ دل کی  
 دھکن پہلے سے تیز ہو گئی اور اب تک عجیب غامض ہوش تہم  
 لینے کی کہ اپنے انھوں ہی سے دل نکال کر اس کے قدموں  
 میں ڈال دوں۔ اس خیال کا تھا کہ میرے دماغ تھا کہ  
 جانوں انھوں ان کو گرفت ہو گئی نہیں لے تھیں تھیں ہر کو

اُسے حوصلہ داتے ہوئے کہا تمہیں ہم تک پہنچ کر کہیں کوئی نہ  
کوئی نہ سونپے گا۔ کوئی اہل حق نہ دینے کی نصیحت سے توبہ پس  
طرح چکرے۔ بدھنے سے نہیں کانڈی نہ سوں ہوگا اور اگر  
کی کسی عیسیٰ بن کر بھی جودہی اس آج بھی نہ چھڑکا حاصل کر  
لو گے میری باتوں میں جودہی سب مکار ہو گیا۔

میں گھڑے سے فارغ ہوئے سب مکار ہو گیا۔

مومن کی طرف سے پندرہ دن کی نصیحت کی درخواست پیش  
کر دی۔ گھڑے نصیحت منظور کر لی۔ چنانچہ دوسرے دن میں  
جہر تک مومن کو اعلان کئے گا کہ میں نے کوئی توبہ پس  
طرح نہ کی تھی۔ انھوں نے میری طرف دیکھا اور کہہ دیا کہ میں تو نے  
توبہ کی تھی تو ادا ہی ہے کہ دوست مجھے ایسا اسلام ہو رہا ہے  
کہ عیسائی میرا آب و اناں دوسرے ختم ہو گیا ہے۔ میرے  
بیٹے دھاکا کرنا کہیں کہیں کسی آج بھی توبہ پس نہ ہوئی

یہ معلوم ہوتا ہے میری انگلیاں پھر کی کہ انداز میرے سینے پر  
کرتی تھیں جی ہاں، درو کی شدت سے مجھ پر بے ہوشی جاری تھی  
میں کیل کان کے پردوں سے یہ الفاظ کہہ کر کہنے کے لادوں  
تقصیر کے جھوٹے کرتے جب کہ میں مکمل طور سے بے ہوش  
رہا۔ اس کے بعد وہ واقعات سے تو مرقہ واقف ہی ہوئی۔  
یہ افسانوی داستان کو واقعی سخت حیرت ہوئی کہ  
میں نے کب لکھا کہ اور یہ قہہ بیان تو قریشی ہی کی کہوں کر اس  
پر وہی کا خلق آؤ گا، مگر میری حالت و دیگر کس مذہب  
پر کیا ہو گا، مجھ نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا: مجھے پہلی  
مری خانہ کو کوئی نیری باتوں پر اقتدار نہ کرے گا اور اسے  
میں خیال کرے گا لیکن دوست یہ واقعہ کس ہوش و حواس  
میں آکر اور وہ آواز میں اپنے کانوں سے یہ اعلیٰ جگہ سے  
ہی آئی اور کب خاص بات یہ کہ میں اس ازبیک کو اکثر  
دیکھتا رہتا ہوں، وہ اشارے سے یہ لاد ہی لگتی ہے  
وہی شخص کو پر اسرار آواز شگفتہ کے کاروں پر گاتی  
تھی۔ میری حالت کس وقت کب نہ مہل پر نہ کسی  
ہو جاتی ہے، دل میں اٹھتا شروع ہو جاتا ہے اور  
بش کو کس طرح اس حسد کو اپنا لیا کہ کمال پریشانی  
ہوئی، جنوں کی دھجک باہر پھرتی ہے، حالت ہوش میری  
میں ایسا نہیں بلکہ کب بھی آتی ہیں، چلے تو کچھ فریض  
کو لکھا ہوں کہ جب تک خلیفہ ناقابل برداشت ہو جاتی  
تھی تو کچھ کھل جاتی ہے اور میں بڑی حرا اپنے آپ سے  
میں گریز کرتا ہوں اور درو کی پیش اپنے پیش میں  
ہوں، مجھ میں ایسا اگر کرے وہ مجھ کو غائب و غیبت  
میں غور ہو جاتا ہوں کہ کسی دن میں ضرور اپنے عقیدوں کو کس  
آؤ گا اور اسے اپنا لیا، اپنے ہی عقیدوں سے نکال کر پیش  
کر لیا۔

[illegible]















نچے ہوں غرضی ہوا کہ جیسے میسکے سامنے بیٹھے ہوئے لڑے دیہاتی کے تائب ہیں ہماری چوری دیہی معاشرت ہوتی ہے۔ ایک اور سادہ خوراک کے چھوٹے میں داخل ہوا اور لڑے دیہاتی نے بڑی گرم چوڑی سے اس استقبال کیا کہ شکاری کی کھانا چاہتا تھا اور لڑے لڑے کے اس کے سامنے رکھا اور پھر بچے کا طبق کر کے کہا۔ "معاذ گھبراہٹ ہوئی کہ اس کی بیوی بیٹا بھرتی ہوئی تھیں وہ شہر سے آئے ہیں اس لیے میسکے ہونے پر وہ تمام شک کے اور شدت سے سمجھتے ہیں جو میری طرف سے دیہاتی کے ذہن میں کارفرما ہیں۔ ہم اپنے وطن اور قوم کی عظمت کی خاطر کے لیے مادی ترقی کے مریضوں میں قدم رکھنے کے لیے تیار ہیں ہم شہر کی زراعت کو ذہنی طور پر قبول کرے بغیر آباد ہیں۔ لیکن ہماری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ ہمارا ذہن کو ترقی پر قرار دے۔ ہمارے ذہنوں کے اخلاق و کردار پر مغرب زندگی اور ترقی آسانی کے دھندے درج ہیں۔ ہم شہروں کو اپنانے کے لیے تیار ہیں لیکن اپنے آپ کو کششیں تائب ہیں وہاں اپنے طبقے کے ہم وطن پرست ہیں لیکن اپنی پوری ہماری فطرت کے خلاف ہے۔ ہم جبراً طور پر ترقی رکھتے ہیں کہیں باڈی کی ترقی کے لیے بچے کے ہانے والے اقدار کے ساتھ ساتھ مذہبی تہذیب و ثقافت کی اقدار کو ہرقہ رکھنے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ لوگ دروازوں کو کھلے جائیے کے بول چال کے نتیجے اور اچھے مکانوں کی سادگی اور انفاست ہماری ثقافت کا ہم قدم ہیں اور ہم انہیں ہانے سے ہیز رکھتے ہیں۔ سو سادہ مغرب کی طرف ہم سر جو چکا تھا۔ میں نے لکھنے کی تھی سے اعزاز لینے کے لیے ان کے شہر چلا اور اس سے پہلے کہ وہ لے امداد دیتا اور دشمن کے کھینکے کے باہر واپس ہر گئے ہانے والے اپنے خنفس کے بول ہمارے کالوں میں گنگا لائے۔ لڑے دیہاتی نے میری طرف دیکھ کر کچھ ایسا دیوانہ ماحول سے اپنی منہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

فصحا جملہ اشیاء حق ہیں لیکن کچھ ہے تمام آجی تھوڑا بڑا بنی ماحول میں۔ اب یہ بھی کچھ لوگوں کے لڑے زندگی بھر کی عادت سے مجبور ہو کر چلا ہیں جا بیٹھتے ہیں لیکن کچھ کے تو راولوں کے پاس ان کی باتیں سننے کے لیے وقت نہیں ہے۔ وہ بھلے ہیں یا سنسنے کے لیے غلوں کی دھول پر بھرتے ہوئے چلا ہیں کہ سب سے گندہ ہاتھ ہیں اور درج ہیں جا بیٹھے ہوئے ہم بھلے ہوں گے اور ان کی سب سے کہہ دے ہم اپنے لڑے ہیں جو ان میں سے ہیں جو سب سے اگدر ہے۔ یہ رات شہر اور چناب کے دوسرے لک دروازوں کے منظم قسوں کو بند ہے اور ذوق و ترقی سے بڑھتے لڑے ذوق و ترقی کو لگا ہیں ترس ہیں یہی بلکہ ہر خواہ دیہاتی کا تو شی ہو گیا اور جو بھر فضا میں گھومتے کے بعد پھر اس نے کہا شروع کیا کیا۔ اور جو تھوڑے مہینوں کے لیے لڑے مارا تھا اب آہستہ آہستہ دم توڑ رہے ہیں۔ ان کی نگاہیں بڑھ رہی ہیں۔ ان کی شہر میں گریب و بڑی کی گریب ہوتی شہر سے ہمارے کھیتوں کے خشک ہمارے لڑے اور بھی طرح طرح سے ہیں۔ ہماری فطرت اور وقت پختا ہے لیکن ہم کھیتوں کے مہینوں کا سہارا ہمارا زندگی کا قیصر دار ہے۔ اس کا سہارا کے مارش کے تو ہماری زندگیوں کی عین ہوتی ہیں۔ اگرچہ ہم کو مارش کی فطرت میں سننے ہی تو ہے ایسے وقت کی حرکت نہیں ہے۔ اس طرح آپ بے اختیار ہمارے دیہات میں فیکٹری بنی سے بڑی اور بھول کی گھر ہے ہیں۔ اس لیے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کمال یہ ہے کہ گھر میں چلائے ہوئے تو بڑی کی طرف سے ایسے ہانے والے جا بیٹھے کے بھلے کے بھلے اب کسی طرح پر مار گئے ہیں۔ بڑی کی گڑبڑ میں بڑے بڑے ٹکڑے ڈال دیے ہیں کہ بھلے سانی دیں گے۔ کیا تو بھولوں کی خدمت کو کھانا بہت اس مارڈا بنگ کی بگڑے لگتی ہے؟ ہم کے بچوں کی خنک اور سادہ چھانڈے کے بیٹھے ہوئے

دولت ہی موتی اور لپٹیاں ہیں۔ گھر دم جب کائنات انحرافی لے کر مہیا رہتی ہے تو ہیز و زاروں پر چلنے ہوئے شہر کے کوئی بادی نگاہوں میں ہیکہ چرند پھرتے ہیں۔ ہم کوئی اثرات اور شدت کی پروا دیکے بیکہ مہیا پر بل رکھ دھرتی کے ہاتھ بیٹھے پر شہر کی بھولوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ہم اپنے بڑوں کی قوت اور نرم و رحمت سے دھرتی کے کھینکے کو لٹ بیٹھے ہیں اور قدرت میں لپٹیاں ہوتی مہیاں کے روپ میں اس فطرت کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ یہ گنگا کے ہوتے رہت۔ ذہنی سائیں کی طرف بل کھاتی ہوتی ہے پکڑ پکڑاں۔ پکڑی بڑی گلیں اور سڑکیاں اور بیل بھولوں میں ڈوبے ہوئے جھٹکا صاف شات ہوتی ہیں اور چوں باری زندگی کا جڑ ہیں لیکن اب بڑی زندگی کے بڑے بیٹھے اثرات میں ہیں اپنی بیٹھ میں سے ہے۔ ہادی تہذیب بہت آہستہ آہستہ چلی جا رہی ہے اور میری تو یہ دہا ہے کہ ان کا کسے میں اپنا انگوٹھی سے ہی تہذیب کو غلط ہوتے ڈوبیں گے۔ یہ کہہ کر میرا اڑھنا بڑا ہاں ماحول میں گھبراہٹ اس کی بھی گلی لگا ہوئی ہے اور وہ کہہ کے آ کر نمایاں ہوتے ہیں۔ میں نے بات بھانے کے لیے لکھا۔ "لڑے تو گاؤں کی زندگی میں کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دیتی۔ لڑے تو انہیں بچپن سے ہی دھرتی کے ہاتھ سے ڈوبے ہوئے رہے۔ لڑے کوشت پرست ہیں اس بات پر تعجب تھا کہ شہروں میں رہنے والے کوشت پرست کے انسان شہروں کے تائب ہیں کیسے ڈھل گئے ہیں وہ افسانہ بن جاتے ہیں کیوں مادی ہوتے چلے جا رہے ہیں لیکن اب مشینیں ہماری زندگی پر بھی آہستہ آہستہ چھائی ہیں اور ہوسٹا ہے کہ ہم بھی ان لڑوں کے بھانے مشینیں کی گرد مہیاں۔ جب سے ان مشینوں نے دیہات مار لیا ہے۔ ہر پالوں کی ناگ اچھڑ کر رہ گئی ہے۔ یہی دو دن تھے کہ سڑات گاؤں کے چلوں چلوں میں داگ رنگ کی مشینیں چلی تھیں۔ بڑے بڑے گاؤں کے بھولوں کو زندگی کے تجربات و حقائق سے آگاہ کرتے تھے۔ لیکن بڑی کے متعلق صلاح مشورہ ہوتے تھے اور بھولوں کے بھولوں سے

ماتر ان کشت اور بھولوں، باغات اور بھولوں کو دیکھنے کے لیے جاتے ہیں۔ لڑے دیہاتی نے قدر سے بقیہ میں کہنا شروع کیا۔ "لوگوں اس سال کی بات ہے کہ میرا کھانا بیٹا ہوا ہے۔ میں نے منت کی اور لوگوں کو صحت پر ہمارے تو میں منت وادائی کش کش میرے مزار پر ماحول دوں گا۔ لڑے کو صحت ہوتی تو میں چڑھا دوں گا کہ میری مزار پر ماحول تو میرا قاتل تھا جب میں نے وادائی کیا تو ایک انتہائی شریف صورت شخص نے مجھے بتا کہ جو چاہی میرا بھلا ہے اور یہ اگر میں اس کا پیچھا کروں تو اسے بڑا ملنا ہوگی۔ یہ کہہ کر شخص نے بھولوں کی گھنٹوں غصے پڑا اور کہا کہ تو اس کی تلاش کرو میں اپنے بھلے پر کہنا انکار کرتا ہوں کاش میرا سہارا ہو کہ جب اس جو تھوڑا بھولوں کی طرف دیکھتے ہیں وہیں آگے زرخیز صحت ہر دوسری گھنٹہ کے ساتھ چھوٹا تھا اس روز سے میں نے قسم کھائی ہے کہ زندگی بھر کبھی شہر نہیں چلوں گا۔ میں نے شہر میں کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ "ابا! شہروں میں سب لوگ تو اس کے نہیں ہوتے۔" لڑے نے تنک کر جواب دیا۔ "میں کہتا ہوں کہ وہاں سب لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں لیکن مجھے تو مہیاں ہاں تہذیب سے کوئی غلوں کو وہاں کے لوگ چیلے سے برداشت نہیں کرتے ہیں۔" میسکے گاؤں میں کوئی چاس سال کی ایک شخص نے چوری کی واردات کی تھی اور آج تک اس کا ٹھکانہ چوروں کے ٹھکانوں سے شہر ہے۔" مجھے ان غرضی ہوا کہ جیسے میسکے لڑے میرا ہاں کا طرح کی منت اور اس میں ہمارے شہری معاشرے کی تمام باتیں ہیکہ سائیں کی طرف لہرا رہی ہیں۔ لڑے دیہاتی کے ہاں تھا۔ "ہماری طرف دیکھتے: ہم دیہات کے رہنے والے کچھ بھولوں اور دشمن ودا شاک میں آئی ہوتی گرو آدو گلیوں میں ہیں تمام زندگی گذر رہی ہے۔ ہماری مہیاں جو بڑا اور

گرام: ۵۴  
مئی ۱۹۲۵ء  
۲۳۹۲۵۴

تیار و ڈاکٹ

اگست  
تاسعہ شدہ  
۱۹۲۵ء جاپان

# محمد حسین اینڈ کمپنی

سیلفی بلڈنگ، بندر روڈ، کراچی

جیب ٹیکہ مشین  
یونائٹڈ ٹیکہ مشین

تاریخ  
حوالہ نمبر

ٹریڈ مارک نوٹس

قیمت

سیونگ مشین



عوام کا دلچسپی کا حامل ہے کہ ٹریڈ مارک قیصری، محمد اس کے گیٹ آپ اور ڈیزائن کے جو قیصری ملائی مشین پر موجود ہے، مزارات نوید کارگر  
کراچی اور کٹر ونگٹ پینٹس اور ڈیزائننگ کراچی حکومت پاکستان سے علی الترتیب نمبری 39244 اور نمبری 3697 میرے نمونہ کا  
میسر ایس۔ محمد حسین اینڈ کمپنی۔ کراچی  
کے نام پر چل رہے۔ کوئی شخص یا اشخاص مندرجہ بالا ٹریڈ مارک اور ڈیزائن کی نقل کرے گا یا استعمال کرے گی کوئی  
کے ساتھ تمام حرج و مرجہ وغیرہ کا ذمہ دار ہوگا۔

استعمال: ۱۔ ایل۔ جھاکر  
۲۔ لطیف اینڈ کمپنی اینڈ ویکس  
۳/۲۲ ایسٹ چیمبر، مین روڈ، نئی چالی، کراچی

کراچی  
9.2.57

یاد رکھو: ہر مہینہ

# جب جہتوں نے وی مارک چھوڑا

۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء کو جہتوں کا دن تھا۔ دوسری جنگ عظیم زدوں  
پر مبنی لندن کے جنوب مشرقی طے ویشہ روڈ کے گھر کوڑا کھانے کے  
تیار ہوا کر رہے تھے۔ ایک دو سو لاکھ کے مساؤ کمپنیاں میں سے  
ان کو مل کر کوچہ سے ملے تھے جو ایک دوکان کے باہر ہی تھا۔ میں ٹھکانہ  
غریب نے کھسے تھے۔ اس دوکان کی کھڑکیوں میں کبھی شیشے گتے تھے  
لیکن اب ان کی جگہ گتے کے حقوں نے لے لی تھی۔ دوکان سب  
کے دو سو لاکھ کی کھڑکیوں کے شیشوں کے پچھلے بول کھانے  
سے بھاگے گئے ہیں۔ دار پچھلے چال کر دیتے گئے تھے۔ باورچی خانے  
کے لیے انڈوں کے سفوف کے ٹائٹ آؤٹ وغیرہ تیار کر رہے  
تھے۔

دکان کے سامنے ڈالے کوڑا کھڑی ایک سولہ سالہ لڑکے  
شامی خاندان کے ایک سیاہی کرمانے کا ایک بیلہ تھا۔ اس وقت  
ہو کر انٹ پر تھے۔ لیکن اس سے منٹ پہلے ایک  
پریسپائی نے ہر ایڈیٹر ایک شندقی میں بیٹھا تھا۔ ایک تین واہا۔  
اس کا مقصد ڈیڑھ دو گنا کرنا تھا۔ ایک کرٹے کے باوجود خانے  
میں ایک خانہ لائی تھی جس سال کی کوڑا کھڑا تھی جس میں اس نے  
ایک بلڈ مارک کے آؤٹ اسنی۔ ساری پچھت پہلے خانوں نے  
آسمان کی طرف بکھلا دیں گے نہ خانہ لکین وڈلڈن کا پیر کھڑا  
لگا تھا۔

خیتہ دکان میں پچھت کر گئے۔ دیکھ کر لوگ پہنچے گئے۔ بائیں  
دوایہ داکوڑی کو تلاش کرنے لگیں۔ وقت بڑا ڈاک تھا۔ نہ بھاگا  
کھانا کسی جگہ نہ مل سکتی تھی۔ باہر بازار میں دو سو لاکھ

مرد اور کچھ لڑکیاں اور بچے ہر گئی۔ موزوں کے پرچے لگتے  
لگتے دکان میں مندرجہ ہر گئی اور کوڑا کی علامات بھی پرچہ زمین  
ہو گئیں۔ اس طرح دھاکے لے لیا بیٹوں بکھریٹ اور انسانوں کا پس  
کر رہا تھا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ انڈین میں بیٹے ہوئے ایک ہر میں سیاہی  
لے نین واکر کی نئی ڈی اور ایک بکھڑا تھا جس کی  
رفتہ آواز سے بھی زیادہ بڑی تھی۔ یہ مارک ویشہ روڈ کی دکان پر کھانا  
اور عمارت میں بہت بڑا شگاف کرنا تھا۔ دکان کے اندر پہنچ کر کھانا  
وی مارکوں کے پچھلے سے پہلے کسی قسم کی آواز نہیں نکلتی  
پہا پراس مارک کا بھی پچھلے سے پہلے کسی کو پہنچا تھا۔ وہ خانوں  
جو ان کی کوڑا کھڑا رہی تھی۔ خوش پر گر پڑی۔ میں معلوم ہوتا تھا کہ  
کوڑا لٹ کی طرح ہی لکھنے کی طرف رہا تھا۔ اس نے موزوں یا  
کوڑا پچھلے کی طرف ماری ہے۔ اس نے کہا کہ میں دیکھنے اور حرکت  
کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ وہ گردن ہلک جلتے ہیں  
دب چکی تھی۔ اس کا دھڑکنے لگا اور اس نے کھانے کی بے شو







خاصی رقم لٹی گئی اور میں نے کام شروع کر دیا۔ امریکا کے حالات میں کسی جگہ میں سے توش کر لی جہاں سے میں چند کام چلاؤں گی اور وقت کو بے اسانی دیکھ سکتی تھی۔ میں نے اسے اپنا گلاب کھول دیا۔ گلاب کا نام پانچ روزہ لگا کر گلاب لکھا۔ دوا کا پانی انہیں زبان میں چڑھ کر کھینچے جو ہر روز لگائی جاتی تھی۔ میں نے ایک روز لکھی کہ کوہا کو روکیں پر منتظر کی حیثیت سے ملازمہ رکھ لیا اس لڑکی کو میرے ارادوں کا طوطا اور پیکی دھمیری جان بچا لیا تھی۔

۱۹۴۲ء کو گلاب کا افتتاح تھا میں دودھ داز سے مل کر بیوی کو پانی اور آتش آگ میں تھکا جھک کر اسے کھلا دیا۔ آتش کا کام شروع کر دیا اور اس کی مرگ سے جہاں وہ ایک میزبان لڑکی اپنے لیے لی تھیں اسے منہ میں نیلا کے بہت سے آتش ایک ہفتے میں مر گئی ایک شکر کرتے تھے میرے اس آتش کے شروع داز ہوئے تھے مٹی لگا کر پانی کے دوانی گیت گاتے اور دوسرے لفظی لڑنے اور لڑائی مٹا کر رکھتے۔

میں چند شکلات کا بھی سامان کار شروع میں چلائی گئے اور دوسری لڑکیوں کو اپنے مخصوص آواز اور انداز سے دیکھتے تھے ان کو بڑی مشکل سے سمجھا دیا کہ ایک اس میں کسی نہیں ہے اس کے لیے بعض دفعہ میں پانی انہیں لڑنے کے لیے لکھنے پرے آہستہ آہستہ پریشانی شروع ہوئی۔ دوسری شکل بھی کہ گلاب کو بہت ہنگام سمجھتے تھے۔ میں نے ان لوگوں کو سمجھا دیا تھی کہ تم اپنے زیادتی نہیں ہے۔ آواز اور دھمکی ہوئے گئے۔

عام طور سے جو تھرا میرے پرینے کے بعد بول کو فرسٹ پر لکھا ہو کر دیتے اور فریڈ کو دیتے تھے جب سے چلے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک کٹافرخ سے بڑی غالی دوا ایک میزبان لڑکی کے سر پر دے لای۔ وہ پانی انہیں کی طرف سے کھاتا کہ انہیں کی بد اخلاقی اور ان سے کو نقصان گلاب کو ہوتا ہے اس کی فورا اطلاع دی جا کر اسے مگر میں اور ان کی شایستگی کرنے

کے تھے۔ ہم اپنے منہ لہات اس کے تھوڑے میں چھا کر چھوڑتے تھے بھی ہم کیلن کے کھینچے میں سے ایک کھینچ کر پھال انکر براس کے اندر رکھ دیتے اور لکھنے کی پھال کو باہر کر دیتے۔ سینے میں ایک ہفتے میں فرم کردہ اطلاعات دیکھیں اور لڑائی کے پکڑوں کے ساتھ بیٹھی۔ اگر کوئی بہت اہم بات ہوتی تو میں باقی ہفتے قیامت کا لگا کر اطلاع کے ساتھ فوراً لکھتیں ہوں کہ پاس دو راکٹوں میں پانی ہزاروں کی نقل و حرکت کے بارے میں اور ان کی منزل انہیں خود کی خبریں امریکیوں تک پہنچاتی۔

ایک رات ایک پانی بوری بڑا کر کے ہزار کپڑا پتیاں گلاب میں کیا۔ وہ بہت زیادہ پتے جو سے تھا اس نے بتا کر وہ بڑی وقت سے فون ایک دستہ لڑنے والے سے کر گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ ایک سپاہی زخمی کی پکڑا بہت زور سے ہنسا اور پھر اس ہزار میں فرقہ جڑ سپاہی مملی رکھی ہیں باقی سب کے سب بہتر لڑنے والے ہیں۔ میں معلوم ہے کہ بے وقت امریکی اس بڑا کر کے ہزار کو کھڑے نہیں رکھیں گے کیلن کے بچے بھی بتا کر کہ بہت سے زخمی سپاہیوں کو خودی ختم کر دیا ہے تاکہ وہ امریکیوں کے خلاف تشدد سے باز رہیں۔ اسی رات کو میں نے کیلن بول کو اطلاع پہنچائی کہ پانی بوریوں کے ہزاروں کو فوجیوں کی نقل و حرکت کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ایک رات میں گلاب ایک پانی اور فرسٹ باتیں کر رہی تھی کہ چاک اس نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے آپ کو اس سے پہلے بھی مل دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے پہلے مجھے انسانی کے گلاب میں دیکھا ہوگا۔ میں نے اس پر پچھا۔ پہلے کب؟ تاکہ زور اور گھونٹ میرے منہ پر اور میں فرسٹ پر لکھتا ہوں۔ وہ مجھ سے دھڑکا۔ تم لوگ بہت پانی انہیں کے آنے سے پہلے زمانے کی باتیں کرتے ہو۔ یہ باتیں میں ہمیشہ لکھتی ہاؤں

کہ ذیل امریکی ہمیشہ کے لیے جا چکے ہیں اور اب یہاں پانی ان کی شواہت ہے۔

میں بھی بچے پانی منترن کو لاکھلا مری ہوا تھا۔ ایک آج کو فٹ کر کر (جداہ) وہ بوری ہزار کا پکڑا پتیاں لکھا کہ گلاب پر بڑی عرض فریڈ تھا اس لڑکی اور وہی پانی کے موقع پر فنی نے اس سے نہایت ملکاری سے کہا اب آپ بارہ ہیں۔ میں آپ کو پتے پڑھا کھوں پکڑا پتیاں کے بتا کر وہ پہلے پانچ اور پھر اگلے پانچ گاہے گاہے نے یہ اطلاع فنی سے حاصل کر کے فوراً لکھا کہ میں اس کے پانی بوری ہاؤں کے کچھ اور ایک پانی بوری فرسٹ فنی کو بتا کر فٹ سے اور فٹ کے زبردستی پکڑا پتیاں اور اس کے جو سے ملکر امریکیوں سے تیار کر دیا تھا۔ میں نے اور فنی نے نہایت ملکاری سے اپنے فٹوں کا اظہار کیا۔

ایک پانی بوری زور سے کہنا کہ ایک رات گلاب میں آیا۔ وہ بچہ بہت مہربان نظر آ رہا تھا۔ اس سے سان فرانسکو میں تھا جس دیکھا ہوگا یہ قصہ بالکل برسرِ کار ہوتا ہے اس نے مجھ سے اپنی خوش آئند لکھ لکھ کر میں بھی نکاحا قصہ پیش کروں میں نے اسے دوسری رات آئے کی دعوت دی۔ ہم نے فٹوں کی کپڑاں اور بہترن کا فٹ سے دوپٹے بنائے۔ فنی کے میرے جسم کی رنگت سے نما ہوا کہ بہت سی پتیاں پتیاں بنایا۔ بال میں جرمے شروع کر دیتی چلا دی۔ وہ لکھتا کہ پتیاں ساتھیوں کے ساتھ ان لوگوں نے لڑائی کا لڑ کر دیکھا کہ واقعی بہترن ہوں؟ وہ دوسری رات بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا اس نے کہا کہ آج رات قرآن پڑھا لکھ کر دیکھ کر کل ہم لوگ سلسلہ جاریہ ہیں۔

میں نے پچھا کہ قصہ دوسری رات کی لکھانی سے پیش کیا اور اس کے بعد پانی بوری کے رات کی اطلاع پکڑا پتیاں کے پاس ہزاروں میں چھوڑ دی۔ پتیاں میں نے ایک پانی بوری فرسٹ کیا۔ اس نے بتا کر کہ وہ لکھتا کہ بتا کر دیا گیا ہے اور





اگست

میں حرکت کرنے کے لئے اہل قلعہ میں جوں جوں ہر طرف غلامی پھیلی جاتی ہوئی تھی۔ وقت بوقت وہ نئے نئے سبک کارع مل رہا تھا۔ اور میں ملتا تھا۔ حضور کرار کو دھاری تھی جس سے باہمی اصرار نے جو یہودی تھی انگریزی میں کہا کرتے تھے۔ ہر جگہ ہر طرف میں ایدہ تھی کہ قرآن مجید پر حملہ کرنا بھی نہ چاہیے اس کو اور وہ سب کچھ میں تبدیلی کی جس کی میں خبر نہ تھی۔ قرآن مجید کے لئے کچھ بھی نہیں تھی۔ ہر اس لیے میں حشر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو جو اس وقت پر کارکنی حصہ میں آ رہا ہے۔ نہ کسی کو اس کے لئے کوئی ہوش بڑھ کر آئے گی۔ وقت ڈھل چکا ہے۔

تین دن کے بعد مجھے نکلنے میں ایک نئی کڑی مارشل  
 کے لیے لے جایا گیا ہے، اسے دناغ میں کچھ کھنے کے  
 منگوا رکھا تھا ایک زوردار کھنسر نے اسے دناغ میں سے  
 میرا ہیکر دانت ٹوٹ گیا ایک آواز نے مجھے دناغ میں سے  
 فوج کی بات سے کھرقوفہ دیتا کھرقوفہ ہو کر کہیں، اس  
 کے علاوہ کچھ کھنے کی اجازت نہیں ہے۔ کچھ پینے کی بہت غفرو  
 تھی کھانے کے بعد تھیں کچھ دناغ میں خوف مہوس نہیں  
 مجھے کسی کو بہت تیرت ہوئی کہ کچھ ایک اور مقدمہ چلنے والا  
 ہے۔ یہ مقدمہ جاسوسی سے متعلق ہے قاتل کچھ جیروہ نامہ تھاک  
 میں نے پایا کیا نہائی حکومت کے خلاف کیا گیا ہے جب  
 مجھے سے روکیا گیا کہ میں سلسلے میں کیا جانتی ہوں تو میں

نے بے ساختہ اس بے بنیاد جرم کا اقرار کر لیا۔ میری گزشتہ حالت ایسی تھی کہ مجھے زندگی سے موت بدرجہا بہتر نظر آتی تھی اس لیے میں نے اس غلط الزام کا اقرار کر لیا۔ مجھے بیس سال قید اشتہق کی سزا دی گئی۔

دوسرے دن جبے عورتوں کی چیل میں بیٹھا پایا گیا گوہر ملے  
 بھجوا کر اچھی دیکھی جگہ دوسرے کیمپ کے متوجہ ہونے کے مقصد پر  
 ہیں ہیں عورتوں کی چیل میں جہنم معلوم ہوتی تھی۔ قیدی عورتیں کبھی  
 کاؤٹائی کرکس اور کبھی کیلے کے بستے ابان کرکے تھیں جو پر ایک  
 پلٹین فٹ کورٹ میں گردن کی اور درجہ باغیانی کا کام کرتی تھیں۔ یہ گھران  
 حکومت بہت بھرپور تھی اور صرف یہ باغیاتی کسی کورس میں باغیانی  
 اور مسلمان کے لئے آئیں اس دن باغ کو چھ گھنٹوں سے سونو دیا  
 جاتے تھے جسے رقم آستانہ تھیں جیکب مور سے تھے۔ واقع  
 بھی کچھ کمزور یا جاگڑا تھا۔ آؤ کلار (دوسری ۵۰) کا دوہوا آیا  
 سبب تھوڑی فزول سے میں سن قید مانے سے نہج تھی دہائی میں  
 پریشان حال تھے بیرونی جگہ کھڑی ہوئی۔ آزادی نے مجھے  
 دوسرا کارڈ یا قلم خیال میں اپنی خوشی سے مسکائی گئی۔ اپنے  
 ملک کی آزادی میں سانس لے سکوں گی مجھے خوشی سے پاگل  
 کے دے رہا تھا۔

000

تعلیم کے عمل میں یہ سوادِ دولت کے ساتھ شرفِ مذہب و قوموں کے لیے اہم ہے۔  
دولت کے جوہر کے کچھ راحت و مسرت ہیں۔ ہوتی ہے، ہمارا دولت تاجی کا باعث ہوتی ہے۔  
معیشت و ایمان کا امتحان پڑھتی ہے، ہوتی ہے، ہمارا ایمان کی دلیل ہے۔  
مذاہب کے جوہر کے کچھ راحت و مسرت ہیں، ہمارا ایمان کی دلیل ہے۔  
برائے کام کے نتائج کے لیے ہوتی ہیں، ہمارا ایمان کی دلیل ہے۔  
سب سے بڑی دولت عمل کی ہے، ہمارا ایمان کی دلیل ہے۔  
مذاہب کے جوہر کے کچھ راحت و مسرت ہیں، ہمارا ایمان کی دلیل ہے۔  
ایمانِ خلاق و کردارِ نیک و کردارِ نیک کی کوئی تہ نہیں اور ایمانوں پر نفع و نفع۔

جنہیں انگریز نے دہشت پسند کہا

فکری کو علم مانا کہ

.....! دوپے لے کر کلتے پہنچو!

نکرتی نے سوا کو دھجی ایک اٹھان ہے ، عام  
اشافو کی لرت ایک اٹھان لیکن دو اٹھان  
میں لری سے گر چلے یا لگا دیا گیا ہے ، ایسا  
دو ہزار تھوگر کے اٹھان سے ہر کر اپنے گھر  
تے ایک ہزار لریل دو دھجی کی لگا ہوا  
ہیں لیکن نو دھجی ہر ہا ، اور دھجی سے  
جھاگ کر کسی دو دھجی میں چلے جانے کے  
ارادے سے مرق کے لٹا لٹی میں کیوں گر  
اڑا ، آت و دو ہوتا ہوا سمندر کے کنارے  
گھر میں رہا ، جب چہرانی پینچ کر دو  
ہزار اساعل پر بیٹھا تو اس نے دھجی کے  
سمندر کی موبیں دیوار اساعل سے ایک  
ہزار لگا کر اس پر چھپے ہوئے تھیں تو  
دو ہزار پیلے سے بھی زیادہ دو دھجی  
سے تلوار تھیں تو اس نے لٹا کر تھوگر کے  
اٹھان کے تھوگر میں تھوگر دو ہزار کو  
کر چھوڑ کر اس کی لٹا کر دھجی کے  
سمندر کے دھجی میں ایک ہزار لگا کر  
پیدا ہوئی ، جلدی سے گھسنا ہے  
کی کوشش میں اس نے اپنی لٹا کر  
پیدا ہوئی ، آت و دو ہزار لگا کر  
اس نے پیلے دھجی کے دھجی میں لٹا کر  
اس کے دھجی میں لٹا کر اس کے دھجی میں

برون کسبت است مذکور که است یا دانای که  
 بجهت انحراف کمال و افاضات نه اس کی  
 اصل زندگی کو که هر که می ترکم دروا  
 او است یا کتا پرا فرود کی درون من کسو  
 جانم پرا و درود و درو جانم خایان آت  
 و به پنه آپ کو بحر جرات من می چرسه پانی  
 کی یک عشق هر کس که لقا

بہمنی کی جھولی بھیلوں میں آج اس کا چھٹا روز  
تھا۔ اُسے یاد آگیا کہ اس نے گزشتہ پچیس گھنٹوں میں کچھ کھا یا پیا

[illegible]





دو اشک و درمچا گئے ہوسے اگس کے نام پر؟  
 ٹھری؟ اگس کے نام پر؟

دو اشک و آپ لایا ہی وقت شریف لائیں۔ اور ٹھری صفہ  
 کے بعد وہاں سے باہر نکل آیا۔

دوسرے روز جب ٹھری وہاں کے قریب پہنچا تو اس  
 نے دو اشک کے ساتھ دو دروازے دیکھے۔ دو چھبے بیٹھا اور  
 وہاں کے باطن سامنے بازار کے دوسرے حصے سے یوں آیا، کہ  
 دو اشک تو اسے دیکھ کر ٹھہر گیا اسے یہ تاثر دے سکے کہ گویا  
 ابھی وہاں کے قاضی ہی کو رہا ہے۔ یہ قریب کار ہوئی۔ اور  
 جب ٹھری وہاں کے اندر داخل ہوا تو وہ دونوں شخص جوابی دیا  
 شکر کے پاس بیٹھے تھے۔ پس پردہ ہاتھ لگے۔ دو اشک نے  
 ٹھری کو دیکھ کر کہا: آئیے آئیے آپ کا مال تیار ہے؟  
 ٹھری: آئیے آپ کو غلط نہیں ہوئی۔ کوئی مال بیٹھے کھلی آپ  
 کے پاس نہیں آیا۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ مل کی ضرورت ہے کہ  
 چارہ گرو کو دے سکیں۔

دو اشک نے جو ان سارا جوا اور ٹھری قزا وہاں سے باہر  
 نکل کر بازار کے جھم کی پناہ لیتے ہوئے غائب ہو گیا۔ اس کے  
 بعد وہ ٹھری روز جب ٹھری بدل دی کہ دو اشک کی وہاں تک  
 بازار۔ لیکن جس سے کہ رات گئے تھے ایک سبب سے اس کا تمام  
 کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اسے کل روز ہی صحت کا کوئی نہیں ہو  
 گیا لیکن اس میں بھی کوئی شک نہ رہا تھا کہ دو اشک روپیہ ادا  
 کرنے سے پہلے کہ کوئی خط ناک چال کر رہا ہے۔ اس  
 چال کو کام بنانے کے لیے ٹھری کی تدبیر کام نہ ہوئی تھی۔  
 سردی کی آمد تھی۔ ایک شام بارش کی وجہ سے درج حرارت  
 کچھ زیادہ ہو گیا۔ ٹھری نے اور کوٹ پہنا اور ریلٹ میٹ  
 سر پر رکھتے ہوئے اگسوں پر چھوٹی اور اسٹارٹ پر گرم دودھ  
 کی قریب سے لگے سے بازار میں آ نکلا۔ وہ لی پیٹنے کے بعد وہ ہر  
 شام اپنا ریلٹ بیزر بدلنا تھا۔ اس رات کے لیے بھی اس نے

کوئی فیض نہیں کیا تھا۔

وہ کچھ اس حالت میں رات دس بجے تک کوٹ کے کار  
 گردن اور چرسہ پر چڑھتا تھا۔ انھیں فلٹ سے چھبے تھے بازار  
 میں گھومتا تھا۔ جب چارو بازار میں پہنچا تو ایک بالاناٹے  
 سے گانے کی آواز آئی۔ نرنگی پہلا (اور آخری) موقع تھا  
 کہ وہ گانے کی بے پروا کرک گیا۔ جیسے اسے آگے نہیں جانا  
 ہی نہ تھا۔ وہ ان مکان کی بیڑیاں چڑھنے لگا۔ آج خوب گانا  
 سونگا۔ خوب۔ اسے اسے دیکھ لفظوں میں کہا۔ جب بالائی  
 منزل پر پہنچا تو اپنے آپ کو ان گراؤں کے آواز سے اطمینان  
 ناواقف پارکے کہ جیسے سارا گانا ہم جلد ہی سنبھل کر کرسے میں  
 داخل ہوا اور دروازے کے قریب ہی ایک کونے میں ایک  
 کمر بیٹھا گیا۔ ایک لڑکی گامی تھی اور دوسری دو خرا کے  
 لیے بان باری تھی۔ دوسروں کے ساتھ اسے بھی بان پیش کیا  
 گیا۔ اس نے بان مزہ میں رکھتے ہی باغ روپے کا نوٹ نکالی  
 میں رکھا۔ پہلے دو حضرات نے دودھ دینے کے لئے آد

اس کے پاس سے نکلے جیسے دھتے۔ باغ روپے کا نوٹ دیکھ کر  
 پہلے دو حضرات کچھ ٹھہرے۔ ٹھری ان کی اس حرکت کو جانے  
 کیا سمجھا کہ ان کا اٹھا۔ وہ دیکھنے اتر جانے کے خیال سے بیڑیوں  
 تک پہنچا ہی تھا کہ پان چوٹی کوٹنے والی لڑکی نے کہا: شیشے  
 آپ جاگزیں رہے ہیں۔  
 "باجو مجھے دیکھنے کا حق نہ تھا۔ مانت کیجئے۔ اس نے  
 جواب دیا۔

تین تین۔ آپ تشریف رکھیں۔ چمنٹ دوسرے کرسے  
 ہیں۔ وہ دگ بھی جاتے ہیں۔ ٹھری دوسرے کرسے میں جا کر بیٹھ  
 گیا۔ چمنٹے کوٹ کے بعد جسے اسے پہلے کرسے میں دھو گیا  
 تو پانی نہ پل ہی تھی۔ اور۔  
 "کوئی فراموش؟" سوال ہوا۔  
 "خیر۔" اس نے کہا۔ میں گانا سننے آیا ہوں۔ ایسا گانا۔

جو کچھ دوسرے پر مجبور کر دے۔ میں رونا چاہتا ہوں لیکن

رو نہیں سکتا۔ شاید یہی مدد کر سکیں؟ اس نے اپنی زیب سے  
 کل نقدی (بجز زیادہ دھتی) نکال کر اس کے سامنے پیش کی۔ چمنٹے  
 کہا: تم سب سے بڑا دوا؟ منفقہ کے چرسہ پر اٹھیں تھی۔ رنگ  
 میں یہاں خوشی وقت گزارنے آئے ہیں اور یہ دوا چاہتے  
 ہیں؟ اس نے اسے دیکھ کر اس کی طرف اور بھی  
 رو پھل کی طرف دیکھ کر رہے تھے۔

"آپ چپ ہیں۔ شاید مجھے ڈرا دیکھیں۔ تو چرسہ سب  
 ضروری تھا کہ اسے کون بڑی حالت ہے۔ شاید غلط ہو۔ میں  
 جانا ہوں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 "نہیں۔ نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ چاہتے؟" منفقہ نے کہا۔  
 "میں ہمارے کشتی کروں گی، فراموشی رات ہی کیوں  
 نہ گزر جائے؟"

ٹھری نے قہر سے کہا: اگر وہ دودھ لی کر بیٹھ گیا تو یہ  
 لڑکی ناز نہ کرے۔ باجے کی لڑکیوں پر ان کی انہیں اور بیٹھ کر پناہ  
 پڑی۔ منفقہ نے ہار دیا۔ سنبھالنے کے ساتھ دیکھ دیکھ کر پناہ  
 میں آواز لگا دی کہ جی جی۔ ایک بیٹھ گیا۔ دوسرے نے موسیقی  
 میں سنبھال دیا تھا اور ٹھری اس میں بیٹھ گیا۔ وہ اپنا چوڑا کوٹ  
 کے کلاں میں چھپتے یوں رو رہا تھا جیسے کشت کا کچھ نہ کچھ  
 مان کی گویں پہنچے جاتے۔ آہ! موسیقی۔  
 غورہ بچہ نہ تھا۔ جان مال ٹھری۔ جہاں ان کا سامی۔  
 اور میرے اسے اپنا کام یاد آ گیا۔ وہ یکدم اٹھا اور کوٹ لہا کر لگا۔  
 "میں یہاں کیوں ہوں؟" دوسرے کے لیے؟ نہیں

یہ کیا کام نہیں۔ میرا کام یہ یاد ہے۔" اور وہ  
 ہنسنا دی ہنسی جو کئی مرتبہ آٹھنے کے سامنے کھڑے ہو کر مس دیا  
 تھا۔ سامنے دوں نے وحشت بلکہ وحشت زدہ ہو کر ماروں کو منہ مارا۔  
 منفقہ کھڑی۔ اور سب چپ۔ گویا شہر غماں ہو۔  
 "مجھے جانا ہے اور میں ہونے سے پہلے ایک ایک صاحب

سے ملتا ہے۔ اس نے قدم چڑھاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس وقت کہ ان کو آپ کو کہاں؟ منفقہ نے  
 منفقہ دیکھا دینے کی کشتی میں۔ "تین بج چکے ہیں۔"

"تین چار پانچ۔ یہ تو ایسے ہی بجا کر گئے۔ مجھے اپنا  
 کام کرنا ہے۔" کہہ کر وہ دروازے پر پہنچے ہوئے تھے۔  
 ان کے کمرات کی کھڑکی کا پردہ کھینچا گیا۔ یہ واقعہ گویا آپ کی تھا۔  
 جب ٹھری بیٹھ کر دیکھتا تھا کہ وہاں کے قریب پہنچا تو وہاں  
 سے دو آدمی علی گڑھ کی سمت چلے گئے۔ دو اشک و دروازہ  
 بند کرنے کی کھڑکی کا لڑکچہ چٹا کر اندر داخل ہو گیا اور  
 دروازہ بند کرنے کی خالی بیٹھ کر نکال لیا۔ بازار کا چوکیدار  
 تھے ٹھری دیکھ کر چلا۔ وہاں کے قریب آ کر کمر گیا۔ اور  
 ٹھری نے بیٹھ کر کہا: "کیجئے سیدھی۔ مزاج کیجئے ہیں۔  
 گیا ہو رہا ہے۔"

دو اشک نے آپ کا انتظار؟

ٹھری: آپ کے دوست چلے گئے؟

دو اشک: میں جی ہاں ہے ہی دوا تھا۔ اچھا جوتا آپ  
 آگئے؟ چوکیدار کی چاباب دور باڑی سنا دی۔ اور ٹھری بولا۔  
 "لاہور دس بڑا۔ سنبھالنے بڑا بڑا کرسے دس نوٹوں کی گوی  
 اس کی قوت بڑھادی اور اس نے کوٹ کی اندر دلی زیب  
 میں رکھتے ہوئے کہا: میں ایک ایسی چیز یہاں چھڑے جا  
 رہا ہوں۔ جس کا شایہ اور کھانے لگے تھے۔ بغیر اگر آپ چل  
 دیتے تو ضروری دیر میں پوری وہاں آگ کی لپٹ میں نہ جاتے  
 گی اور میں سے پر اواز نہ مل جاتے۔ جہاں سے دھواں نکلتا،  
 فوٹا قابو پار۔ اچھا خوش بیزر۔ اور ٹھری دوا اشک  
 کو جہاں دیریشان چھڑ کر ہر ناکار اور طے سلیٹی کی طرف  
 چل دیا۔ شیش پر پہنچا تو اس کے کچھ نہ کچھ شیش سے بے پروا کر  
 کرانے کا ایک ہاتھ لگا لیا اور کچھ ان کے سر پر کھڑے کس سنبھال  
 طرف چلے کر کہا۔ دوا پناہ اور کوٹ اور ریلٹ دونوں شیش





کر دی کر پوچھا جانا تو وہ فضیلتا بتانے سے قاصر رہتا۔

ایک رات جب میری جیب خالی ہو چکی تھی اور میرو شکب بھی عجب دے چکا تھا، میں ایک بوتل میں گیا اور مزدوروں کی ایک جماعت میں شریک ہو گیا جو شراب نوشی میں مشغول تھے۔ نیکیا گنگوکر کارن مارڈن خزانوں کی طرف مڑ گیا میں بڑے انہماک سے شہنے لگا۔ اس گنگوکر میں پانچو کے گاؤں کا ذکر بار بار آتا تھا۔ مجھے تو کھانڈی کی چھوٹی سی بندرگاہ ۵۰ میل شمال کی طرف واقع تھی اور لاہور کی کتب کے مطالعے سے مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ گزشتہ انقلاب کے وقت پر سونے کی گاؤں کی دولت کا پانچواں حصہ خزانوں میں لاد کر رہا یہاں کے بادشاہ گرجیج دیا گیا تھا۔ مقامی باشندوں میں یہ بھی شہرہ تھا کہ ہرگز کے خاتمے میں سرگرمی کا حال بچھا کر ان میں سونے کے ذخائر چھپا دیے گئے تھے تاکہ انقلاب پسندوں کی تہذیب سے محفوظ رہیں۔ مجھے اس بات کی گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ذخائر اب بھی موجود ہیں اور اگر کوئی نیکو کار ہو کر کوشش کرے تو ذخائر باقی کر سکتا ہے۔

دوسرے دن میں میں سوار ہو کر پورے پنجاب گیا اور سب سے سستے بوتل میں جھڑا سر بوتل کی حسین خازنہ میرا فیر میرے ساتھ بہت جلدی تکلف ہو گئی۔ اس نے مد فون سونے کی تلاش اور سنگل میں میری مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ وہ بہت جلد کیر پور گیا جہاں تھی۔ اس لیے وہ فوراً اس کام میں شریک ہونے پر آمادہ ہو گئی۔

میرا مجھے ایک مقامی پیرسے ایڈمنڈو کے پاس سے ملے۔ ایڈمنڈو کا باب حال ہی میں بڑے بار بار حالات میں فوت ہوا تھا۔ سرکاری ملازم کے مطابق اس کی موت کا سبب حرکت قلب کا بند ہونا تھا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ اس شخص نے حسن اخلاق سے ان خفیہ سرگرمیوں میں سے ایک کا راستہ معلوم کر لیا تھا جس کے چند گھنٹوں بعد وہ خون سمون کر ہلاک

ہو چکی تھیں تو ہم اس منزل خزانے کو اس ملک میں فروخت کرنے کے ہمارے نہیں ہیں، اس کے لیے ہم کو شواہدوں سے یا زائد کو خزانہ پرے لگا اور ہر چیز کو امریکہ یا یورپ بھیجا پڑے گا۔ جو آسان کام نہیں ہے۔

میرے پاس ایڈمنڈو کے ہر ارمز میں کا مصطفیٰ خواب مریو تھا۔ لیکن وہ بدستور اپنے وقت پر اڑا رہا اور میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ کسی خاص بات سے چھپتا ہے اور متذنب ہے۔ پتا چڑھیں نے اس سے پوچھا۔

ایڈمنڈو مجھے اصل وجہ بتا دیا کہ تم کیونکر خوفزدہ ہو رہا؟

”تم اس بات کو نہ سمجھو گے۔ بات یہ ہے کہ انڈین قبیلے کے لوگ ہمارے آداب ادا کرتے ہیں اس لیے ان کی قربی کھانڈے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے سورج دیوتا کی لعنت لکھنا کہ جو بائیں گئے۔“

”لیکن حکمران آریڈمنڈو والوں کی کھانڈی کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ وہ سورج دیوتا کی لعنت کا شکار کیوں نہیں ہوتے؟“

”لیکن وہ لوگ غیر ملکی ہیں۔“

”جب بہت افسانہ آئی تو میں نے دولت کا لالچ دیا۔ یہ حیرت انگیز گناہ تھا۔ اور دوسرے دن میں میرا اور ایڈمنڈو پھر دوں پر سوار ہو کر قربی کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ہم سے پہلے ہم لوگوں نے جو خزانوں کی تلاش کی تھیں ان سے۔ قبوں کا بازار حال کر کھانا تھا ہمارا بھی لگے اور گڑھے موجود تھے جن میں بڑی بڑی خزانوں سے ہالے تن لگے تھے۔“

ایڈمنڈو اور میں قبوں کا ہاتھ پینے لگے۔ پڑیاں کھڑکیاں اٹھتے چھوڑتے تھے اور ادھر بکھرے پڑے تھے۔ سر ہر گز

مذاہب سے تھے اس قربستان میں ہر مذہب سے دل کوڑے کا کام تھا۔ کمزور دل بیاں ایک کھرب نہیں دے سکتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ابھی بہت سی قربیوں کی قونڈیں اور ان کی کھانڈی مینس جوتی۔

دوسرے دن صبح سویرے میں اور ایڈمنڈو کھانڈی کے کام میں لگے۔ ہر ماہی دان کو تم کہتے رہے اور صرف ایک تجربہ کھونے میں کامیاب ہو سکے۔ ہر قربش خوف مہوہ دھتے۔ جن کے متعلق مجھے یقین تھا کہ پڑیاں ایشیائی ہیں اور اسی مذاہب میں متعلق قیمت پر خریدے جاتے ہیں۔ قبوں کے بعض سوراخوں میں سے یہی سونے کے پترے، جھڑا، جڑیاں وغیرہ بھی ملے۔ خنزیر بھی دستیاب ہوئے۔ ان کے علاوہ قونی فیڈر سے اور چانڈی کے برتن بھی دستیاب ہوئے۔

تین ہفتے کی کھانڈی کے بعد میرا میڈیاں جتا ہو گئی اور میں براہِ واپس آنا چاہا۔

اب میرے لیے یہ بات ضروری تھی کہ میں ان قبوں اور نایاب اشیاء کو ایسے جگہ تک باہر منتقل کر سکوں۔ ان قبوں ایک کھانا شرف کی مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ہمارا سامان بڑی آسانی سے جہازوں میں لکھرا کر پہنچنے لگا۔ جہاں میرا ایک نایاب متبرہ دوست اسے وصول کر کے اچھے دامن فروخت کر دیتا جس کے ساتھ میں نے یہ اہتمام کیا تھا کہ وہ فروخت شدہ ایشیائی رقم میں سے اپنا حصہ رکھ کر باقی مجھے بھیج دیا کرے۔

میں اور میرا ہوا پڑیاں ایڈمنڈو کے ہاں رہنے لگے۔ ہرگز بہت جلد رقم وصول ہونے لگیں اور میں نے ایک مقامی بنگ میں حساب کھول دیا۔ اٹھارہ دن کی مسلسل کھانڈی کی دولت میں ۳۰۰ ڈالری رقم وصول ہوئی تھی۔ میرا غرضی سے بے تاب ہو گیا اور ایڈمنڈو کا حوصلہ ہل گیا۔

حکام کو کہنا اس کی کھانڈی کا پتہ چل گیا۔ اس لیے میں



جسے کوئی چیز گم نہ ہو جائے ٹاٹ نہ جائے۔ لیکن میری کوششوں کے باوجود لاش کا ٹیبتہ تازہ تر ہو کر رہ گیا۔ اگر یہی معصیحت حالت میں فروخت کیا جاتا تو بڑی معقول قیمت ملتا۔

میں نے وہ بڑی شرافت سے کام کر کے دیا۔ انہوں نے  
 کسی قسم کی سرکشی کا اظہار نہ کیا۔ میرا باہل بدل نہیں  
 اس زمانہ کی دلجوئی کو جو اس کے قہر سے نکال کر باعث  
 تھا۔ میں اتنے سوسے لوگوں کو روانہ کر کے جو میری چاہ  
 تھے۔ کہ اگر کسی عید پر حاضر ہو تو انہیں پیرس کو اطلاع  
 دوں۔ ان کے بیٹے نے شہرہ وادرا اس کے جانے کا کہا  
 حاصل کرنے کے لیے اس کے بیٹے نے چاہا کہ وہ  
 نہ رہے۔ ہاں نہ بے باقی۔ میں نے اس کی مخالفت کی  
 بہترین دلچسپی اس کے لیے۔ میرا ہوش بے حد  
 دوسرے لوگوں کے ہتھیاروں سے بھر دیا۔

”پاگل نہ بنو! اور میں نے دروازہ کھول دیا۔“

”پاگل نہ بنو! اور میں نے دروازہ کھول دیا۔“

ہو بیس کے افسروں نے کمرے میں داخل ہو کر تہم دونوں کے

شخصوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔ ہمارے ہسپتال اور دیگر اشیاء

نے مزید کھائی کہ ارادہ ترک کر دیا۔ ایک مرتبہ پھر جس نے مجھے سے  
پوچھا کہ مجھی کی، لیکن ہر دفعہ مجھے عدم ثبوت کی بنا پر جواب دیا گیا۔  
اس عرصے میں میں نے ایک اور مشہور نشان قربان کھانچ  
لگا جو ایک سیکس ڈور تھا۔ میں نے اس کی کھائی کہ مضمحل ارادہ  
کر لیا اور ایک دن اُن کے مزدوروں کو اسے کتبہ میٹروں اس  
بمپر پر روانہ ہوئے۔ یہ قربان ایک گھنٹے پہلے میں واقع تھا۔  
اس قربان میں اُنہی تعبیل کے امیر ترین لوگ دفن تھے۔  
ہماری حاجت میں، ہوا ہی تھے۔ وہ مسلسل کھائی کرتے رہے

دو ہفتوں تک میں سونا وغیرہ کچھ نہ ملا۔ اور ہم بدلی اور بیس ہونے لگے۔ ایک ایک دن میری حیرت کی کوئی نہ پتا نہ رہی جب ایک قبر میں جیسے اٹنا سا فلز آکر کہنے لگے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ میں میری طرف گیا۔ وہ مجھے ہی آرام کر رہی تھی جلد ہی میرا اور اسے مزدور ایک ۳۵ فٹ گہرے گڑھے کے

فرمودت ہوئے جس میں سوسے اور ہوا ہر ہست میں لدی ہوئی  
ایک سطر شدہ کاٹش پٹی تھی یہ لاش کشیکسا کے سردار کی تھی۔  
اس مثنوی سردار کے سر کے قریب تھوی سوسے کا ایک  
غلاب رکھا تھا جس کا طول ۱۱۲ انچ اور عرض ۲۰ انچ تھا اور یہ  
آٹھ کا بہترین نمونہ تھا۔ چپ بنیاد میں گلی اسے فروخت کیا

یہ ایک بدستور رائے تھی۔ اس کی پرور سے کئی نیا تصور  
شعاع کی کئی نئی صورت پیدا ہوئی۔ فاضل پر ایک بڑا ساجہ پڑا تھا جس  
میں سونے کے بزاروں کو گئے اور چھترے چھترے چھترے  
تھے۔ فاضل کے چاروں طرف سونے کے بزن رکھے تھے۔  
ایک بار میں غروف تھے ان کے علاوہ سونے کے چاروں  
چھترے تھے، بائیں طرف چاندی اور دائیں کے سکوں کا بازار  
تھا۔ جب سونے کا وزن کیا گیا تو یہ سیرنگھاس ۱۶۰۰۰۰  
پونڈ وصول ہوئے۔

نہیں سارا دن بڑی احتیاط سے اس سیشم پہا خور اور



*Happy Motoring!*

’ہیتی موٹرنگ‘ کے نشان پر تشریف لائیے!

ایسٹوگیسولین  
ایسٹوایسٹرا موٹرائل  
ایسٹوکی معیاری سروس  
سب آپکی دوست نامت کیلئے  
جاننے میں

قبضے میں لے لی گئیں۔ ہمیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ میرا بے پولیس  
کو جریری اطلاع دی گئی تھی۔ میرا کیا ارادہ تھا کہ اس کے قبضے کی  
رقم اُسے ضرور دوں، لیکن اس کم بہت نے ہمارے ساتھ بے لانی  
کی۔ ایک افسر نے مجھے بازو سے پکڑ کر کہا، اگر تم سنا دکھا دو  
تو ہم اس میں سے ادا ہتھیں دے دیں گے۔  
ہمارے پاس سونا نہیں ہے۔ ہاں اگر تم چاہو  
تو میں اپنی جیب خالی کر دیتا ہوں۔ تم مجھے  
ٹیلیفون کرنے کی اجازت دے دو۔  
یہ سواٹے ہو گیا۔ میں نے حکومت کے ایک بہت بڑے  
افسر کو ٹیلیفون کیا اور درہائی کے لیے سوا کرنا چاہا آخر ۱۰۰۰ روپے  
پر قبضہ ہو گیا۔

دوسرے دن میں رہا کر دیا گیا۔ کیا کوئی اخبار ہو گا جس  
میں قبول کی گئی ہو اور یہ آہستہ آہستہ خزانے کی خبریں ملیں  
کے ساتھ : دہائی کی خبریں۔

## شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی

مگر لڑکا ایکس لایا۔ اور دو ہفتے کی مزید مہلت مانگی

خاندان بھروسہ کا اصرار تھا کہ شادی طے شدہ تاریخ پر ہی ہو۔ مگر لڑکا  
کہتا تھا کہ میں یہ کالا کلونٹا چہرہ لئے دو دھما بنتا چھانسیں۔ لگوں گا۔ ذرا  
مجھے دو ہفتے ایکس کریم استعمال کر کے گورا ہو جانے دو تاکہ میرے  
گورے پہرے پس ہر دیکھ سکے۔

ایکس کریم رنگ گورا کرتی ہے

دارغ دھبے دور کرتی ہے۔

جھانیاں مٹاتی ہے۔

ہر جگہ صرف ڈھائی روپے میں۔



## کرلینٹ مصنوعات

### دلکش و شبلیان شان

صاف اور شفاف لٹھوٹا \_\_\_\_\_ جو نفور کو پسندتی محاکرے  
رنگ برنگ دانہیں \_\_\_\_\_ جو آپ کو کئی کم نہیں دیں  
نرم اور سرداز لون \_\_\_\_\_ جو آپ کی رستہ کی بنائیں

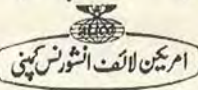
کرلینٹ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ — لائل پور







## ہماری پالیسی آپ کی مسرت



ریاست اپنے مقوارہ کریس میں تشکیل شدہ کمپنی کی ذمہ داری ہے۔  
مرتبہ ڈیپنڈنٹ فیس برائے پاکستان ۱۰۰ عسٹری پاؤنڈ سیکلورڈ ڈیگریجی۔  
۱۹۶۶ء کے اقتصادیک پاکستان میں زندگی کے اثاثے ۳۱ کروڑ روپے سے متجاور ہیں

UNITED

### ہومیوپیتھک کتب (آرڈر)

۵.۰۰	۱۰.۰۰	۱۵.۰۰	۲۰.۰۰	۲۵.۰۰	۳۰.۰۰	۳۵.۰۰	۴۰.۰۰	۴۵.۰۰	۵۰.۰۰
۱.۰۰	۱.۵۰	۲.۰۰	۲.۵۰	۳.۰۰	۳.۵۰	۴.۰۰	۴.۵۰	۵.۰۰	۵.۵۰
۶.۰۰	۶.۵۰	۷.۰۰	۷.۵۰	۸.۰۰	۸.۵۰	۹.۰۰	۹.۵۰	۱۰.۰۰	۱۰.۵۰
۱۱.۰۰	۱۱.۵۰	۱۲.۰۰	۱۲.۵۰	۱۳.۰۰	۱۳.۵۰	۱۴.۰۰	۱۴.۵۰	۱۵.۰۰	۱۵.۵۰
۱۶.۰۰	۱۶.۵۰	۱۷.۰۰	۱۷.۵۰	۱۸.۰۰	۱۸.۵۰	۱۹.۰۰	۱۹.۵۰	۲۰.۰۰	۲۰.۵۰
۲۱.۰۰	۲۱.۵۰	۲۲.۰۰	۲۲.۵۰	۲۳.۰۰	۲۳.۵۰	۲۴.۰۰	۲۴.۵۰	۲۵.۰۰	۲۵.۵۰
۲۶.۰۰	۲۶.۵۰	۲۷.۰۰	۲۷.۵۰	۲۸.۰۰	۲۸.۵۰	۲۹.۰۰	۲۹.۵۰	۳۰.۰۰	۳۰.۵۰
۳۱.۰۰	۳۱.۵۰	۳۲.۰۰	۳۲.۵۰	۳۳.۰۰	۳۳.۵۰	۳۴.۰۰	۳۴.۵۰	۳۵.۰۰	۳۵.۵۰
۳۶.۰۰	۳۶.۵۰	۳۷.۰۰	۳۷.۵۰	۳۸.۰۰	۳۸.۵۰	۳۹.۰۰	۳۹.۵۰	۴۰.۰۰	۴۰.۵۰
۴۱.۰۰	۴۱.۵۰	۴۲.۰۰	۴۲.۵۰	۴۳.۰۰	۴۳.۵۰	۴۴.۰۰	۴۴.۵۰	۴۵.۰۰	۴۵.۵۰
۴۶.۰۰	۴۶.۵۰	۴۷.۰۰	۴۷.۵۰	۴۸.۰۰	۴۸.۵۰	۴۹.۰۰	۴۹.۵۰	۵۰.۰۰	۵۰.۵۰
۵۱.۰۰	۵۱.۵۰	۵۲.۰۰	۵۲.۵۰	۵۳.۰۰	۵۳.۵۰	۵۴.۰۰	۵۴.۵۰	۵۵.۰۰	۵۵.۵۰
۵۶.۰۰	۵۶.۵۰	۵۷.۰۰	۵۷.۵۰	۵۸.۰۰	۵۸.۵۰	۵۹.۰۰	۵۹.۵۰	۶۰.۰۰	۶۰.۵۰
۶۱.۰۰	۶۱.۵۰	۶۲.۰۰	۶۲.۵۰	۶۳.۰۰	۶۳.۵۰	۶۴.۰۰	۶۴.۵۰	۶۵.۰۰	۶۵.۵۰
۶۶.۰۰	۶۶.۵۰	۶۷.۰۰	۶۷.۵۰	۶۸.۰۰	۶۸.۵۰	۶۹.۰۰	۶۹.۵۰	۷۰.۰۰	۷۰.۵۰
۷۱.۰۰	۷۱.۵۰	۷۲.۰۰	۷۲.۵۰	۷۳.۰۰	۷۳.۵۰	۷۴.۰۰	۷۴.۵۰	۷۵.۰۰	۷۵.۵۰
۷۶.۰۰	۷۶.۵۰	۷۷.۰۰	۷۷.۵۰	۷۸.۰۰	۷۸.۵۰	۷۹.۰۰	۷۹.۵۰	۸۰.۰۰	۸۰.۵۰
۸۱.۰۰	۸۱.۵۰	۸۲.۰۰	۸۲.۵۰	۸۳.۰۰	۸۳.۵۰	۸۴.۰۰	۸۴.۵۰	۸۵.۰۰	۸۵.۵۰
۸۶.۰۰	۸۶.۵۰	۸۷.۰۰	۸۷.۵۰	۸۸.۰۰	۸۸.۵۰	۸۹.۰۰	۸۹.۵۰	۹۰.۰۰	۹۰.۵۰
۹۱.۰۰	۹۱.۵۰	۹۲.۰۰	۹۲.۵۰	۹۳.۰۰	۹۳.۵۰	۹۴.۰۰	۹۴.۵۰	۹۵.۰۰	۹۵.۵۰
۹۶.۰۰	۹۶.۵۰	۹۷.۰۰	۹۷.۵۰	۹۸.۰۰	۹۸.۵۰	۹۹.۰۰	۹۹.۵۰	۱۰۰.۰۰	۱۰۰.۵۰

## نیشنل خمرش بنک لمیٹڈ

(پاکستان میں تشکیل شدہ)

صدر دفتر: پلاس سٹریٹ، کراچی

نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

کراچی میں قائم: نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

پلاس سٹریٹ، کراچی: نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

سواتیہ، راولپنڈی: نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

نئی دہلی، دہلی: نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

لاہور، لاہور: نارنگیہ، ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

## ایک ہزار روپیہ پورا کمائیے

جن کے گھروں میں روپیہ ڈالنا چاہیے  
آسان اور کم زور کے لئے  
کی خدمت کے لئے

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱



۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

### ایک شخصیت، ایک روپیہ

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱

۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱ - ۱۰۱۱۱۱۱۱





خبر تھا، اس کا غلام فری تھا جس نے گڈی (۲) پر تیر کر اس شخص کا  
پاؤں میں سیرھا کرنے کی کوشش کی جو دوسرے پاؤں کے پیچھے  
بٹھنا تھا۔ میرے بھوکے دنگے کوڑے ہوئے پاؤں پر  
آسانی سے سیرھا ہو گیا۔ وہ شخص ابھی زندہ تھا جس نے اس کی  
گردن میں دیگی کی تو وہ بڑبڑا اور ہوش ہلائے لگا۔ وہ بہت پہلا  
تھا۔ میں ادھر جا کر کھڑا ہوا۔ وہاں میں نے چوہری کو اس شخص  
کے زخم پر ہونے کی اطلاع دی اور چوہرے نے اسے میں پانی لے  
کر ہم جنگ کی طرف دوڑے آئے۔ ہم دونوں کے سرواگائی کے  
کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جب ہم اس شخص کے پاس پہنچے وہ زندہ  
تھا۔ چوہری نے اسے دوسروں کی دوسٹ اٹھا کر اسے میں  
ڈال دیا۔ پانی لایا۔ ہانک ہم سب کی نظر کی گڈی کی طرف تھ  
گئیں۔ ہم میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں جھپکے نہ تھیں۔  
اس واقعے میں شخص کی بیوی سر پر شاکاٹا سے بڑی تیزی سے  
دوڑتی آ رہی تھی۔

اگرچہ اس شخص کی چند سائیں ہی بالے ہی تھیں تاہم  
جیسے ہی اس کی بیوی نے زمین پر پڑ کر کھڑے سے اس کی  
گردن اٹھائی اور اپنے زانو کا سہارا دیا اس شخص نے اپنی آنکھیں  
کھولیں۔ اس نے پہلی ہی نے اس شخص کا سپردہ اپنے دونوں اٹھو  
میں لے لیا اور زمین کو مل تک دونوں ایک دوسرے کو کھینچے  
آہستہ آہستہ انھیں تھکا کر موت چھوٹ چکے اسے اور اس کے  
دائے کے آویں لمبات بے حد دردناک ہوں گے۔ لیکن میں اس  
باجل کو روت دیکھتا ہی رہا۔ اس کی آنکھیں جھپک رہی تھیں۔ بہت  
کانپ رہے تھے۔ پھر سے کانک دیں گے۔ کیا میں اس نے  
اس قدر ہر سوتل کا مظاہرہ کیا کہ میں دنگ نہ گیا۔ اس نے اپنے  
شہر کے پھر سے کچھ سے اپنے ہاتھوں میں دیا اور ہاتھ کی  
بلیں میں کھانسیں مراد کہ ہے۔ پاگل ہو گئے تھیں۔ وہیں ہاتھ لگی  
ہوئی تھی۔ کچھ بھانجے، خدا پرستوں کو دھوکا دیا اور  
کہہ دے ہوئے وہ چلے پھاڑے مسکرائے۔ دوسرے ہی لمحے

اس شخص کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور ایک بار چوہری پر غصہ مسکرت  
کر لیں میں سوئے۔ وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ چوہری کے  
ساتھ میں اسے ایک طرف ڈالا۔ اس عورت کی آنکھوں  
سے آنسو اتر رہے تھے۔ وہ مسکرائے تھے۔ وہ مسکرائے تھے۔ وہ  
منڈ پر تھیں۔ میں عام طور پر ہر بار پانچ روپے پاس لے کر آتا  
تھیں۔ میں ان کی آنکھیں سرخ اور آتشورہاں گانوں پر تھیں۔ کچھ  
بے ہوش ہو کر میں ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ اس نے گورا دیکھا۔  
سر پر کھینچا۔ رانگیں اٹھائے۔ خدا کا بار میں لگایا۔  
"اوم کر تے، ہلڑا ہے اور بڑا ہی معلوم ہوتا ہے۔ پانچ روپے  
لے گئے۔ کچھ لے کر کسی جانور پر اسے لے گیا۔ کچھ لے کر  
کڑی کی بنا پر وہ اسے زبردستی لے گیا۔ قریب قریب اسے کہہ  
ہاں اسے۔ ذہنی کچھ کر گیا۔ ممکن ہے وہ بین بار بار اس  
وجہ سے شرمندہ ہو رہی ہو کہ اسے کہہ دے وہ خود فخر ہو کر  
پورٹ دی۔

میں صاحب اب تو چڑے بھی ہنگ و دینے لگا۔  
فرقہ خور نے چھو پھا ہے۔ کیا اور پھر میری طرف متوجہ ہوا۔  
"اس صاحب کی سڑی ٹیٹ تو میرے پاس ہے۔ یہ  
شیر واقعی کھڑا اور کڑو ہے۔ جنگ کے باہر اس کے سر کا رنگ  
نہیں رہتا۔ میں اس میں آتی پھر کی تھیں، یہ کچھ لگا ہوا ہوں پر  
جھپٹ کے چٹا چڑے سے لگائی کے پلے ہوئے ہمارے ہاتھوں  
پر ڈانٹا اور شروع کر دیا۔ کڑو گائیں اور کہاں غائب ہو گئے  
گئیں۔ دو تین دن اس کے جیسوں پر بھی ہاتھ مارا۔ اسے تلخ  
تھوڑا ہوتا۔ ایک بیٹیس شدید بھی ہوئی لیکن لاڈوں والوں کا یہاں  
ہے کہ آدم خور بھی اس کا ذہنی ہو گیا تھا۔ پانچ روپہ آدم خور بھی پانچ  
آپا میلے گاؤں کے مالدار غائب ہو گئے تھے۔ اب دھاتی تھیں  
مہینوں سے آدم خور کی باری آتی ہے۔  
گھنٹوں میں ہوتی تھی۔ فرقہ خور نے بتایا کہ میری کے سب

۸۰

لڑکی کے ساتھ رہا اس تھا۔ جس نے ایک ہندوستانی میرے شادی  
کر لی تھی۔ جب اس کے ذہنی ہونے کے بعد اس کی توجہ میرے  
لڑکی کے ہر عمل پر پڑا۔ اور میرے ہی ان دونوں کے ساتھ تھا۔  
جب ہم ننگا پانچنے فرقہ خور کسی مذہک صحت باب  
ہو گیا تھا۔ اسے آدم خور نے ذہنی نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ لڑکی سے  
پھل کر گڑھا تھا اور اس کی کہیں پوٹ اس کی تھی۔ وہ آدم خور کو  
جاکر کرنے کا مقصد ارادہ رکھتا تھا اور صحت باب ہونے کا  
انتظار کر رہا تھا۔

سیول آباد سے ساڑھے چار میل کے فاصلے پر ایک  
گاؤں ہے اور صاحبان گاؤں ہے۔ کئی سو سال قبل اور میری جنگ  
چلے گئے۔ ان کے بزرگ نام تھا۔ میں فرقہ خور کی داخل خانے کے سویرے  
ہی کھڑا ہوا۔ اور وہ پتھر توڑے سے نیلے ہی سیول پتھر  
چکا تھا۔ وہاں میں نے گاؤں کے چوہری سے ملاقات کی جو کھانا  
اور خاصا دیر ہوئی تھا۔ اس کا لٹے چروہ کا چھاندا۔ لاوار تھا اور  
گاؤں میں اس کی حرکت نہ تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ رات  
کے پچھلے پر آدم خور گاؤں میں گھس کر ایک فوجی کاشت کار کو  
خانے لے گیا تھا۔ مٹی کی دیواروں اور گھاس چھوس کی جھونپڑی میں  
کسی قسم کا کوئی نشان نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ جھونپڑی کا دروازہ  
جو جھونپڑی کی کٹائی اور بائیں کی کچھیر سے بنایا گیا تھا۔ ٹوٹا  
پڑا تھا۔ اس پر غصیب شخص کی بورہ کامیاب تھا کہ دونوں سو  
رہے تھے اور آدم خور کے خوف سے وہی حالت میں کھائے  
کے بعد سوئے تھے۔ اسے ایک ایک اپنے شہر کی پتھر چٹائی  
دی اور جیسے ہی اس کی آنکھ کھلی اندر سے میں ایک جلدی بھر  
کچھ پانچ لگی۔ اس کی پتھر پر لوگ دوڑے لیکن آدم خور اس  
کے خوف کوئے اڑا تھا۔ میرے ہوتی ہی کہہ دیں کہ چوہری  
میں داخل ہوا۔ اس پر اس کے علاوہ اس کے ہاتھ والوں کا  
کھانا تھا اس شخص کی نیند اس کی کہ وہ ایک آدم خور پیدا ہو گیا  
تھا۔ وہ بیدار ہوا۔ لیتا آدم خور سے اس کی کوشش ہوتی تھ

۸۱

وہ فوجی اور طاقتور آدمی تھا۔ بورہ کے بیان سے ظاہر ہوتا تھا  
کہ آدم خور نے جب اسے دلوچارہ سزا کا تھا اور باہمی وہ  
منجھل نہ رہا تھا کہ آدم خور چوہری سے تھ گیا۔ اس حال سے  
کی بنا پر میں بھی کبھی سے باہر نہ نکلا اور نہ اس پر غصیب  
فوجی کی تلاش کی گئی۔ جب میں نے چوہری سے گاؤں کے  
کوشوں کے متعلق استفسار کیا تو اس نے کہا کہ گاؤں کے لوگ  
اس خیال سے کہ ان کو گھروں میں بند کر لیتے ہیں کہ آدم خور  
ان کے گھر میں گھسنے کی کوشش کرے تو وہ بھونک بھونک  
کراسے بھاگوں۔ وہی کو بھی کتے باندھ کر رکھتے تھے۔ بلکہ  
کسی کتے کو دوسرا شخص لیتے ہیں زائد سے میں نے  
چوہری کو بھیجا کہ اگر کتے لگیں میں گھوڑے پھر سے میں تو  
آدم خور کو جیسی میں آئے نہیں دیں گے اور اسے لوگوں کو  
سمجھانے کو کہا۔

کیونکہ یہ آدم خور کی طرف روانہ ہو گیا۔ جیسی میں تو نہیں  
گئیں۔ آدم خور کے بچوں کے نشانات تھے لیکن بستی سے نکل  
کر جب میں ایک گڈی میں پہنچے لگا تو ریشماں مسلسل اور  
دافع نفرا آئے۔ میل سائیل کے فاصلے پر مجھے اس شخص  
کی تلاش کی۔ آدم خور اسے گڈی کے درمیان پھونک گیا تھا۔  
بلکہ مجھ کو کھانا تھا۔ وہاں سے آدم خور کے بچوں کے نشانات  
کے درمیان ہی فاصلے کا اندازہ ہوا۔ کہنے کے بعد اندازہ ہوا کہ  
آدم خور بڑی تیزی سے بھاگا تھا۔ ناپا کسی معلوم خور سے  
کے احساس نے اسے ریشماں کر دیا تھا۔ آدم خور اس شخص کو  
گردی سے پکڑ کر اٹھ لے گیا تھا۔ اس شخص کی گردن ٹوٹ چکی  
تھی۔ لیکن جب آدم خور اسے پھونک دیا تھا۔ وہ شخص زندہ تھا۔  
خون غاصی مقدار میں چھڑ گیا تھا اور اس نے دوبارہ کھانہ  
کی طرف گھسنے کی بھی کوشش کی تھی۔ ممکن ہے اسے عالم  
اس نے آدم خور کی جی دی ہوں۔ اپنی بیوی، عزیزوں، دوستوں کو  
پکڑا ہو۔ کہ وہاں بروقت پہنچے۔ جیسا کہ تو شایاں سے پکڑا

**بولر** قابل اعتماد گھڑی

پاکستان میں ہر جگہ دستیاب ہے

میں ایک چشمہ ہے۔ اور چشمے سے ڈیڑھ دو فٹ تک ٹیلوں کا سلسلہ پکڑا جائے جن پر پہلی وضعت اور دوسرے باہر ہالگ آئے ہیں۔ چشمے سے قریب ترین ٹیلوں پر روشنی کی پستات ہے اور جنگلی پرندوں اور کھالوں کی کثرت ہے۔ یہی آدم خور کچھ لاکھن جتنے اسی مقام پر فروخت ہوتے ہیں۔ ایک ٹیلے سے لاکھ کچھ گراں تھا اور اس کی قیمت کافی تھی اور یہ مرض اتفاقی تھا کہ اس عالم میں دالیں آئے ہوئے آدم خور سے اس کا تمام نہیں ہوا۔ ورنہ بانی ہانا ممکن نہ رہتا۔

اور سرے دن میں نے فرخ خور سے کہا کہ میں راست سیلوں میں گراؤں گا اور صبح میں سیلوں رواں ہو گیا۔ دل پہنچنے پر مجھے بتایا کہ کشتہ نہیں میری جا بیت پر بار چڑھ دیا گیا تھا۔ رات میں جھونکنے سے اور کشتوں کی آوازوں دھنکے دھنکے سے مختلف سمتوں سے آتی ہیں۔ گویا آدم خور مختلف سمتوں سے گاؤں میں داخل ہونے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کشتوں کی وجہ سے وہ جیت کسی گھر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ ویسے ہی کے وہ کھانے اور چھڑ پڑے نکالی پڑے تھے جو گاؤں پر واقع تھے اس طرح اگرچہ رات غیریت سے گزرتی لیکن ساری رات گاؤں میں میری قیاسی گئی۔ سو سلاہو۔ آدم خور کو کچھ نہ پڑے نہ لایا۔ چھڑ خالی تھیں۔ آسمان سے جھوک سے جھوکا جاتی تھیں۔ گاؤں سے نکل کر داخل آٹھانے چشمے کی طرف رواں نہ ہوا اس کا نام نہ کرنا تھا کہ آدم خور اپنے سنگ میں آرام کر رہا ہوگا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ صبح کے مارے شکار کی تلاش میں رہا یا مارا پھیر رہا ہوگا اور اس کا قطعی امکان تھا کہ اس نے زمین سے نقصان نہیں ہر جائے گا۔ میں نے بہت قہار کر قدم ڈھانچا۔ مگر گرا اپنے شباب پر تھا۔ فضل کٹ گئی تھی۔ کھیت ویران پڑے تھے آدم خور اس وقت نمودار نہ ہوا۔ صاحب فضل کٹ رہی تھی۔ جبکہ وہ کام پر جاتے تو ان کے ہر وہ حرکتیں، چیتے اور گاؤں کے مارے ہی کھتے ہوئے تھے۔ جب کھیتوں میں مرد کام کرتے

ان کے اطراف کا بادبشتوں سے کشتوں کو باز نہ دیا۔ بادبشتوں اور چشمے کے گھٹنے پر کشتہ رہتا ہے۔ سچے۔ اگر کسی سے کشتوں کے پانوں کی طرح جھونکنے کی آوازیں تھیں تو وہ کام نہ کر سکتے۔ خوف متوجہ ہوجاتے اور ڈرتے۔ بکاتے۔ شہر کا چلنے اور اچھٹے۔ ایک بنگلہ پر پارک دیا جاتا کہ آدم خور بنگلے کے طریقہ خاصا لاگ رہا اور آدم خور کھیتوں میں کچھ قدم نہ کر سکا۔

کھیت کٹ جانے کی بنا پر ویران پڑے تھے۔ اور ویرانوں اور بھالوں کو دھوپ نے جھلا دیا تھا۔ کھالیں کھالیں ڈھونڈنے کی بنا پر چشمے تک راستہ خاصا صاف ہو گیا تھا۔ لیکن چشمے کے اطراف میں صرف ویرانوں کی پستات تھی۔ بلکہ دو دو پرندوں اور کھالوں کی کچی ڈی کشت تھی۔ چشمے کے آس پاس شے خاصے بلند اور ویرانوں سے گھرے ہوئے تھے۔ آدم خور نے رشتے کے لیے ڈی موزوں قسم کی جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ ان ٹیلوں پر بڑھتا آدم خور کو تلاش کرنا یا ان جھوکوں کا نام قہار جنگی پرندوں اور کھالوں کے علاوہ چشمے کے کنارے پر تین شیلے اس طرح واقع تھے کہ اطراف و کھاتوں کا موزوں شکل تھا۔ اور اطراف و کھاتوں پر نظر رکھے میزائے تمام پر یہاں آدم خور رہتا ہو۔ آدم خور کھانا پانی سے کھیلنے کے موزوں ہوتا ہے۔ میں نے ٹیلوں کا لینڈ ریزہ کر لیا۔ بھالوں میں پتھر جھینکے۔ ایک دو کھوکھے ہو کر آواز بلند صورت حال کی نزاکتوں کی البتہ کہ کچھ بھی ڈالے۔ اس کے باوجود کسی قسم کی کوئی مفلح مسوس نہیں ہوئی۔ اس کا نامسا آئینان ہر جائے کے تھوڑا آدم خور نمودار نہیں ہے۔ میں نے ایک شیلے پر چھاننا شروع کیا۔ ڈھلان خم ہونے سے چھاننا ناممکن شکل تھی۔ ہر قدم پر پاؤں بھانا اور اطراف کی ہر بھالیں ہر ترو سے اور ہر پتھر پر نظر رکھنا اور اس اندیشے کے تحت چلنا کہ کسی بھی آدم خور حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اس صاحب پر بری طرح افزائش ہوتا ہے اور آدمی بہت جلد نقصان مسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کے باوجود میں کسی قدر



تیری سے ٹپے چڑھ گیا۔ ہوائی صدر بڑی تھک مسخ تھا یہاں  
 آدم خور ہانا کھانے کے بعد سکون سے لیٹ سکتا تھا۔  
 وہاں بھی ایک آدم خور کے بچوں کے نشانات کو نظر آئے لیکن  
 اس کی پرکھائی دی جس سے پانڈازہ برتاؤ کو آدم خور  
 نے کسی وقت پس کی لاش کو پرکھ گیا۔ یہ وہاں کوئی بڑی نظر  
 آئی کسی کو نہ لگا، میرتا اور اس ستر کی کوئی اور چیز نہ  
 ٹپے سے گزر گئی تھی نہ دوسرا ٹپا کر گیا۔ یہ لیکو کی جاس ٹٹ  
 بلند تھا اور ڈھلان جی ٹپے سے نسبتاً گہری، اس ٹپے پر جس بھی  
 آدم خور کے بچوں کے نشانات بھی نظر آئے۔ اس پر آدم خور بھی  
 آیا کسی نہ جھوگا میں نے تیسرے ٹپے کا ریکو پوسٹل پندرہ ٹٹ  
 بلند ہو گیا میں نے دوسرے ٹپے سے اترتے ہوئے سو مار ڈوڑ  
 لگائی جاتے ہو گئے تیسرے ٹپے پر جھوک کے زور سے چڑھ سکوں  
 آدم خور کا کھین نام و نشان نہیں تھا مگر ٹٹ بلکہ کچھ دور دوسرے  
 ٹپے کی چوٹی سے میں نے دور دور تک ٹپل کا نظارہ کیا اور داخل  
 کھنڈے سے لٹھار میں نے ادھر ادھر نظر ڈالی اور چیتے دوڑ گیا۔  
 میں بھاری تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں اسلحہ کا نمونہ سے کھنڈ  
 میں ہمارا ہوں۔ ٹپے کے چیتے یہاں جھانک رہی تھی۔ آدم خور  
 ایسے ٹپا تھا جیسے زمین سے ابھر کر اٹھا ہو گیا۔ یہ ٹپے تو ہیں  
 نے اسے اپنی نظر کا دھوکہ دیا لیکن ایک دو گھنٹہ میں میری خوش  
 فہمی کا فوری ہوئی۔ آدم خور میری تھا اور میں ڈھلان کی وجہ سے  
 دیکھنے کی کوشش کے باوجود نہیں سکتا تھا۔ میری ممکن نہ تھا  
 کہ فوراً کھنڈے سے داخل ہوا تاکہ فائر کر سکتا۔ ڈھلان پر اس  
 پاس کوئی درخت بھی نہ تھا جس کے دھبے میں رک سکتا۔  
 جھانپاں آتی تھیں تعین کر دیاں پتھر کو آدم خور سے مقابلہ کی  
 کوئی صورت ہی نہ تھی۔ یہاں میں نے محسوس کیا کہ میری فیکٹیوری  
 طور پر میری ہڈی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ میں نے دونوں ہاتھ اس  
 طرف پیٹا دیتے جیسے ہیکل میں خود کو درج لینے کے لیے  
 یکدم ہٹا دیا تھا اور ساتھ ہی ہاتھ سے ایسی آوازوں کا سلسلہ

شروع ہو گیا جیسے کوئی خود خود ٹنگ انداز میں پتھر مار رہا ہو۔ اس  
 کیفیت سے دار بوستے ہی میں نے محسوس کیا کہ آدم خور پتھر  
 میری رفتار اور چوٹی کی آدم خور مقابلے کے لیے تیار ہو گیا لیکن  
 چند لمحوں کے بعد وہ ایک طرف بھاگ نکلا۔ لگی کے اوپر کے  
 طرح دم دہاتے۔ میں پتھر پتھر کرک گیا جسم کا سا خون ٹپٹ  
 کر پھرے میں اٹھا تھا۔ دل ملنے کے اس پاس میں دھوکہ دیا  
 تھا۔ داس کا ریکو تھا۔ جیسے ہاتھ میں لیں اور ڈھلان پر پوسٹل  
 یہ نہیں ہوا تھا۔ اسلحہ تھا۔ اس کا جسم تھا۔ محسوس ہوا تھا۔  
 نعمت کھنڈے تک میں وہیں کھڑا اور ادھر ادھر دیکھتا۔ اس وقت  
 اگر آدم خور دوبارہ نمودار ہوتا تو میری آسانی سے اٹھالے  
 جاتا۔ مجھے پتھر چھوٹا تھا۔ کچھ کھینٹنے کے بعد میں بھلاؤں سے  
 پتھر تھامنے کی طرف نکل گیا۔ ایک ٹپوٹا بگڑ گیا۔ میں نے  
 سگڑٹ بھلا۔ داخل ایک طرف بھی، ہاتھ پر پھینکتے نہ دھوا  
 اور تادم ہو کر دوسرا سگڑٹ بھلا دیا۔ پتھر پتھر لیے اور پتھر  
 گاؤں کی راہ لی۔

را تھا۔ جیسے میں شہر ہمارے اٹھا ہوں۔ داخل نہ کھالے جب  
 میں ہلکا کھڑا تو میرے قدم ڈھنگ سے تھے۔ میرے ساتھ لہجہ  
 نہیں تھی۔ رات اندھیری تھی میں نے لک کر مڑ دیا اور پتھر  
 چم دونوں گاؤں کی جنوبی سمت کو روانہ ہو گئے۔ چوڑی ٹٹاں اور  
 کوئی تھا اور تاریکی کے باوجود وہ خوف زدہ نہیں تھا۔ رفتہ رفتہ  
 کنڈوں کے چھوٹنے کی آوازیں پتھر پتھر جاس تھیں۔ جہاں سے  
 قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔ چوڑی اس اس اعتبار سے چل رہا  
 تھا کہ کتے ہیں دیکھ جائیں۔ ہم دونوں کی حالت ان گھوڑوں کی  
 سی تھی جو کھنڈے کے علاقے میں ایک ایک قدم چھوٹ چھوٹ چھوٹ  
 کر کھنڈے ہوتے آگے بڑھتے ہیں چوڑی کا خیال درست تھا  
 کہ کتوں نے ہیں دیکھ لیا تو پانی میں ہیں پتھر پتھر دیکھیں گے اور  
 جلدی ہوتی ہیں گے پتھر کو تو کھنڈے کی چوڑی چھوڑ دی پتھر  
 پڑنے کا تو کھنڈے میں جاتے گا پتھر پتھر چھوڑ دیوں گی ان کے لگے  
 جڑھ رہتے رہتے۔ اچھی تم کسی ایک لکڑی نہیں پتھر تھے جہاں  
 سے ہم ان کتوں کی حرکات و سکنات کا پتہ نہ لے سکے کہ کتے  
 ایک طرف ہی طرح چھوٹتے ہوتے ایک طرف لپکے اور ہم سے  
 کوئی تین سو گز کے فاصلے پر ایک لمبا ایک ایک چھوڑی کے عقب  
 سے نمودار ہو کر دوسری چھوڑی کے پیچھے غائب ہو گیا چوڑی  
 نے اپنے ہاتھ پتھر کر کے روکا اور ایک مکان پر آؤدی۔ اس نے  
 اتنی دھجی آؤدی اسے پکارا کہ کتے شگ ہوا کہ اس کی آواز سن رہی  
 دیکھیں ہو گئے۔ لیکن وہ کتوں کے بعد ہتھیار زبان میں جواب  
 دیا چوڑی نے تیری سے لپکے گا اور دوڑا نہ کھڑا۔ اور وہاں  
 کھنڈے میں ایک آدم ٹٹ لگا جھنگت چڑی دروازے سے  
 نکلا کہ دیکھ گئی تھیں۔ تاکہ آدم خور آسانی سے دروازہ کو نہ  
 سکے۔ جیسے ہی ہم اندر داخل ہوئے کتے ڈھرتے ہوئے اسی  
 گلی سے ایک طرف نکل گئے۔

پتھر سے سوار ہوئے تھے۔ ان کی اس سرٹ سے جتنی اور باپ  
 ہمارے پاس کھڑا تھا۔ وہاں جسے خون دھتے۔ اگر کھڑا چلائی  
 کے پاس ہی کھڑی تھی تاہم پتھر کے ساتھ کھڑا ایک بدمعاش  
 کے لیے کھڑا تھا۔ ڈھانے کی آواز کی وہ واپس ہوتے تھے۔ اسے  
 محسوس ہوا تھا جیسے آدم خور سے آگے چلی گئی۔ رے ہوں۔  
 دس پندرہ منٹ تک مسلسل جاری رہا۔ آخر کتے گاؤں کے کنارے  
 کی طرف نکل گئے اور کچھ دیر تک چھوٹ چھوٹ کر چھوٹے ہو گئے  
 آدم خور نامہ نامہ گاؤں سے نکل کر کھنڈ کی طرف روانہ ہو چکا  
 تھا۔ ساری رات ساڈا با کبھی کبھار کتے کا کھین ہونگیا اور چھوٹ  
 ہوا۔ میں صبح میں سو گیا اور سلا سے کھڑے ہوئے جاگ کر ایک  
 بار چھوٹے سے چھلکار لارنگ کھنڈوں اور ادھر ادھر مارا مارا پتھر  
 میں شام سے پہلے کسی میں پتھر پتھر کیا کہ رات کے لیے پروگرام  
 بنایا جا سکے۔ لیکن ساتھ نہ ہونے کی بنا پر کاسیانی کی توقع کم  
 تھی اور بستی خاصی بڑی تھی۔ راتیں اندھیری ہونے کی بنا پر  
 سوئے خوب ہاتھ کے بعد جی میں ادھر ادھر گھومنا مقرر  
 تھا۔ مجھے یقین تھا کہ آدم خور رات کو مڑا رہے گا۔ وہ جھوک  
 سے باہر جڑا ہو گا اور اگلے دھوکہ گاؤں کی کبھی چھوڑی پر  
 ٹوٹ پڑے گا۔ فاسی وہاں تک میں اسے دھوکہ دینے کے منصوبے  
 بنانا۔ آخر ایک ایک کتے کبھی کبھی میں نے چوڑی سے  
 بات کی۔ وہ فوراً تیار ہو گیا اور اس کا ایک پتھر جی اس کا ساتھ  
 دینے پر آمادہ ہو گیا۔ پتھر پتھر ایک مشعل بنائی گئی اور گاؤں کے  
 جنوبی کنارے پر پتھر پتھر چھوڑیوں میں سے ایک چھوڑی کا  
 انتخاب کر کے سرشام مشعل ہلکا ہلکا اس چھوڑی کی دیوار کے  
 برابر گاؤں کا ایک کدورتی چھل میں دور دور تک پھیل جاتے اور  
 آدم خور کسی اور سمت کارگر کرنے کی بجائے ادھر پھرا کرتے  
 مشعل دیوار سے آتی دور چھوڑی سے ہاتھ بڑھا کر اسے  
 وقت ضرورت مشعل کی ایک ہاسکا تھا اور اس پر پائیاں تیل  
 لگا ہوا تھا۔ مشعل کے پاس ہی ایک چھل لگا دی تھی جس

فاسی دیو ہوا کی کتے شگ پتھر پتھر گھوم رہے تھے چھوڑی  
 نے جہ سے کہ مکان میں باہر اندھا تھا۔ دیکھنے کا پتہ لپکا











”میں انہوں کے سامنے تماشائیوں کی لائی قطار میں ہیں  
شاہین پر دیکھ سہیل کرنے والا ہجوم، دہلی گالریوں میں سوتے جاتے  
لوگ اپنے شاہین میں دولتی عورتیں اور منڈی میں سودا  
غریبے والے سوداگر گارڈی فٹبلیں میں جیب کمرے پر چلی  
انگلیوں اور ہڈی کے ساتھ نہایت بے دردی سے اس فضل کو  
کاتے ہیں، وہ بچہ مارہ لے کر کہتے لگا۔

”جیب کمرہ ابھی بے استلا میں ہوتا رہا، چراغ سے  
چراغ بجتا ہے، یعنی محنت و مہارت انسان چاہیں، شکار کو  
اجازت نہیں ہوتی کہ وہ رقم میں غیارت کرے، پس ہو گا، استلا  
کی نذر کر دیا، استلا جو چاہے گا وہ۔ ہم نے تو شکار گردوں کو  
شرعی پر پڑھتے بھی دیکھا ہے، کئی ہوتی جیب استلا کے کمرے  
لٹائی بھی پاس تھی ہے، استلا کا چارہ ہوتا ہے، بھائی صاحب  
کبیر اپنے پیشے کے رازوں کا تھان کھول رہا تھا۔ وہ نہ  
بھم تھا نہ مخالفت، اس کے نزدیک جیب تراشی ایک مذہب  
اور قابل احترام پیشہ تھا اور اس پیشے کے استاد کی عزت اس  
سے بھی کہیں زیادہ، وہ کہنے لگا۔

”جیب کمرے ہرے ہوتا رہا ہوتا ہے، اذنی ہوتا ہے  
پرگنی جیتے ہیں، لیکن بعض لوگ جیب کمرے کے بھی کان کتر لیتے  
جس کا ۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک عالمہ رشتہ کے شکار میں  
غیر میل پر سرگردا تھا، گاڑی کے دو سرے ڈبے میں میرا استلا  
بھی موجود تھا، لیکن چٹان آتا ہوا تھکا تھکا دوسری چٹان والے  
کی صحبت میں دیکھا تھا، سنہری چڑیا تھکے تھکے دیکھ کر استلا  
کو پکا پکا آگیا، گھٹنے پر گڑی کی کوڑے آکر ڈبے میں دو  
سور ہو گیا۔

مشہور گری کا موسم تھا، لیکن استلا نے اپنے پشہ کو معزز  
مشرقی نگاہ کرنے کے لیے سرکوت محسوس کیا تھا، سورج کی  
تقاربت زیادہ بڑھی تو استلا نے بانکٹ ڈبے میں کی گئی کوئی  
پرکار یا چند منٹ کے بعد پچھان اٹھا، چٹان سے استلا کے

ہوتا ہے اور وہ زندگی کی جگہ، انہوں نے کبھی انہوں والے  
لوگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اسے دیکھ رہے ہیں نا، آپ یہ ساتویں دھڑیل آیا ہے  
یہ بچہ بھان کے ایک دھڑیل، لاکڑ کا لٹ بچہ ہے، لیکن  
اب یہ جلدی جیب کمرہ بن چکا ہے۔ ہاشمی نے ٹاٹ پر بیٹھے  
ہوئے خوبصورت ارکے کو پکارا، کبیر بیٹے! ادھر آؤ، کبیر کے  
چہرے پر شہرت تھی، جی جی اس کی انگوٹھی کی پٹیلیں میں  
خوشگوار لذت تھی۔

”کیا آپ لوگوں کی جیبیں کاٹتے ہیں؟ راقم الحروف کا خیال  
تھا کہ پھر نفی میں جواب دے گا۔

”جی ہاں۔ اس نے فخر انداز میں سینہ لیا، میں بہت  
سی جیبیں کاٹ چکا ہوں، میں نے ایک سال تک استلا بولڈ  
کی شگردی کی تھی۔ وہ واردات میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے  
لیکن اب تو میں خود بھی استلا بن گیا ہوں۔

”میں جیب میں چرسے ہوتے، راولی کا کیسے چل جاتا  
ہے؟ میں نے پوچھا۔ وہ میری جیب پر گاہیں گاؤں کر سکیا ہے  
کہ رہا ہو گا پھر تو شہری جیب بھی صاف کر دوں۔

”راوی والی جیب نظر آتی ہے، جیب کی ساخت  
پیشہ اور دن خود بخود نشان دہی کرتے ہیں، ہر جیب کمرہ  
فنی کی مہارت کی بنا پر جیب بھان لیا ہے، کوئی کاٹنے کا چارہ  
سودا غریبے کے لیے دوپٹے نکالتا ہے تو ہم دیکھ چکے جاتے  
ہیں۔

”کیا جیب کاٹنے میں بڑا ایملیا متوال کرتے ہو؟  
کبیر طنز انداز میں مسکرایا، میں بڑا کی چیز ہوتی! میں تو  
جیب میں انگلیاں ڈال کر دیکھ نکال لیتا ہوں۔

”آؤ، زندگی کا پیر و گرام ہے؟ ہم نے پوچھا تو لوگوں  
کی جیبیں لالوں کا اور پس: جیب کے دیر نشینوں کی ادت  
میں، مشرقی کا چہرہ زیادہ نظر آئے لگا۔ بچہ کرنا تھا



لافت ہوائے سے نہایت، تند رست رہیے!

آج کوئی گم گم کرے، دن بھر میں ہر گھر میں کھیل کی تہہ ہم جاتی ہے۔  
میں اس کو کھوں جس طرح چپے ہوتے ہیں جس سے طرے غریب کی عیالیں  
کھیل سکتی ہیں، ان سے بچتے۔  
لافت ہوا کے صابن سے نہایت۔ یہ آپ کے ہاں سے سارے جراثیم  
دھو دھو تھامے، آپ کو تندرست، صاف ستھرا اور تازہ دم رکھتا ہے۔  
ہر روز لافت ہوائے صابن سے نہایت، تندرست رہیے، تازگی پا لیتے۔

تندرستی اور تازگی کے لئے لافت ہوائے صابن



کھیر بارہ کھانا ہے

اس نے بچے کو سیلیمان ٹوپی خرید دینے کا وعدہ کر کے پتار سو روپے مستحاصلے۔

مافی سارا دلی حکومتدار اس کی مٹھیاں روپے پیسے اور  
مٹھائی سے بھری ہوئی تھیں۔ خوشی کی ترنگ میں دو لوگوں میں  
شرشہ بانٹا پھرتا تھا۔ اسی دوران ایک دوسرے کی نظر اس سرشہ

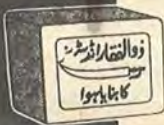
میں کے والدین سینا دیکھنے کے رہے ہیں۔ مائی کو اس

پہناتا تھا۔ وہ ساری ساری رات روتی تھی اور میں اس کے


صاف اور اُجلی دھلائی کے لئے

گولڈ میڈل

(جسٹرز ڈیڈ مارک)



ذوالفقار اندیسٹری میٹلڈ - کراچی



زوالفقار احمد شمس  
کابینا پڑھو

\_\_\_\_\_



## ۵۰ فی صد رعایت

ایک منے کی قیمت ایک پیسے سے بھی کم



۱۲ شمارے ۱۲ روپے میں جیسے ۱۲ روپے بچا دیے

علم و ادب کا خزانہ

## ستیارہ ڈائجسٹ

کے ۱۹۹۹ کے ۱۲ شمارے دو مہدوں میں پیش کیے گئے ہیں۔ پہلی مہدہ جنوری تا جون اور دوسری جولائی تا دسمبر ۱۹۹۹ کے شماروں پر مشتمل ہے۔ ان میں ایک ضخیم و قیمتی سالانہ مرادور ایک خاص نمبر بھی شامل ہے۔ ان کی جلد قیمت ۱۹ روپے بنتی ہے اور دونوں جلدوں کی جلد بندی کا خرچہ ۴ روپے دو/اروہے ڈاک خرچہ اس طرح سے کل ۲۳ روپے بنتے ہیں مگر ۵۰ فی صد کی خصوصی رعایت کے تحت یہ دونوں جلدیں صرف ۱۲ روپے میں دستیاب ہیں۔ اس قدر بڑی پیشکش سے فائدہ اٹھانے، منظر آئے کے لیے آج ہی فرم میں دیا ہوا کسوچنے پر کمر بستہ ہیں۔

## آرڈر کوپن

شعبہ صاحب  
پرائمری سکول، پشاور، پاکستان  
پرائمری سکول، پشاور، پاکستان  
پرائمری سکول، پشاور، پاکستان  
پرائمری سکول، پشاور، پاکستان

نام

پتہ

-----

-----

-----

-----

-----

-----

-----

-----

-----



## بیت المقدس

بروردگار کی طرف سے ایک امر حق ہے۔ جیسا کہ ان کے اعمال میں اللہ ان سے غافل نہیں ہے۔ ۱۱ البقرہ ۱۴۳  
یہ ایک مقدس شہانہ شہر ہے جس میں ان کے قلب منور ہو رہے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے لیے قیمتی قبلہ کے متعلق رسالت مآب کی قیمتی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ اس راز سے پوری طرح آگاہ تھے کہ  
قسم بارخدا وقلب ام المومنین  
روزگار بخش را دوام انور کونے (اقبال)  
ہجرت سے پہلے تک میں آپ نمازیں اپنا رخ انہی

دل سے پتہ چلا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کے شوق و تعلق میں، کشما کشم و بار بار اسماں کی طرف آنحضرت جاتے ہیں۔ قریشین کو کہ ہم مقترب شدہ اراخ ایک ایسے ہی قبلہ کی طرف پھرا دینے والے ہیں جس سے ہم راضی ہو جاتے۔ (قرآن مجید ۱۱) اب چاہیے کہ قرآن اراخ مسیح حرام دینی غارت گری کی طرف پھرو اور جہاں ہیں بھی تم اور تمہارے ساتھی جہاں پھرو رہی ہے کہ اراخ اسی طرف کو پھر جانا کہہ رہے۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے یعنی نبیوں اور نصاریٰ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ معاملہ ان کے

سمت کرتے تھے کہ کعبہ اور بیت المقدس سامنے آجاسے  
تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی قبل کے متفق خدا کا حکم نہیں  
آیا تھا اور آپ کا دستور تھا کہ جب تک کسی مسئلے کے  
متعلق وحی نہ آئی تھی آپ اہل کتاب کی روش کی پیروی کرتے  
تھے بشرطیکہ یہ روش اسلامی نقطہ نظر حیات کے منافی نہ ہوتی  
جو بیت المقدس ان دنوں بنی اسرائیل کا قومی مرکز تھا جو  
حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسمعیلؑ کی اولاد تھے حضرت  
ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسمعیلؑ کی اولاد کا قومی مرکز  
کعبہ تھا۔ بنی کرم کی دلی خواہش تھی کہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ  
مقرر کیا جائے کیونکہ ایک امت کی تشکیل کے لیے اس کے  
جدا جدا مرکز کا متفق ضروری ہوتا ہے اور امت کی قوت و  
سلطنت کا انحصار ایک منظم مرکز پر ہوتا ہے۔ بنی وہب تھے  
کہ بنی کرم بار بار انسان کی طرف دیکھتے تھے اور اس مسئلے  
کے متعلق حکام انہی کے نزول کے منتظر تھے۔ آخر وہ کھڑا  
کر نماز اور کرتے وقت اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے  
مسجد الحرام دیکھ کر اسی طرف پھیر لیں۔ چنانچہ اس عمل کے بعد آپ  
اور صحابہ کرامؓ اسی عمل کی پیروی کرنے لگے اور کعبہ عالم ہمام  
کا قبلہ اور قومی مرکز قرار پایا۔

پھر کو جب پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے نماز ادا  
کرتے تھے اس لیے بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبلہ اولی  
کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

سمت تبدیل کی یہ تبدیلی درحقیقت ایک بہت بڑے  
انقلاب کا اعلان تھا۔ اس اعلان سے پہلے مدینے کے گرد و  
نواح میں بے دالے دیو دیو دیکھ کر اسلام کا قبلہ بھی  
بیت المقدس ہے، چنانچہ فرشتے تھے۔ لیکن جب یہ قبلہ  
بدل گیا تو وہ سخت برہم ہوئے اور ان کی اسلام دشمنی کی انتہا  
ضروری ہو گئی کہ جب برابر نام ہے، بنی سلطنت اسرائیل کا قیام  
اسرائیل اور عربوں کی معاہدہ جنگ بیت المقدس پر اسرائیلی

فوجوں کو قبضہ اور اس قبلہ اولی سے عربوں کی بیعتی اسی  
صداوں پرانی عداوت کا نتیجہ ہے۔

پیش قدمی بیت المقدس عربوں کا رکھا ہوا نام ہے۔ اسے  
میکوٹم بیت المقدس متبرک مکان اور بیت المقدس  
داک ترمین کا بھی کہا جاتا ہے۔ فرنگی مارو میں اس کا معنی  
مظاہرہ یعنی تہذیب و تمدن کا ہے۔ دیر نامی کا نام جو مشرق  
ہے جس کے معنی اسی ملک کا گھر ہیں اور گھر مقدس شہر حضرت  
ابراہیمؑ کی فلسطینی شاخ کے اکثر پیغمبروں کا مسکن و مدین ہے۔  
اس کی قدامت پر بحث کرتے ہوئے محمد باقر صدرؒ اپنی تصنیف  
بیت المقدس میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے حوالے سے لکھتے ہیں:  
”یہ صدیوں کا بڑا شہر ہے۔ اس مقام سے قدرت  
اور انسانوں کے ہمتوں کی عجیب سی تکلیفیں بر داشت کی ہیں۔ یہ  
مقام نزلے سے تیار ہو کر کھڑا رہا کمالی بن گیا ہے انسان  
اسے کئی بار پیچھے رہیں کر کے ہیں۔ بنی مرتبہ حضور ہو گیا ہے  
آٹھارہ دفعہ دو بار تعمیر ہوا ہے۔ دو زمانے بزرگان اور  
نبوت عصر کے عہد میں اس کی مکمل بربادی کے ہو چکے ہیں  
یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تاریخ کی تدوین باقاعدہ نہ تھی۔ اس پر  
چھ دو صدیوں تک یہ تبدیلی کے گزرنے میں یمنی یہاں کے  
باشندے اپنا آبائی دین چھوڑنے اور نیا دین اختیار کرنے پر  
مجبور کیے جا چکے ہیں۔ اس پر ایسا زمانہ بھی گزرا کہ اس کی  
ادواں پر گردی گئیں اور ایسا بھی ہو کر اس کو زمین کے  
برابر ہموار کر دیا گیا۔ اس کے کلی کو سچے عمارتیں تباہ کی  
گئیں اور اس کے باشندے قتل کر دیے گئے یا جلاوطن کر  
دیے گئے۔“

یہ تو شک کی تہذیب اتنے دہیز پر دلی میں غور ہے کہ یہ  
بتا نہ سکتے تھے کہ یہ کب عہد میں آباد ہوا اور اسے کس  
نے آباد کیا۔ تو رات کی کتاب پیدائش سے اتنا معلوم ہوتا ہے  
کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے آبائی شہر اہل تہمت کی تو

آپ پہلے سرکے اور وہاں سے فلسطین میں اور دوسرے جہاں  
ایک کاہن بادشاہ ملک صدق Melchizedeq نے  
آپ کا استقبال کیا چنانچہ اس میں لکھا ہے:

”اور ملک صدق کا ملکہ کا بادشاہ ہوئی اور اسے لایا اور  
وہ خدا تعالیٰ کا پوتہ تھا۔ اور اس نے اس کو برکت دے کر کہا کہ  
خدا تعالیٰ کی عزت سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ ابراہم  
ملکہ ہو“ (پیدائش ۱۴: ۱۸)

روایت ہے کہ ملک صدق کنعان (فلسطین) کا بادشاہ  
تھا حضرت ابراہیمؑ نے اس کی اطاعت کی اور مشا اور ایلہ و بی  
یروشلیم کا پوتہ تھا۔ اسی کی قوم نے جبروئی کہانی تھی، شہزادہ ہام جو ہام  
لکھ ویا چیلے جو سلم اور پھر یروشلم گیا۔

حضرت ابراہیمؑ کے ان بیٹوں  
سے بنے ہیں۔ جو آسمانی

اور مدین انہی سے پہلے مرزہیں کا زمین، مدین ہر امر کے  
سال کے قریب اور آسمانی اولیٰ فلسطین میں مقیم ہوئے۔ حضرت  
اسحقؑ کے ایک بیٹے کا نام یثرب اور لقب اسرائیل (دروغ) تھا۔  
آپ نے چار شاہدائیں دیں۔ بیویوں کے نام لیاہ، زلفہ، لہا اور  
راحیہ تھے۔ ان کے سون سے آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے جن  
میں سے ایک حضرت یوسفؑ تھے۔ حضرت یوسفؑ جب مصر میں  
ایک بیکار تھے رہتے پھر ناز ہوئے تو آپ نے اپنے والد یثرب  
اور ماں سے خاؤن کر کے لایا۔ حضرت یوسفؑ کی وجہ سے ان  
لوگوں کی بڑی عزت و تکریم ہوئے۔ اور وہ مصر میں ہی حکومت  
پڑے ہوئے۔ لیکن یوسفؑ کے بعد حکومت مصر نے انہیں اپنی قوم  
کے افراد سمجھ کر کھڑوں سے گرا دیا اور جلد ہی ان کی حالت غلامی  
کی سی ہو گئی اور وہ دوسرے غلامی کے عادی ہو گئے اور چار سو میں  
کی دہائی میں وہ قبطیہ جو عہد حق کے لوگوں پر مشتمل بارہ قبائل  
میں منقسم ہو گیا اور حضرت ایتوبؑ (اسرائیل) کے نام پر بنی  
اسرائیل کہلانے لگا۔ بنی اسرائیل کے ان بارہ قبائل کے

## بارہ قبائل

بیت المقدس  
نام یہ تھے:

- ۱۔ یوہوہ ۲۔ شلار ۳۔ زبولن ۴۔ روبین ۵۔ شمعون
- ۶۔ یسیر ۷۔ دان ۸۔ نفتالی ۹۔ افرایم ۱۰۔ یسین ۱۱۔ بن یمن
- ۱۲۔ یوڈا ۱۳۔ یساکار ۱۴۔ یساکار ۱۵۔ یساکار ۱۶۔ یساکار
- ۱۷۔ یساکار ۱۸۔ یساکار ۱۹۔ یساکار ۲۰۔ یساکار
- ۲۱۔ یساکار ۲۲۔ یساکار ۲۳۔ یساکار ۲۴۔ یساکار
- ۲۵۔ یساکار ۲۶۔ یساکار ۲۷۔ یساکار ۲۸۔ یساکار
- ۲۹۔ یساکار ۳۰۔ یساکار ۳۱۔ یساکار ۳۲۔ یساکار
- ۳۳۔ یساکار ۳۴۔ یساکار ۳۵۔ یساکار ۳۶۔ یساکار
- ۳۷۔ یساکار ۳۸۔ یساکار ۳۹۔ یساکار ۴۰۔ یساکار
- ۴۱۔ یساکار ۴۲۔ یساکار ۴۳۔ یساکار ۴۴۔ یساکار
- ۴۵۔ یساکار ۴۶۔ یساکار ۴۷۔ یساکار ۴۸۔ یساکار
- ۴۹۔ یساکار ۵۰۔ یساکار ۵۱۔ یساکار ۵۲۔ یساکار
- ۵۳۔ یساکار ۵۴۔ یساکار ۵۵۔ یساکار ۵۶۔ یساکار
- ۵۷۔ یساکار ۵۸۔ یساکار ۵۹۔ یساکار ۶۰۔ یساکار
- ۶۱۔ یساکار ۶۲۔ یساکار ۶۳۔ یساکار ۶۴۔ یساکار
- ۶۵۔ یساکار ۶۶۔ یساکار ۶۷۔ یساکار ۶۸۔ یساکار
- ۶۹۔ یساکار ۷۰۔ یساکار ۷۱۔ یساکار ۷۲۔ یساکار
- ۷۳۔ یساکار ۷۴۔ یساکار ۷۵۔ یساکار ۷۶۔ یساکار
- ۷۷۔ یساکار ۷۸۔ یساکار ۷۹۔ یساکار ۸۰۔ یساکار
- ۸۱۔ یساکار ۸۲۔ یساکار ۸۳۔ یساکار ۸۴۔ یساکار
- ۸۵۔ یساکار ۸۶۔ یساکار ۸۷۔ یساکار ۸۸۔ یساکار
- ۸۹۔ یساکار ۹۰۔ یساکار ۹۱۔ یساکار ۹۲۔ یساکار
- ۹۳۔ یساکار ۹۴۔ یساکار ۹۵۔ یساکار ۹۶۔ یساکار
- ۹۷۔ یساکار ۹۸۔ یساکار ۹۹۔ یساکار ۱۰۰۔ یساکار



دو دن فوجوں میں جنگ ہوئی جناب طاووس نے دعوت مالت  
کوشکت ناسی دی، بلکہ نابرت مکینہ بھی دوبارہ حاصل کر لیا۔  
"نابرت مکینہ" ایک صندوق تھا جس میں انبیائے بنی اسرائیل  
کے جرات مندوں کی دستوں و دشمنوں کے فیض میں تھا جس  
کی وجہ سے بنی اسرائیل کے توسط سے پست ہو گئے تھے۔ اب جو یہ  
دشمنوں واپس آگیا تو ان کے توسط سے بلند ہو گئے۔

جناب طاووس کے بعد حضرت داؤد بادشاہ ہوئے۔ آپ  
نے بیت المقدس کو دار الحکومت بنایا اور وہاں نوریاہ (میسون)  
کے پورا پورے بیگن تعمیر کروا کر پانچ بیگنوں کے گرد دیوار بنوائی۔ آپ کے  
بعد حضرت سلیمان تخت پر بیٹھے۔ آپ کے چہرہ حکومت میں بنی اسرائیل  
کی دولت و ثروت درج پر پہنچ گئی۔  
ہیکل سلیمان آپ نے اپنے والد داؤد کی فرمائش  
کے مطابق ایک عظیم الشان بیگن  
کو میسون پر تعمیر کرایا۔ جتنا وہ بیگن سلیمان کے نام سے  
مشہور ہے۔ یہ ہیکل ۹۹۰ ق م میں تعمیر ہوا۔ میرا نام اس بیگن کا  
اپنی نصیحت و دولت فرمائی، میں اس ہیکل کے متعلق لکھتے ہیں  
"سلیمان نے ذبحہ خدا کی بڑی کر کے کو ایک معبد یعنی  
ہیکل سلیمان کا رخسار کھنکھایا اس کے کبھی کسی نے دنیا میں کوئی طاقت  
دویم جو نہایت خوب بنانے کا ارادہ کیا۔ اس ضرورت کے لیے  
صدر کے بادشاہ حیرام نامی سے دمشق کی اور اس بادشاہ نے  
گوہ لہائی سے شمشاد و صنوبر و دیگر کی کڑی حضرت سلیمان کے  
پاس بھجوائی اور سلیمان نے اپنے لوگوں میں سے تین ہزار چھ  
سولہ سو دیکھنے والے اور تین ہزار بار بار دار اور تیس ہزار  
اسرائیلی اور مین ہزار سنگسار کی کہ پہاڑوں میں سے پتھر کھنڈ  
کر تیار کر کے، مقررہ جتنی پہاڑوں سے ہر کام کے موافق اس  
طرح پیشتر تیار کر کے ہیکل بنانے کے وقت  
پہاڑوں اور غوروں و فیوس اوزار کی آواز سنیں دجائی تھی  
اور ہزاروں آدمی اور کتے ہزار ضروری اسباب بھی پہنچانے

اروماسپیریہ چائے بنائیوالے اب آپکی خدمت میں  
پیش کرتے ہیں

# اروما گولڈ پیک

اروماسپیریہ چائے بنانے والے اب آپ کی  
خدمت میں اروما گولڈ پیک پیش کرتے ہیں  
یہ اعلیٰ ترین چائے ہے۔ اروما گولڈ پیک  
کی کئی قسمیں ہیں۔ اروما گولڈ پیک کا چھوٹا سا ڈبہ  
اور بڑا سا ڈبہ۔ اور بڑا سا ڈبہ اور بڑا سا ڈبہ۔



واقعی نہایت بخش!

تقریباً ہیکل کے مطابق بنی اسرائیل کا یہ ہیکل ان کی پہلی بار  
اور قرآنی خلافِ نبی سے انحراف کا نتیجہ تھا۔ اس اتفاق کے نتائج  
بڑے جبروت آزمائش ثابت ہوئے اور ان کی تباہی و بربادی کا لہٹ  
بنے۔ ان پر اللہ کی ایسی بات آفریں نصیب ہوئی جس کی  
مثال نہیں ملے۔ آخری صدی قبل مسیح میں سور والوں نے سارے  
کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ بنی اسرائیل کو قحط بابر کا مسموم کر کے، پھر  
۵۹۹ ق م میں بابل کے شہنشاہ بخت نصر نے سیریل کے مذہبی  
مرکز بیت المقدس پر قبضہ کیا۔ اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا  
دی۔ قحط و فحش کا وہ بازار گرم کیا پھر شہر ملک نے بھی دیکھا تھا۔  
بخت نصر کے اس حملے نے دعوت بنی اسرائیل کی مملکت برباد  
کر کے دکھ دی بلکہ ان کی قوم کا شیرازہ بھی بھر گیا۔ ان کی کڑت  
ختم ہو گئی۔ اور وہ غلامی اور غلامی کے شہنشاہ بنی بڑی طبع ہو گئے

تباہیاں

عظیم الشان ہیکل سلیمان تعمیر ہو گیا۔  
بنی اسرائیل اس میں مذہبی مراسم  
ادارنے لگے۔ سلیمان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا جہوش تخت نشین  
ہوا۔ لیکن اس کی حکومت شوکت سلیمان کی کو برقرار نہ رکھ سکی۔ اس کا  
ایک بیٹا جو یہ نکلا کہ سرزمین مصر کے بادشاہ میسن نے  
بیت المقدس پر حملہ کر کے اسے خوب تاراج کیا اور دوسرے کو  
بنی اسرائیل کو بابل کا شکار ہو گئے اور ان کی عظیم الشان مملکت  
و دھروں میں تقسیم ہو گئی۔ یہ دو دن اعلیٰ ترین ایک دوسرے کی  
حریف بن گئیں۔ ایک مملکت بنی اسرائیل کے دوسری بابل (اسلام)  
کی تھی۔ اس کا دارالخلا و فساد یہ تھا۔ دوسری مملکت کا نام  
اسرائیل تھا۔ اس کا دار الحکومت بیت المقدس تھا اور یہ بیرواہ  
اور بن یامین دو قبائل پر مشتمل تھی۔ یہودا کے باشندے یہودی  
کہلاتے تھے اور دوسرے اسرائیلی۔ لیکن اب باہم سارے  
یہودی کہلاتے تھے۔

گئے۔ بحیثیت نصرانی اوقات نے بیت المقدس کو بڑی طرح ٹھونڈا  
مہاراجہ کو لگائی دی۔ پہلی سلمان آباد کر دیا۔ باشندوں کو قتل کر دیا  
لیا اور باقی مادہ کو قید کر کے بالیہ سے لے گئے۔ یہ حادثہ ایسا ملک  
تھا کہ یہودیوں کی اس امارت کے اہل کسے زمانے کے انبیاء کی  
ذہنی عالمی پر پروتھتے تھے۔ تو رات میں ہے:

”امریکی برائے عیسائیوں کی مانند ہے، شیریں  
نے اسے دیکھا ہے۔ شاہ اسور نے اسے کہا کیا،  
اور پھر یہ شاہ بالیہ کو قید کر رکھتا تھا۔ نصرانی  
ڈیوان ملک چاہا کیا؟ (مریاد سید)

اس ناپاکی اور ذلت کا ایک ایسا نتیجہ ہی تھا۔ یہ خدا کی  
کے قریب ایک سرپرست کی سرپرست کے اندر کے اندر کی طرف مائل ہو  
گئے۔ ایک صدی کے اندر ایران کے تین ہزارے شہنشاہ فرس  
دارا اور خشایارشا جیال جیال کے تین ہزارے فرسوں کی معاش  
برائی کی ہوئی۔ انہیں اہل بالیہ کی قید سے روٹی دانی، انہیں  
بیت المقدس واپس جانے اور پہلی سلمان کی تعمیر کوئی اجازت  
نہ تھی۔

## پہلی دوم

چنانچہ یہودیوں نے پہلی کی دوبارہ  
تعمیر کا کام چھی مہینے سے شروع  
کیا اور ۱۱۰۰ ق م میں پائے کی بنیاد پتھریا دی۔ آزادہ وطن یہودی  
پھر بیت المقدس اور طرہ قوتوں کی آباد کرنے لگے۔ بعض  
کہتے ہیں کہ وہ قوتی بیت المقدس واپس آئے۔ کسے نے کہا  
عزرائی و نارس میں سے جو تھے جو تھے انشائیں، بی، بھار،  
خرامان، قوت، مسرت، تبت، مونی، ہیمس، اور شیریں  
مقیم ہو گئے۔

پھر وہ بعد میں یہودیت قوم پھر اپنی بدامانیوں کی  
خوش لوٹ آئی تو کھنڈہ اعر نے ۳۲۲ ق م میں ان پر حملہ کر دیا۔  
ان کا شہزادہ ایک مرتبہ شہر چھوڑ دیا۔ ۲۲۰ ق م میں بطلمیوس نے مصر  
سے آکر بیت المقدس پر قبضہ کر دیا۔ اسی وقت کے عہد میں سارے

علاقے پر یونانیوں نے قبضہ کر کے یہودیوں پر بڑے سخت مظالم  
کرتے۔ آخر ۹۰ ق م میں ۱۱۰ ہرودیوں نے تباہی نازل کر دی  
پانچویں نے اپنے صلا کے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۰۰ ق م  
یہودی قتل ہوئے۔ پھر ۷۰ ق م میں اس نے ایک اور حملہ کر کے  
۳۰۰۰۰ یہودیوں کو غلام بنا کر باوروں کی طرح فروخت کر دیا۔  
اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی طرح کا ایک ہر قوت اور دبا۔ حضرت  
عیسیٰ ان میں سے تھے۔ لیکن یہودیوں نے ان کی سخت حالت  
کی اور ان سے بدلتی سے چھڑ گئے۔ ہرودی گورڈ بطلمیوس نے  
۶۰ عیسوی میں ہی اسرائیل پر ایک ایسا بھاری وار کیا جس نے  
اس بحیثیت قوت کی انہیں تباہ کر کے رکھ دی۔ اس نے  
پہلی سلمان کو کھینچ دیا۔ اس کا ڈور اور اس مقام پر پہل چلا  
کر لے۔ جسے بدامانیوں نے یہودیوں کا کہنا ہے کہ وہ انہیں  
تاراج میں سے بہت سے بڑا ماضی تھا جس میں وہ لکھتے  
زیادہ انسان قتل کئے گئے یا قاتل ہو گئے۔ یہودیوں کو غلام بنا  
لیا گیا۔ ایک مایہ انتظار ہو گیا۔ وہ تھے جن کو سات سو  
سال پہلے اسرائیل کی سلطنت کا خاتمہ امور کی گوارے ہوا۔

اور دس سال قاتل غلام بنائے گئے۔ اس حادثے کے بعد یہودیوں  
کی پہلی حکومت اہل بالیہ کے ماتحت تباہ ہوئی۔ اس کے بعد  
مصر میں بطلمیوس نے اہل بالیہ کے مطلق انسانی سے بھی آزاد کر دی۔  
اسلامی عہد

اس کی وجہ یہ تھی کہ بطلمیوس بالیہ کی ایک یہودی جو بھی  
حضرت عیسیٰ کے پیروان کو سخت انہیں پتھریا کرنا تھا۔  
عیسیٰ نے یونانی اور اس نے انصاف کے دعوے ظالموں میں عبادت  
کی تشریح شروع کر دی۔ لوگ جوتی درجہ عیسیٰ کو منے لگے۔  
آخر ۳۳ ق م میں یونانیوں نے عیسیٰ کو مذہب یوں کر کے  
بیت المقدس میں عیسیٰ کی حکومت نام کی اور کئی عیسائیوں کے  
مولانا بطلمیوس پر لکھتے ہیں: یہود اور یہودی عیسیٰ ہو گئے۔

اور انہیں اسے لعن کی شریعت پر ایمان لانے کی وجہ سے پانی سے  
تھکان کی مرگ کی یہ یہودیوں نے زیادہ نشان و  
شکوت کا نوڈن کیا تھا۔ لیکن غازی پر ہوئی کار میں یہود کے جسے  
مسیحی جن پر حضرت عیسیٰ کی کئی تعلیمات کا ارتقا انہیں خدا سے  
قوت و استطاعت نہیں دی اور اس میں سے یہودیوں اور  
یونانیوں میں نشو و نما پائی۔ وہ بت پرستی سے بغاوت تھی۔ اور گو  
ذہان سے تو رات تک باقی تھی مگر اصل میں وہ انہیں لعن  
اور ان کی شریعت کی سخت دشمن تھی۔ لہذا وہ اس کے خلاف  
کی مسیحیت نے بیت المقدس میں مسیحوں کی نئی زیارت گاہیں  
پیدا کر لیں اور مسیحوں کا لیسان کنشہ۔ جناب مسیح کی یاد گاہیں  
تعمیر کر دیے۔ پھر ان کے حرم دہائی اور مسجد اہل کسے کہ وہ وہیہ ہی  
دشمن تھے جسے کئے گئے۔ نعت با گت پرست رست تھے۔

۱۱۳ ق م میں خروشا بن شیشا: ایران نے ایک طویل محاصرے  
کے بعد بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں ۱۰۰۰۰ عیسائی  
مارے گئے۔ ایمانیوں نے کئی کسب پر کر دیے۔ ۶۰ ق م میں خروشا  
نے ایمانیوں کو شکست دے کر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا  
اسی اڑھائے یہودیوں کی بدامانیوں کے پیش نظر انہیں  
ناراض دیں۔ لیکن تو یہی کہتے ہیں کہ یہ دشمن کے لیے اسی  
علیحدگی ہو گئے۔

۶۲ ق م میں حضرت ثور قاتل کے زیادہ ظلمت میں اسلامی  
عہد کے بیت المقدس کا خاتمہ کر دیا۔ بیت المقدس کے  
بطریق مسخر میں نے تنگ کار مسلمانوں سے منع کر لی۔ اس کے  
بعد حضرت ثور نے بیت المقدس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔  
بقول تھمیں: لیکن: ”میں ہوتی تو ہر یسوعی خدمت خدائے  
میں ہماز قند اور آپ کو شہر کے آثار و زیارت گاہیں دکھانے  
کے لیے اپنے ساتھ لے گیا۔ لہذا بیت المقدس میں انکار کی  
کیا کی تھی۔ وہ انہیں اور قاتل کا شہر۔ جب حکیم ارشد  
نوا اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکلے، انہیں شریعت لائے۔




ہیں حضرت یسوعا کو ملیب دینے کا واقعہ پیش کیا جس کی بنا پر یہاں کیلئے سے قیامتیں برپا کیا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت یسوعا کو سمجھنے میں ہی دشواری ہوئی اور اس کے بعد یہاں سے آسمان پر اٹھ گیا۔ یہیں پیٹرول کے آثار میں سے عراب واڈو اور مغزہ یعقوب ہیں۔ اور وہی مغزہ مغرہ ہے جس کے متعلق ہیرت کی کتاب میں مسطور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے مروج کے لیے آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ یہیں دو پھیل پھیلان کے گھنڈے ہیں جو ایک ملٹن اٹھان ہڈا اور متعدد پیٹرول کی یاد دلائے کے باقی رہ گئے ہیں، اس قسم کے بہت سے آثار ان مسمکروں کے گھنڈوں پر قما کرتے جو قطبیت کے نواں رداولی سے دیوہول کی آمد سے پہلے ہٹ کر گئے تھے بلکان میں سے کچھ مسمکروں سے اس سے بھی پہلے زمانے میں ٹیر ہوتے تھے جب مسمکروں نے قطبیت کی تیز ترین پر قدم نہ رکھا تھا۔ تاہم ان مسمکروں سے حضرت موسیٰ نے بھی پرانا رداول عبادت گاہوں کے مشہور قطب سے تھما ہے جو کوسا ہے۔ حضرت نادر مرموز کی کیلئے قیامت میں گئے کو نماز کا وقت آگیا۔ بلطین نے عرض کی: آپ یہیں نماز پڑھیں جہاں ہمیں ایک مسجد کا خدا رومی ہے لیکن حضرت فرماتے حضرت فرمائی کہ اگر آج انہوں نے یہاں نماز ادا کی تو فرماں ان کے اس علیٰ مستحب مفت فرمادے کہ جو یہاں کی علیٰ تہذیب کی ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہودیوں کو ان کے گرجاؤں سے نکال دیں گے اور ان کے عہد کی خلافت درزی کر دی گئی۔ اس غرض سے کیلئے مشفقین کے دروازے پر یہودیوں نے حضرت موسیٰ کے نماز کرنے کے لیے ادا بھیجا تو آپ نے اس وقت بھی مضررت فرمادی۔ اور یہی کے گھنڈے پر وہ مقدس پتھر کے قریب ایک مگ نماز ادا فرمائی اور وہ مگ ہے جہاں بعد کو مسلمانوں نے ایک نہایت عالیشان مسجد

کتنا قیمتی ہے ؟  
ہمیں اس کا احساس ہے  
اسے صحیح جگہ پر خرچ کیجئے  
ہم اس کا صحیح نعم البدل پیش  
کرتے ہیں ۔



میں انا کریم بسکٹ  
میلے کی مہکت اور لذت سے بھرپور  
تازگی اور غذائیت کے حامل  
ٹھکر کی ضرورت، باریوں کی زینت  
بچوں اور بڑوں کی یکساں پسند۔

**یعقوب بسکٹ فیگسری**


 یتیم بچہ فلاح  
 جس نے بچہ ملو پر  
 کہا جاتا ہے کہ  
 لکھتے کامعیہ  
 یعقوب کے لکھتے

یہ جو مسجد اقصیٰ ہے لیکن حضرت فرسکے نے اس میں یہ مسجد آتی  
ہی سادہ بنائی مٹی سے مادہ اپنی تعمیر کے وقت چھینا جس مسجد بنوئی تھی۔  
**مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ** کے بعد کئی  
مالوں تک بیت المقدس کے متعلق حکوم نہیں ہوا جب  
بزمایہ برسر اقتدار آئے اور آلِ روان کی حکومت قائم ہی  
تو خیر الملک بن روان کے حکمرانے مختلف علاقوں کے کاریگر کو  
مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ یہ دونوں  
علاقہ آج بھی شکرگو ہیں کہ قلعہ ابن مسعود بنوں نے چھٹی  
صدی کے آغاز میں بیت المقدس کی زیارت کی تھی، اس کی  
قولین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”مسجد کی جگہ اور دروازے  
... ہیں۔“ کوڑائی کے تختے کے ہوتے تھے اور کوڑی کے ستون  
ان کے علاوہ تھے۔ مسجد کے پچاس دروازے تھے۔ جن میں  
مندرجہ ذیل دروازے بھی ہیں۔ باب القریں، باب واؤدہ۔  
باب سلمان، باب صحر، باب التوجہ، باب الرستہ  
چھ دروازے اب الاساطر کہلاتے ہیں۔ ایک باب الولیدہ۔  
ایک باب الباشمی تھا۔ ایک باب الخضر تھا۔ اور ایک باب الکیلز  
تھا۔ اس میں ... مندرجہ کے ستون تھے۔ سات غرابیں فلین  
۸۵۰ء زنجیری تندلیں اور بجاؤ لگانے کی تھیں جس میں سے  
۴۰ مسجدیں تھیں اور باقی قبۃ الصخرہ میں۔ ان سب زنجیروں  
کو اگر چرواہا یا گاون کاٹلوں ... کاٹ کر جوتا اور ان کا  
وزن ... رطل تھا۔ پانچ زبردندی تھیں۔ اور چوبیس  
رجب شبان اور رمضان کی ۱۵ اور عبد بن کوحو ... اموی  
شعبی روش کی جائیں وہ ان کے علاوہ تھیں۔ مرغوخ کے گنبد  
کے علاوہ مسجد ہیں ۱۵ گنبد تھے اور مسجد کی چھت پر سیسہ  
... کے پتر برسے ہوئے تھے جو گاڈزن ... رطل تھا اور جو  
سیسہ کے پتر قبۃ الصخرہ کے گنبد پر برسے ہوئے تھے وہ ان  
کے علاوہ تھے۔ مسجد کے اندر ۶ برسے تھے مٹی اور

چند  
قطرے  
اور بس



ایس ایس ایس

کے محض چند قطرے بہ گئے، آٹکرم مشروب اور  
ایک پیٹری دغیر، کو خوش ذائقہ، مطبوخ اور  
نورج پر درہنہ دیتے ہیں۔

• کیوڑہ • زعفران • برائی • ونیلا • آسکریم  
• اناس • کیسٹا • شہد • زنجی • گلاب  
• اور دوسری چیزیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں



یس ایمڈن اینڈ کمپنی  
کراچی - فونی نمبر - ۲۳۴۰۲۸





لیجئے یہ ہے



# شرابی رہار

والا بلیٹ



ٹریٹ

## سوپر

تحقیق کا عمل اور ترکیبی کی مندرجہ ذیل فوائد اور ایسی دلچ  
 شربت کی کامیابیوں کی پیش گوئی دہا رہا، نام ایک شرابی دہار  
 ہوا مشکل ہی تھا اور سخت صلیبی کا نام ہی نہ تھا کہ آخر ٹریٹ  
 مسٹوینو سرے سے وہاں کی پیش گوئی کرے گا۔  
 ٹریٹ مسٹوینو ایک اور دہا رہا ہے جس کی دہار ایک مخصوص  
 مریض کی طبی کے ذریعے تیار کیا ہے، مگر آپ نہایت آرام دہ نہایت

۱۰ مئی ۱۹۹۶ء  
 شہر کے بعد ہی کو گرہن پڑے  
 صحت یابی کا مگر جھٹکے اور دھکے کر لیتے۔

### آرام دہ ٹیک اور صاف ترشیو کے لئے

PANTONE T. S. 192/55

۱۹۹۶

بیت المقدس

۱۰۹

اسرائیل میں دیکھ کے چارہ سے ہیں۔ اسرائیل کے چارہ سے ۱۹۹۶ء  
 اپنی جگہ جھٹکے پڑھتی ہوئی آبادی کے زور پر ایک نہایت دن  
 اسرائیل کو مزید ملے گی ضرورت ہوگی اس کے لیے کوشش  
 ناکور ہوئی جا رہی ہے۔ گویا یہودی مجبور ہو جاتا ہے جس میں  
 کدوہ میں عربی علاقے تھیں۔ یہ علاقے انہیں عربوں سے  
 فتح کرنے میں ہوں گے۔ وہ اس کے لیے شہزادہ کو کوشش کر  
 رہے ہیں۔ وہ خطرناک جنگی تیاریاں بھی کر رہے ہیں:

آفریقہ کی تیاریاں رنگ لائیں اور اسرائیل نے ۱۹۹۶ء  
 ۱۹۹۶ء کو اردن، شام اور مصر پر ایک اور بھر پور حملہ کر دیا  
 کی فوجوں نے جوں سال شاہ حسین کی قیادت میں اپنی جانشینی  
 اور دہری کا مظاہرہ کیا کہ دشمن ملک ان کا کام اٹھائے یہ جنگ  
 کوئی بارون جاری رہی۔ انہی دنوں اسرائیل نے فوجیں بیت المقدس  
 پر قابض ہو گئیں اور یوں یہودی صدیق کے بعد دوبارہ گریہ کے  
 سامنے دھننے کی بجائے شہنشاہ اور نو شہنشاہ سامنے دیکھے۔  
 مسجد و عوام ۱۹۹۶ء میں اسرائیل کی ان کی نشاندہی مشہور ہو کر  
 امریکی بھنت دوزہ نامہ ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں لگی

ہے جس میں مذہب کے عزائم کے تحت لکھا ہے:  
 "اسرائیل کے بیت المقدس کے اردنی حصے پر قبضہ  
 سے جس کی بدولت ہزاروں عقیدت مند یہودی صدیقوں کے  
 بعد بہتر ہو گئی دیوار گریہ کے سامنے عبادت کے لیے حاضر  
 ہوئے۔ ایک ایک چپ مذہبی سوال پڑا گیا ہے اور وہ یہ ہے  
 کہ اس دیوار پر قبضے کے بعد جو پہل دم کا حصہ ہے۔ کیا وہ  
 آگیا ہے کہ پہل سووم تحریر کیا ہے۔،، یہودی میں دوسروں کے  
 باعقوب بیت المقدس کی تباہی کے بعد اسے ایک جنگ کر دیا  
 ہٹنے میں چارہ سے خدا کے حضور گواہ دیا مانتے رہے ہیں  
 کہ ان کے دن پھر قابض اور بھلے دن پھر قابض آجائیں۔ یہ دعائیں  
 دلیل ہیں بلکہ کی باذاتی کی مسیحیت، ایک لادینی تحریک کی بلکہ

بہر دو ان اعلان فرمایا ہے، اس کی تصدیق کا مینڈرے کر دی ہے  
 اور وہ یہ ملک منظر کی حکومت فلسطین میں یہودی وطن کے قیام  
 کو نظر انداز کرنا چاہتی ہے اور اسرائیلی کوشش کرے گی کہ اس  
 کا حصول آسان ہو جائے۔ یہ واقعہ دیکھ کر اس کا کوئی اقدام  
 نہیں کیا جائے گا جس کی رد فلسطین میں موجود یہودی فوجوں کے  
 شہری اور مذہبی حقوق پر پڑے یا یہودیوں کے اس سیاسی مرتبے  
 اور مقبوضہ پر پڑے چارہ میں ملک میں حاصل ہیں:

اسرائیل مشہور ہے۔ یہ ایک ایسی اہم سرکاری دستاویز  
 تھی جس کی دوسرے یہودیوں اور عربوں کی تصدیق کا فیصلہ صادر کیا  
 گیا تھا۔ ۱۹۹۶ء میں یہودی کثیر تعداد میں فلسطین آئے۔ اور  
 مسلسل آتے رہے۔ یہاں تک کہ فلسطین کی یہودی آبادی پانچ  
 لاکھ ۸۰ ہزار تک پہنچی۔ ۱۹۹۶ء میں ۱۹۹۶ء میں فلسطین  
 کا مسئلہ اہم مقام میں پیش کر دیا جس کے فیصلے کے مطابق ۲۹  
 نومبر ۱۹۹۶ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کی تقسیم کا  
 فیصلہ صادر کر دیا اور یوں صدیق کی ذلت و سکت کے بعد یہ دول  
 کی نئی ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔

اسرائیل نے چند سالوں کے عرصے میں ہی اتنا انتظام  
 حاصل کر لیا کہ وہ دنیائے عرب کے لیے مستقل خطرہ بن گیا۔  
 سیاسی مہر کی اس خطے کو تیار کئے اور انہوں نے اسرائیل کے  
 باہر اور عربوں کی نشاندہی بھی کر دی۔ مذہب غرض مشہور اور صاحب  
 نے فوری ۱۹۹۶ء میں ایک حرکت لاراضیوں کے لئے شہنشاہ  
 کے فرزند میراث لین میں عشرت شہزادی فلسطین پر سیر حاصل بحث  
 کرتے ہوئے آفریقہ میں لکھا: اسرائیل بہت بدستور ہے۔ مزید  
 خطرہ یہ ہے کہ اس کی تکنیکی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے  
 کبھی صدائے فلسطین میں یہودیوں کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ نہ  
 تھی۔ اب متوجہ فلسطین میں ان کی تعداد میں لاکھ سے زیادہ کر  
 گئی ہے یہ تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہودی مسلسل





# جہاں پاکِ پستان کی دوسری سالگرہ کا تحفہ

ناول

## بی آربی ہتھی رٹھگی

عناایت اللہ

عناایت اللہ کا مکمل ناول  
جس کی "ٹھیکس" تیارہ ڈائجسٹ  
۱۹۹۱ جہاں وینر میں پیش کی جا چکی  
ہے۔ ستمبر ۱۹۹۱ کے پہلے ہفتے میں  
منظر عام پر آیا ہے۔ پیش نظر  
میرزا ادیب نے لکھا۔

معدود واقعات برقعہ میں پیش کیے جاتے  
تھے۔ ناول میں پڑھے۔ شہا بھارت کی ایک سیر  
اور دوش جاسوس عورت نے صوبہ دار کا ایک کو  
کس طرح سمجھ کر لیا۔ پانڈو حسین اڑن کی کہ  
جاسوس کا انچارج کرن گیا۔ صوبہ دار کا ایک کو  
دوست تھا۔ پانڈو اور ٹھیکس، اقبال کا تعلق کرنا  
معاذوں کا انکھوں دیکھتے تھے۔ محبت اور نفرت  
کی فزیز چھڑیں اور ہست سے روانی، جڑ پائی تھی  
اور نول انچارج واقعات۔

جو خواتین و حضرات پارادیس میں بھیج دیں گے  
ان کے نام پر ناول ۱۹۹۱ء کے پہلے ہفتے میں بازار  
ڈاک بچھا دیا جائے گا۔

پیراڈائز پبلشرز  
پریس روم، کراچی

فدا احمد گاردار

## رکتہ خونی پرورد

کراچی پبلیکیشنز برکھ کی ایک برائے باشندے  
میں نے پاکستان کے سب سے عظیم شہر میں رکتہ کے اکا  
پروردی ڈالتے ہوئے مشورہ دیا۔

مگر میں ہوں میں سفر کروں گے تو حبيب كنه کی پیدل  
چلو گے تو حواء گئے گا شکار جہاز کے اور ۳۰ لاکھ انسانوں کے  
اس آباد شہر میں تباہی پھیلی دہش پر مگر کتاؤ درکار کا افسوس  
کا ایک لفظ کہنے والا بھی نہیں ملے گا۔ لہذا رکتہ پر سفر کرنا تیز  
جی ہے اور سناجی۔

میر سے ایک بھائی انجلیڈتے پاکستان شریف دار ہے  
تھے اور میں انہیں خوش آمدید کہنے کا جو سے کراچی کیا تھا مجھے  
انعام آباد سے اپر پورٹ پہنچا تھا۔ اس لیے اپنے دوست کے  
قیمتی شہر سے پہلے کرے ہوئے ایک خانی رکتہ دیکھ کر محمول  
کے مطابق اڑاؤی۔ سناجی۔

رکتہ والے نے بڑے ہفتے سے میری طرف دیکھا  
اور دے گئے پیر کے چلا گیا۔ دوسرے خانی رکتہ کو دیکھ کر میں  
چھ پرچا۔ رکتہ مگر وہ میری پکار کو سن ہی نہ سکا ٹرانک  
کے ہنگاموں میں تم ہو گی میں اس کی طرف تھراؤ کر دوں گا میں  
دیکھ رہا تھا کہ ایک کشتی میں بلائے میرے قریب آکر میں  
اس کی طرف تھا تو ایک صاحب پہنچا ہنگامہ ہنگامہ رکتہ پر  
پڑے اور میری آنکھوں کے سامنے یہ جہاں جہاں لگا جب کا  
یہ مظاہرہ کچھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا شاید کراچی میں  
رکتہ میں بیٹھے گا یہی انداز ہو۔ فدا میں نے فدا کر گیا جنوں  
جو کوئی خانی رکتہ دکھائی دیا میں بھی اس میں کودا جاؤں گا۔

پندرہویں ابد مجھے دوسرے ایک تیز رفتار کشتی اپنی طوف  
جستہ دکھائی دیا تو میں نے آدھار دیا اور اپنی کراچی لٹا کئے  
بہتر تیزی سے رکتہ کی طرف پکارا مگر رکتہ والے نے کوئی توجہ  
نہ دی۔ میں نے اپنے بھائی کے شوقی کرنا دیا اور سوچا کہ دور  
کر رکتہ کے پیچھے بھاگتا شروع کر دیا۔ رکتہ والے نے حکوم  
کے دیکھا تو شاید مجھ پر دم کھا کر شاید میری دوڑ کی داد دے  
کی خاطر رکتہ رک گیا۔ میں نے مضبوطی سے رکتہ کا ہانڈا پکڑ  
لیا تاکہ وہ بھاگنے نہ پائے اور میں کو کر رکتہ میں بیٹھ گیا۔  
نے اپنی کراچی سسکی کی۔ اپر پورٹ۔

اور رکتہ میں پڑا۔  
رکتہ سے آگے ایک بس صوبہ دار جا رہی تھی جس کی  
رفتہ پچاس اور ساڑھے کے درمیان ہوئی۔ کراچی کے بس ڈرائیور  
اس سے دور رفتار پر چلنے کے عادی نہیں۔ رکتہ کی غیرت سے  
گوارا نہ کیا کہ وہ بس کے پیچھے رہے۔ چنانچہ رکتہ کی رفتار میں  
تیزی لگئی اور رکتہ میں سے کدے سے کدے ہمارا کدہ جاتے  
کی کوشش کرنے لگا۔ بس کے ڈرائیور نے حکوم کو دیکھا تو  
اس کی غیرت چھڑ گئی۔ اس نے بس کی رفتار اور تیز کر دی  
اب پڑاؤ میں بھی رکتہ کا ہانڈا پکڑ لیا۔ بس کی پشت کے پیچھے  
تھا پڑاؤ۔ تب حال دیکھ کر میری روح کاٹھ پھٹی۔ میں نے  
سوچا کہ میں اسے بڑے بڑے ہنگاموں میں رکتہ اور ڈرائیور  
ایک جہاں ہو کر میں کا ٹوٹا۔ انکس میں جاتے ہیں لیکن بعد میں پڑ  
چلا کہ جب کراچی کی بسوں میں مسافر بھیج کر یوں کی طرح کدے  
ہوئے ہوں تو وہ مناسب کے بغیر کہیں بھی بریک نہیں لگاتے  
خواہ بس کی گھبراہٹ کے اوپر سے ہی کدہ بھائے۔

فدا احمد کے ہیں صوبہ کی طرف تھراؤ کی اور رکتہ والا  
ایک ایسے چوک میں پہنچ گیا جہاں سے ہست سی سڑک پر چلے  
کاں کہاں جاتی تھیں میں سڑک پر کشتا مارا تھا۔ وہ کشتہ  
اور سیدھی تھی۔ رکتہ والے نے ایک وقت میں بھیجی ہوئی

لسوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ پہلے ایک کو پیچھے چھوڑا۔ پھر چند لمحوں بعد دوسری کے ڈھانچہ سے پیچھے ہٹا اور ڈال دیے۔ اسی وقت تیسری کا ڈھانچہ تھامے پر اتر آیا۔ ہزار گنتے واسے لئے بیچ ڈاب کھار دھر دھر آگے پیچھے کھینچیں گھاگھا کھا کھا کر دبا دبا کر جب اسے پوری طرح اٹھایا تو گریبا کو متاھے میں کوئی کارٹھی یا کشت نہیں داس کے لئے کی۔ رفتار بڑھ کر دی اور صورت پر پید ہوئی کہ کشت میں سے فضل و قدم چھوڑا جا رہا تھا اس کے نکل جانے کے دو ہی راستے تھے۔ ایک میں گئے اور دوسرے میں گئے۔ پہلے سے اسے اڑا کر سے گذرنا تھا۔ لیکن کشت پہلو پر پھلو دھیں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں آئی ماری پھٹیں۔

غیرت گذری کے پہلو بھی کسی دوسری موک کو روکئی۔ اور کشتے والے نے نہ جانے اور دھاب لٹا ہوں سے میری طرف بھاگی لیکن میرے سپرے سے خوف وراس کی پرچا بیاں کوئی نہ کر سکی۔ پہلو اڑیں سے ولی دی میں نہ انداز کر کم کھا کھا اڑا لیا جس سے پریشان میں نے کھانڈ مڑا دیا۔

ابھی آدھا میل آگے گئے تھے کہ مجھے دو گاڑی متروزی بھاگتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ اتنا کم کر سکر میں میں سائیکل کے کرتب لکھنے والا ہمارے ہی ان کے درمیان سے گذر سکند۔ کشتے والے نے مجھ سے پیچھا ہزارت ہو کر اسب کو ان دونوں گاڑوں کے درمیان سے گذر کر کھا ڈالے۔ میں اس قدر خوف زدہ تھا کہ زبان گنگ گئی۔

دوسری خاموشی کو نیم رہنا بھیج کر کشتے کو اڑ کر کوکے گاڑوں کے عقب میں لے گیا۔ میرے منہ سے بے اختیار اچھا نکلی۔ آہے خدا کے بندے میرے پیوں پر کھر دے بجے یہیں اتار دو میں پیدل پیدل جاؤں گا!

میری اچھا بھیجی ہوئی طرح منہ سے نہ نکلی تھی کہ دیکھ دو گاڑوں کے درمیان سے گذر چکا تھا۔

اس کے تنگ سی موک پر ایک اونٹ گاڑی ماسٹر روکے کھڑی تھی۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں نے سوچا شاید اس کی بارگشتے والا اونٹ کی ناکوں کے پیچھے سے گذرنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ رفتار کم کیے بغیر اونٹ کی گردن کے پیچھے سے گذر گیا۔ جہاں کو کھنچ گئی۔ لیکن کلیا اترا نا شتہ پیٹ سے نکل کر زمین پر آگیا۔

اب کشتے والے کو برقم کی اتاری تھی۔ لیکن موک کشاد ہوئی تھی۔ مگر اس کی اتاری ایک وکٹریر والے ایک آکھڑ بھائی کو نہ کہ جس کی آگے ہائے والی وکٹریر کے ہوشے کو نہیں نے۔ کوئی کوئی طرف ہڑتے دیکھا، اس نے کھڑا سے پرچا بولی بلش برآمدی اور پیٹے زبان کھڑا سر پٹ جانے لگا۔ گویا مسافر تھکے زمانے کی کشت اور اس کے فوجوں کو اڑا کر مارنے والی وکٹریر اور اس کے ہوشے کو ان سے تھا ابھی اس درکار کوئی تھوکر نہ ہوا تھا کہ ایک ریلوے گارڈ پر وکٹریر کے کھڑے پھر گئے۔ دھکے دو ٹوٹی پینے وکٹریر سے الگ ہو کر پیل دھکے کھڑے کو وکٹریر کے فوج سے نجات ملی تو اس نے جہاں بند کر دیا اور گردن کھار کھار کھار کے درمیان کھار بھاری تھی وہیں کشتے والا وکٹریر کی برادی اور شکست پر حقیتے گاڑی سے گذر گیا۔

اب کوئی پرکرت ڈوبک آئی تھی۔ ایک سیٹ لہارہ فضا میں اڑتا دکھائی دیا۔ مگر لمبائی سے نیچے ہر ہاتھ ڈھیر سے گھوم کر مجھ سے کلبا سیٹھ اڑیں سہا سے مجھ سے کلبا سیٹھ اڑیں تو کیا انعام دو گے تب میں نے منہ میں آج پڑنا شتہ بھلے ہوئے کہا۔ کلبا سیٹھ کی آدھی جان کو نکل چکی ہے۔ باقی نصف تم سے لینا اس سے ڈرا لے گا۔ کلبا سیٹھ کا نام میرے اس باب پر رکھنے والے سے بہت قریب سے سے متاھے کلا ارادہ ترک کر دیا اور کشت کی رفتار کو دیکھ کر کہہ کر ایک وہ ابڑ پرت جانے والی ترک پر دھکی گئی تھا

## دست شناسی

کی بیشتر برخواست اور تباہی سے کہ وہ اپنے انسان مستقبل کے بارے میں کچھ نہ سمجھ کر غریبی کے کرے خواہ وہ اوقات اور حالات کے جداسے کوئی مرضی کے مطابق ہونے کے باوجود اس کے چنا پڑی برخواست اور تباہی سے اس کو اس مستقبل میں کسی طرح سے پیچھے پرکھائی سے اور اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے مختلف علوم کا سامرا لیا۔ لیکن میں ہر فرست لکچریم کیا شناسی، فطریہ و عیسویہ ہیں۔ دست شناسی کا شمار بھی ان ہی علوم میں ہوتا ہے اور اس کے مہرین کو کوئی ہے کہ انسان کا لاشی، مال اور مستقبل اس کے ہاتھوں اور ان پر مشتمل کیوں اور مختلف نشانات اور علامات میں پناہ سے چنا پڑا ہوا مطالعہ اور مشاہدہ اور مروجہ طریقوں پر اپنے ذاتی تجربات اور ذہانت اور عقل کی مدد سے کیا جائے تو ایک انسان دوسرے انسان کے متعلق بہت معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ یہ بات کہ انسان کے ہاتھوں کی کلبیں انسانی طور سے بنی ہوئی ہیں۔ یہ بات کہ ان کے ہاتھوں سے معلوم ہے۔ یہ بات کہ وقت میں یہ کلبیں ہر ہاتھ پر موجود ہیں اور یہ کلبیں ہر آنہ زندگی کے کسی کسی ایسے بڑے پہلو کے متعلق نمایاں اور واضح شائدہ پیش کرتی ہیں۔ یہ بات کہ ہر وہ وقت پر ترقی پذیر اور میں بھی یہ بات ایک واضح نہیں ہو سکی کہ انسان کے ہاتھ پر پائش کیسے کے وقت سے لے کر یہ کلبیں نشانات اور علامت کیوں ہوتی ہیں جو اس کی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق کافی معلومات فراہم کر سکتی ہیں۔

ہر حال حقیقت یہ بھی ہر حال کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا میری ذاتی رائے ہے کہ ہر کلمہ ہر ہاتھ پر اور ہر حرکت کو جاننا چاہیے کہ انسان کے ذریعے آپ عزت و بڑی ہوئے کو گوں بلکہ ان کے متعلق بھی ہر معلومات فراہم کر سکتے ہیں کہ ان کی زندگی میں ڈگر پر بہتہ طریقے سے حل کیسے ہے۔ ہاتھ دیکھ کر آپ کسی شخص کی ذہنی صلاحیتوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس کی زندگی میں اس کے رجحانات، اس کی قوت فکر و عمل، اس کی سمجھت و ہولہ و فہم کے متعلق جان کر آپ اس شخص کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہاتھ اس کو بھی بتا سکتے ہیں کہ وہ زندگی کے کس شعبے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس پیش گوئی کے لیے ہر صورت مطالعہ، مشاہدہ، تجربہ اور عقل کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ یہ نیم فخر و تباہی۔ نیم لاف و خورہ ایمان والی بات ہر حال ہے۔

ہر شخص اپنے ہاتھوں کو اٹھتے پھینکتے اور پلٹے پھرتے مختلف انداز سے رکھتا ہے اور ہاتھ کے انداز کسی نہ کسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مثلاً کھیلے ہاتھ رکھنے والے شخص کو عموماً فروتنی ہوتے ہیں۔ برکلاف اس کے برعکس خاص فیضی بند رکھتے ہیں۔ وہ مستند و جوس اور فخریاد ہوتے ہیں۔ ایسے شخص جس کے ہاتھ کو ٹونڈا بالکل کھلے رہتے ہیں اور نہ وہ ہر معاملے میں میاں و روی اختیار کرتے ہیں اور زیادہ قابل اعتبار اور قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ بعض تو انہیں دست و پلٹتے اپنے ہاتھوں کا طر اس رکھتے ہیں گمان میں ہاں ہی نہیں اور ایک وجہ سے جس کو وہ زبردستی اٹھاتے پھرتے ہیں۔ ہاتھوں کی رعایت ان شخص کی ذہنی کشمکش کی علامت کرتی ہے ان میں فکری کیسوٹی کی کمی ہوتی ہے۔

آپ کسی بد بختی والے ایسے انسان کو دیکھیں جس کے ہاتھوں کی یہ کیفیت، عام حالت میں ہاتھ کسی خاص وجہ سے ہر تو یہی انسان کے کسی فیصلہ کن مرحلے میں پھینکتے اور اس کے





چلو کہ حرفت سانس لے سکتے  
اسپیکٹر یقیناً دلا یا کہ یہ  
کارستانی یقیناً تسلیم کرتے تھے  
لیکن وہ... بہت سے تھے  
.....! افسوس کہ یہ تھا۔

## کیا یہ قتل تھا؟

خان دلاور حسین خان



ہی آئی۔ اس نے اپنی بیٹائی سے پوچھتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے کہا: اس سال کے کیمپ کی تجزیہ  
کا نتیجہ موصول ہو چکا ہے جو کہ بہتر ہے اور اس کے بچوں نے مرنے سے پہلے کہا یا تھا۔ اس میں کوئی ریزر نہیں پایا  
گیا۔ اس کے بعد آخری گورنر جرنل کے معدوں میں بھی دودھ تھا جس کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں بچا۔ مقامی سب اسپیکٹر کا خیال ہے کہ کمری  
دودھ میں مرنے والوں کو زہر دیا گیا ہے اور یہ کام ملازم کا ہے۔ آٹا کیکر اسپیکٹر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔  
یہ قصہ بغیر نگرانی، ریڈیو سٹیشن کا، یہ معمولی سا سٹیٹشن ہے۔ افسر کی ہرکسٹنٹ سٹیٹس مارشل تھا۔ ایک بیری اور دو فرد  
سال بچوں کے ساتھ افسر کی زندگی خوشی خوشی بسر ہو رہی تھی۔ میاں بیری ایک دوسرے کو آتا جانتے تھے کہ آئے ہیں وہاں لاکڑ  
فلنگ کیا کر رہی تھیں۔ دن رات میں مر جاتا رہتا تھا۔ افسر کو اپنے کارڈسے باہر نکل کر گاڑی گزارنے کے لیے سٹیٹن پر ہمارا پڑتا تھا۔  
لیکن اس طرح سے مجھے بھی بچر اپنے شہر کے لیے جتن بڑھا رہا تھا۔ ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہی افسر فرما کر آتا تھا کہ میرا کارڈ لاکھا  
کو گود میں اٹھاؤ اور پھر اپنی بیری سے مسکراہٹ کی دالینا بڑا اطمینان سے بیٹھا تھا۔ میاں بیری کی گفتگو زیادہ تر بچوں کے تعلق ہوتی  
تھی۔ ان کی چڑھائی کا ذکر نہ ہوتا، دو بچوں کے بچان کے بچان ہونے پر شاد ہو کر ان کے کچھ بھاشا کر کے دیکھتے تھے۔ میاں بیری بچوں کو ساتھ لے  
کر باہر جھکی کی طرف تیرے لیے نکل جاتے۔ سیران کی ملازمہ، گھر کا پرکار مرنے میں مشغول رہتی۔

یہ بچہ سا کچھ خوشی خوشی گزارا تھا کہ کارڈ لاکھا کو ایک روز آنا تھا ایک شام کے قریب افسر اور اس کے دو بچے اسپہال  
اور تھے۔ باہر نکلے۔ ڈاکٹر بلوا گیا۔ علاج ہوا۔ گھر بیماری کا مکمل آسان شدہ تھا کہ تین گھنٹے کے اندر اندر تینوں قاصد بچے جان  
گئے۔ بچہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے لیے دنیا اندھیر ہو گئی۔ کچھ کو زہر ملا، دوا، بخار ہوئی، میں مگر دوا ملے بغیر ہوش تھی۔  
ہر دس کا معاملہ اور پھر ایسا عمدہ علاج تھا۔ ان تینوں اموات کی خبر لگ کر کی طرح چھل گئی۔ مقامی سب اسپیکٹر پر میں بھی اپنا دستہ  
سنبھالنے آئے تھے۔ ادھر ادھر پر چھ لگی اور تین تیس کے بعد شہر کے ملازم سیر پر کیا گیا۔ جب اس سے کوئی سوال کیا گیا، تو بھرپور

اچھا جناب!  
میں اپنی شکست کا اعتراف کرتا ہوں۔ آپ  
جیتے ہیں ہارا

نہیں نہیں!  
یہ ہر جیت کا سوال نہیں سوال اصل یہ ہے کہ آپ  
جی ہر موضوع پر اپنی خود اعتمادی و روانی سے  
کیوں نہیں لڑ سکتے؟

دو جگہ رہتے، ہر موضوع کی جیت و جیتی  
کتیب کے معاملے کے لیے میرے پاس نو وقت ہے اور نہ ہی  
ان کا بک کو خریدنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔

لیکن!  
ان نیک کتب کے مطالعے  
کی ضرورت ہی کیا ہے؟ باب آکر  
مکمل ہیں اچھے اور سوال کی کمی نہیں۔ اپنا تیار ڈاکٹر کوئی لے کر  
اس کے مشاعرے میں سائنس، فضا، معلومات، تکنیات، طب، صحت، زراعت  
شہادت، جرم، سماج، تعلیم اور پاک بھارت جنگ و کرکٹ وغیرہ پر مشتمل  
چنانچہ سائنس اور بیماری کا بیان افسانے چھپتے ہی جتنے ہیں جو  
آپ کی معلومات وسیع کر سکتے ہیں۔

شکریہ! آپ نے فرمایا  
اپنی بات بتائی  
جس میں بھی تیار و ڈاکٹر سے دور رہنا  
گورنر؟

آرٹو کے  
جی ہاں اس قابل ترین خریدے  
سے براہ کھن اہل ادب تفضیل کرتے ہیں۔ اس کا سالانہ چندہ صرف پندرہ (15)  
روپے ہے جو کہ پورا خزانہ سب کو پیش آسکتی۔ ہر دس روز کوئی کوئی آرٹو کے سب کو سالانہ خریدار  
ہیں جائیں یا پھر سائنس کے سالانہ خریداری کے کارڈ پر اپنا نام دیکر کہہ کر ڈاکٹر کوئی کی کوئی تو آپ  
کوئی پی پی پی بھیج دے گا۔ پھر آپ کو براہ کھن بھیجے پھر دے گا۔

Paradise Subscription Agency  
(A/C No. 1176)  
C/o  
Habib Bank (Over Seas) Ltd.  
12 - FINSBURY CIRCUS  
P. O. Box 555  
LONDON, E.C. 2

فریڈک کے حالات سالانہ ڈاکٹر میں اپنے کسی لڑنے کے توسط سے ناچھ  
دیکر ہر دس روز کے آرٹو کے سب کو پیش آسکتی۔ ہر دس روز کوئی کوئی آرٹو کے سب کو سالانہ خریدار  
ہیں جائیں یا پھر سائنس کے سالانہ خریداری کے کارڈ پر اپنا نام دیکر کہہ کر ڈاکٹر کوئی کی کوئی تو آپ  
کوئی پی پی پی بھیج دے گا۔ پھر آپ کو براہ کھن بھیجے پھر دے گا۔



ہائی اور دوسرے کوسے بھی کچھ نہیں کچھ رہا کھنگر کھوٹا  
 ہوتی لکڑی، پھولی ہوتی سانس، سب انپکڑے لکڑیوں کا بڑا کڑائی  
 بقیہ لکڑی ہے، لیکن وہ؟ ..... ہاں وہ ..... اور پھر  
 تھا سیرنگی میں بائیں کے پیشے میں تھی، جو ہلکا ہے کہ .....  
 سب انپکڑے انہی خیالات میں لکھاں و چٹاں تھا کہ انپکڑے  
 سی آئے، اسے نقیشت کے لیے آپ بچنا ہونے والوں کی نشوونما کا  
 ہوتے اور پھر ہونا تھا ان کے مدد سے میں وقتوں کے جھنڈا  
 پائے گئے تھے اور مقامی پولیس انکشاف جرم کے لیے ایڑی ہوتی  
 کا دوا رکھا تھی، سب انپکڑے لکڑی کو اپنی راستے سے آگاہ  
 کر دیا اور اسی کے لیے کیا تھی کہ رپورٹ پیش کر کے دوا  
 گیا، انپکڑے کچھ سوچ کر میری طرف دیکھا، میں نے جھپٹتے ہوئے کہا:  
 "سب انپکڑے اپنی نقیشت کی تیسری کی ٹوسی ثبوت پیش  
 نہیں کیا، اور تحریک جرم کی نشاندہی کر سکا ہے، اس انجمن  
 ہے کہ ان اہمیت کا سبب چوری ہے، لیکن کیا کوئی چیز چوری  
 بھی تھی ہے؟  
 میں نہیں کر سکتا؟

انپکڑے ملکتے ملائے ہوئے کہا: اس کی نسبت تو خبر  
 ہی کچھ نہ تھی ہے؟

"تو کیا مجھے دریافت کیا گیا؟ میں نے سوچا،  
 یہ بات سب انپکڑے پر بھیجے گی ہے؟"

"آپ ذرا نہیں ملو، میں انپکڑے کہا اور سرگرمی کا  
 دھواں اڑانے لگا۔

میں نے ہاتھ ہارے ہوئے ایک بار دوا ہی سے انپکڑے کی  
 طرف دیکھا جو کمری صحن میں ڈوبا تھا اور میں معلوم ہوتا تھا کہ  
 اس جرم کے متعلق کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن  
 اس کی تیرا انکھوں اور میری ہمیش سے پتہ چلتا تھا کہ وہ سب  
 انپکڑے متعلق نہیں ہے، تو کیا آپ نے مجھے ..... اور پھر  
 کمری پر بھیجے، لیکن مجھے ..... لافال و لافال آپ نے مجھے

"مجھ میں آتا آتا تیزوں کی موت اپنا کب ہوتی تھی؟  
 انپکڑے کہا۔

"اس نے مجھے بھی بار بار کہا ہے، سیرنگی جواب دیا: جواب  
 کسی قدر مبہل کی تھی۔

"جہاں کچھ مانا یا ہے کھانے میں کچھ بڑ ہوتی ہے،  
 میرا مطلب ہے جو رسا ہے اتفاق ہوا؟

"کیا تو اس کی کچھ کچھ لکھتا ہے ہادی مدد کر دے؟ لیکن یہ  
 دیکھنا کہ مجھے کچھ نہیں ہو سکا ہے، ماننا دیکھا ایسا نہیں ہے  
 میں تو ترسے مدد کا خان ہوں۔

"میں دوسرے ہرگز نہیں کروں گی، فرما یہ کیسا  
 چاہتے ہیں آپ؟

"میں موت اتنا ہی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ہوا  
 بکوں نے مرے سے پہلے تمام دن کیا کیا کیا؟

"مجھ سب نے ہش کرنا چاہئے؟  
 چارٹے؟

"اس کے بعد؟  
 چارٹے؟

"اس کے بعد وہ کچھ کھانا کھایا، دوپٹاں اور سالن،  
 وہی جو چھڑا میں ہیں کچھ اتنا تیار کر کے گیا؟

"اور؟  
 اور سر پر کچھ دوڑا؟

"جوں ..... اچھا، بتاؤ کہ ان میں مرتبہ امیر کی البیہ  
 بھی اپنے خاندان اور کچھ کے ساتھ ٹریک دی؟

"ان کی لڑکی کھانے پیش میں شامل تھیں؟  
 یہ کچھ؟ انپکڑے سوچتے ہوئے میری طرف دھڑک رہا۔

"نہیں پھر ان میں ہیں؟  
 دیکھتے ہوئے میرا کچھ انپکڑے دیکھنے سے غائب ہو

کر گئے، آپ دماغ پر زور دے کر بتائیں کیا کوئی ایسی شے  
 کے

میں ملازم کو قتل دیتے ہوئے کہا: "میرا ابتدائی نقیشت کے  
 دوران شاید آپ سے کچھ ایسے سوالات کیے گئے ہیں جن کی بنا  
 پر آپ گھبرا گئے ہیں؟  
 مگر..... سب انپکڑے دغل اندازی کی، اس اس اگر مگر  
 کو چھوڑ دیتے؟

انپکڑے سب انپکڑے ایک سبب انداز میں کہا: میرے  
 خیال میں آپ کا گناہ غلط ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ میں اس  
 قانون سے ملنے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں؟

"میرا سب، انپکڑے مسکراتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:  
 "شکر ہے، انپکڑے انکا نقیشت سب انپکڑے نے بولی

کے جو فیصلے صوبی طور پر لے قدم بڑھانا تھا کہ اسے باہر  
 چکا تھا، انپکڑے ملازم سے غائب ہو کر ہوا؟ "سب آپ سے

کہہ رہا تھا کہ آپ پر اب تک جو سوالات مقامی پولیس نے کیے  
 ہیں شاید ناگوار ناگوار نہ ہوں گے؟

"انپکڑے صاحب، سیرنگی میری آواز میں کہا: میں  
 جیسے کہتی ہوں، مجھے مرے والوں کی موت کے راز کا پلاہا مل

نہیں، سب انپکڑے صاحب نے مجھے دھکا دیا اور اسی کا دوا دیا  
 کیا ہے، لیکن مجھے ..... سیرنگی میں انکھوں میں آنسو پڑا ہے۔

"یہ اچھی ہی اندازہ تھا کہ مقامی پولیس کا رپورٹ کے  
 ساتھ جہیز ہوا؟ اور مجھے غائب کرتے ہوئے پولیس افسران

اس کی صوبی مقامات میں پھیل گیاں پیدا کر کے ہیں اور اسی کا  
 اپنے مفاد کے لیے ہے، مگر میں کھانا کھانے پر تھکتے ہیں؟

میں دیکھ رہا تھا کہ سیرنگی کے چہرے پر تندگی الیٹان کی  
 طاقت ابھر رہی تھیں، کتنے میں ہوا اور کچھ میں بڑی محبت

تھی، ایک دوسرے کو دیکھ کر کہتے تھے، کیا آپ کا غائب ہو کر  
 لا؟ انپکڑے جہد وادار پیچھے میں سیرنگی کا غائب کر کے کہے۔

"ان صاحب دوڑوں ایک دوسرے پر جان چڑھتے تھے،  
 اسے ہی دل میں تھیں، سیرنگی بولی آواز میں کہا۔





تھے کہ میں جو چیز بھی آپ کو ملی کے ذریعے پہنچا ہوں، اس میں سے  
 رابطہ سے واسطہ دیتا ہوں، حق تعالیٰ جانتے ہیں، کمال میں بھی ان کے ساتھ  
 مذاق کر رہا ہوں، اس کے بعد مسٹافا کا پرہیز اصل آپ کے پاس  
 پہنچے گا اس کی صفائی کو انتہائی دیکر میں بلکہ میں وادار میں کمر لگا رہا  
 میں نشہ آور ہر سبب سے آپ کا واس کر رہا ہوں۔  
 سبب پکڑ کر نقش پر حیران ہوا تھا میں نے مدد کا ہا  
 میں کو اپنے پکڑ کر صاحب میں آپ کے دماغ کی داد دیتے بغیر نہیں  
 رہ سکتا۔  
 ”شکر ہے آپ اسید میں رہے سے دلی بارگاہ نقیض میں لکھیں

آگسٹ آپ نے خوابی کے شکار میں تو آپ کے لیے مدد کی ہے کہ۔

- سونے سے آلودہ گھنٹہ پہلے بستر پر دراز ہو جائیں اور دلی ڈیٹا پکڑ لیں۔
- پیٹ میں ڈیٹا پکڑ لیں۔ دو دو کا ایک گلاس پی کے سونے کی کوشش کریں۔
- سونے کے سامان کی چٹائی کریں۔ لباس آلودہ کرنا نہ دلی، بستر اور گھر کو صاف ہو جائے۔ ہار دلی زہریلی ہے۔
- کل پکڑ لیں کہ انیاں پر صبر یا دلی کی زم زم پکڑ لیں۔ (طیافت اور ویش)

## غیر ممالک میں ستارہ ڈائجسٹ کے ایجنٹس

- ۱۔ میسرز ڈین ڈسٹری بیوٹرز۔ پورٹ بکس نمبر ۱۹۔ بحران (پلیج فارس)
- ۲۔ میسرز ایم۔ اے۔ مینسل۔ بکس نمبر ۱۹۰۲۔ ماسک (ایکٹا ہنری ڈیوٹ)
- ۳۔ میسرز مینسل ڈسٹری بیوٹرز۔ اٹلی ۵۔ ایڈمز سٹریٹ بریڈ فورڈ۔ ۵۔ دلی (سنگ)
- ۴۔ گلف پیور ڈسٹری بیوٹرز۔ پورٹ بکس نمبر ۱۹۰۲۔ دلی (پلیج فارس)
- ۵۔ میسرز ایڈمز ڈسٹری بیوٹرز۔ پورٹ بکس نمبر ۱۹۰۲۔ بنگال (ایڈمز سٹریٹ بریڈ فورڈ)
- ۶۔ مکتبہ المباح لغویہ۔ انجمن المکاتیب العربیہ السنیہ۔ پورٹ بکس نمبر ۱۹۰۲
- ۷۔ آر۔ حسن۔ سینا سٹریٹ پورٹ بکس نمبر ۱۹۰۲۔ دلی (سنگ)
- ۸۔ اورینٹل کوشل ڈسٹری بیوٹرز۔ صلیب سٹریٹ پورٹ بکس نمبر ۱۹۰۲۔ کویت

مولانا عبید اللہ سندھی

کوثر علی سامرا کی فطائی سے آزاد کرانے کے لیے جدوجہد کی تیرہ  
 ہند کی صوبائی برداشت میں، جلالی رہے اور اس راہ میں ہمیش  
 آئندہ والی مشکلات و مصائب کا خیر و بد پیشانی سے تقابل کریں۔ مولانا  
 مرحوم کے نام کے ساتھ سندھی کا لفظ ”چکر“ لکھا بھی پیدا ہوئی  
 ہے کہ شاید آپ ”سندھ“ میں پیدا ہوئے تھے حقیقت یہ ہے کہ  
 مولانا مرحوم نے اپنے مرضِ راجہ خیر مدد کی صاحبِ رحمہ رحمۃ اللہ علیہ  
 سے بہت بڑا عقیدت و محبت اور سندھ کے علماء و مشائخ کے خلاف  
 اور ان سے گہرے تعلقات و روابط کی بنا پر اپنے نام کے ساتھ یہ  
 افتادہ پینڈر لکھا تھا۔ ورنہ مولانا سارکٹ کے ایک گورنر جیالانی  
 میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۸۵۲ء ہے۔  
 جس گھر میں پیدا ہوئے وہ سکون ایک مسز زنگر کا تھا۔ خود  
 تحریر فرماتے ہیں: ”مادر سے غافلان کا پیشہ زرگری تھا لیکن عورت  
 سے ایک سحر مگرادی ملازمت میں شامل ہو گیا اور بعض افراد کا کام  
 بھی کرتے رہے۔ میں مودت سلطان فارسی کے انتاج میں اپنا کام کیا۔  
 میں اسلام آباد آ ہوں مگر میں عرب و رستوں کے امور سے جو بیگانہ  
 نام والی طرف منسوب کر کے گھنٹا پڑا تو عبید اللہ بن ابی ناسر  
 لکھا۔ میری بڑی پیشہ کا نام ”عبید اللہ“ تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے  
 کہ اگر کسی نے اس سے زیادہ تفریح کے لیے کہ تو عبید اللہ بن رما  
 و دلہنیت راستے دلہن راستے گھر میں گئے ہیں میرے دادا  
 صحر سکرست میں اپنے دادا کی کے کاروانہ۔ ”کوالی میں سات سال  
 صفر ۱۲۹۳ء آپ کے والد مرحوم آپ کی پیدائش سے چار  
 ماہ قبل فوت ہو چکے تھے اس لیے آپ کے نام پر مولانا ڈیوٹ لکھا  
 میں اپنے والد کے دل پر دلی پائی ہو چکا رہے تھے۔ اردو میں  
 سکول نام پر میں زیر تعلیم تھے کہ ایک آریہ سماں طالب علم کے  
 پاس تحفہ ”ابنہ“ نام کی کتاب تھی، اس کا مطالعہ کرتا تو ان پر  
 اسلام کی صداقت و حقیقت سنیں۔ جس سے بڑا احسا اور دل میں گہرے



”غیر اللہ کے انکار کی عمل جدوجہد  
 کو میں جسا و کہتا ہوں“

جہاد آزادی کا عظیم مجاہد

کونسل کا یہ پرفیوٹیکل کے درہندو دوستوں سے ملنا، اسٹیلین  
شہید رحمت اللہ علی کے فتویہ اہل ایمان اور مولوی صاحب کو  
یہ شہرور کہنے ازال آخرۃً علی۔ یہ کہانی آپ نے پوری توجہ سے  
مصلحتیں اور اسی آنا میں غائب رہنے کا طریقہ بھی سیکھا۔

۱۸۸۷ء میں آپ نے اسلام کے گوشہٴ حیات میں آنے کے  
لیے عزیز و اقارب کو ہٹا کر گھر بار کو خیر باد کہا۔ ان کے ہوا کو  
مغفلان کا ایک طالب علم ملحقہ وقتاً در وقتاً دوں فری دے کے  
ایک طالب علم کے ساتھ کولہ درگاہ شائع مطبوعہ بیٹھ جہاں  
انہوں نے مختلف البیضاء کے مصنف کے نام پر با نام عبد اللہ رکھا  
پیدا کیا۔ آپ عبد اللہ کی محبت میں مختلف علمی دارس میں قائم  
کئے گئے گریجیٹ عزیز و اقارب کے تعاقب اور زبردستی واپس لے  
جانے کے خوف سے کسی مستقل قائم کا حوالہ نہ بڑھا، اسی طرح  
بہت سے چلنے سے نہ کار کا کیا اور ڈگری کے قریب درگاہ عالیہ  
مجموعہ جہاں شریف بیٹھنے۔ پھر جہاں شریف کے سجادہ نشین حافظ  
محمد علی صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے روحانی پیشوا تھے  
مولانا اپنے مرشد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: اللہ کی خاص رحمت  
تھی جس طرح ابتدائی میں اس اسلام کی کچھ آسان رہی تھی اسی طرح  
اس کی خاص رحمت کا اثر یہ ہے کہ گنہگار میں حضرت مسیح  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مجموعہ جہاں شریف) کی خدمت میں پہنچ کر پہنچنے  
وقت کے ٹھیکہ اور سیدہ العارفین تھے۔ چنانچہ جہاں میں ان کی محبت  
میں رہا۔ ان کا فتاوہ یہ ہو کر اسلامی معاشرت میں سے۔ بے  
طبیعت ثابت نہیں کی تھی اسی طرح ایک پوائنٹ مسلمان کی برائی ہے۔  
میں نے قادری راشدی طریقہ کی حضرت سے بیعت کے لائق اسی  
کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے سے بڑے اشراف سے بھی بہت کم مرعوب  
ہوتا ہوں۔

جس کی حضرت شیخ ابند نے بڑی تعریف کی۔ دیوبند کے مدرسہ اہل  
مولانا سید احمد دہلوی نے مولانا کے جوابات اور امتحان میں امتیاز  
فہر حاصل کرنے پر فرمایا: اگر اس کو کہیں میں خوشہ عبد العزیز خان

وہ پریشان ہے کہ آپ دو بار دو گونہ فرماتے ہیں کہ  
 مولانا غلام بخش صاحب سے کاتبہ پرچی، جو یہ وہی ہے جس نے  
 باغیہ ماکہ کی قیام کے دوران آپ کے مولانا حکیم محمد حسن سے شرح  
 حالی اور دیگر کتابچے تصنیف کیے، متعلق کے ساتھ بڑے اس  
 کے بہت کچھ اور متعلق کے علوم میں دسترس حاصل کرنے کے لیے  
 دو ایک مینیف دھرمسرایہ رام کے مولوی ناظر الدین اور کاتبہ  
 کے مولانا محمد حسن سے بھی کتاب لگوا کر آپ نے اپنی تفسیر کے  
 تحلیلی و اعلیٰ ناظر احمد صاحب، اور صاحب رشید احمد صاحب، غفرلہ  
 اور شیخ ابن حضرت مولانا غلام حسن صاحب کے پاس طے کی۔ اسی  
 اثبات میں آپ نے اصول فقہ سے متعلق ایک تفسیر کا بھی تحریر فرمایا۔

جس کی حضرت شیخ ابند نے بڑی تعریف کی۔ دیوبند کے مدرسہ اہل  
مولانا سید احمد دہلوی نے مولانا کے جوابات اور امتحان میں امتیاز  
فہر حاصل کرنے پر فرمایا: اگر اس کو کہیں میں خوشہ عبد العزیز خان

[illegible]



نے مولانا کو حکومت میں شمولیت کی دعوت دی جو مولانا نے قبول کر لی مگر قریب مولانا غلام رسولؒ ہر مولانا باقیل جو دے اس کے ہمنواز نہ سکے۔ راجہ مندر پت پاپ محمد حکومت موقتہ ہند کے متعلق مولانا کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ انگریزوں کی بجائے ہندو بادشاہ کے کارندے ہیں اور انہوں نے خود حکومت موقتہ کی بیگم لارہ لاچیت راستے کو روک دیا تھا۔ غالباً اس سلیک کی بنا پر لارہ لاچیت راستے نے یہاں انہوں کے کئے لاشاد تیار کیا تھا۔ حکومت موقتہ کی طرف سے روس، جاپان اور ترکی کی سفیر بھیجے گئے۔ مولانا کی تجویز پر تیسری فریک رچے۔ زمرگوشت ہمارا ہے، مولانا تحریر فرماتے ہیں: راجہ صاحب یہ بات ضروریوں کے ہاکہ ہے مگر اپنی شخصی کوریڈر لکھ لکھائیں ان کے دماغ پر غالب تھا۔ ہم نے بڑے ذرا دیکھ سے انہیں راضی کیا کہ حکومت موقتہ اپنا چارج اس کا صحت کو دے لے گا جسے انگریزوں نے انگریزوں کے نام کے لیے مینیں کیا تھا۔ امیر امان اللہ خان کو انگریزوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے کا سہرا بھی مولانا ہی کے سر پہ لٹنے چلا: امیر امان اللہ خان جب برسرِ اقتدار آئے تو انہوں نے ہی حکومت کا نام نہاد کر کے انگریزوں کی مسالمت علیٰ حرب میں شریک کر لیا۔ جب جنگ کا فیصلہ ہونے لگا تو اس غامض مفس میں جھجھاکا سر فراز ہوا۔ دورانِ جنگ میں یمن اہم اور مسیحہ کو تسلیم کیے گئے۔ جنگ کی کامیابی میں ہندوئی مذہب خاص طور پر مسلم کی تھیں۔ زعفری آپ نے فروری ۱۹۴۷ء میں برطانویہ اور افغانستان کے درمیان برصاہہ مثل برلاس کے متعلق چٹاؤں میں سرگرمی فرمائی۔ اس نے خان محمود طرزی کے سامنے اعتراض کیا تھا کہ یہ مساجد انخافوں اور انگریزوں کے درمیان نہیں ہوا بلکہ عید اللہ اور انگریزوں کے درمیان ہوا ہے۔ زعفرانی مونی صفحہ ۱۶۹ء بھی دیکھتی کہ انگریزوں نے مساجد پر اس وقت تک سختی نہ کی جب تک مولانا عبد اللہ سندھی نے

افغانستان سے چلے جانے کا وعدہ نہیں کیا۔ (افغانی مولوی صفحہ ۱۶۹) قیام کاہلی کے دوران آپ نے دہلی کے نقادوں کی طرف پر ایک جواب تکلیف دہی کا نام جنرل اللہ علی گاہی کے اس کے مد میں عبد اللہ علی گاہی تھے اور امامین میں شیخ ابراہیم مولوی محمد علی قصوری مولانا منصور اذہری مولانا یوسف الرحمن اور اللہ علی گاہی لاہوری شامل تھے۔ ہم لوگوں نے کام کرنے والوں کی ایک بکلیاتی بنائی تھی جو مولانا کی بات ہے۔ اس میں انگریزوں کی قریب قدر معنی سازشیں موری میں موجود ہے۔ اس نظام سے ہم کو مولانا کی باہمی رقابت کو دور کر کے زعفرانی آپ نے جعفری (۱۹۴۷) مولانا غلام رسولؒ پر تحریر فرماتے ہیں: افغانستان میں جیت نام خلق کی ایک جماعت بنائی کہ ان کا نام جنرل اللہ علی گاہی۔ امیر امان اللہ خان کے عہد میں ایک ہندوستانی تعلیم کا نام کو کرنے کی اجازت لی تھیں برطانوی سفیر نے زور دیا کہ وہ کی اجازت مسترد کر دی۔ (سنگرش مت ہمارا ہے صفحہ ۱۵۵) افغانستان سے رخصت ہونے کے متعلق خود تحریر فرماتے ہیں: آج مسیحہ رمان جب کامیابی سے رخصت ہوئے۔ امیر صاحب نے ہمیں افغانستان میں وہ حکومت موقتہ کا کام کرنے سے روک دیا کہ انگریزوں کی سیاسی کی پابندی مزی ہے۔ ہم نے ایک شرط پر اسے منظور کیا۔ مگر ان کے مذہب پر ہم نے افغانستان سے رخصت ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ زعفرانی آپ نے جعفری (۱۹۴۷) مولانا مرحوم کاہلی سے ملے کہ جیسے انگریزوں کی طرف سے شام کے صدر کی حیثیت سے روس کی حکومت نے آپ کو کراچی پہنچا دیا اور ہر قسم کی سہولتیں فراہم کیں۔ روس میں سات ماہ کے قیام کے دوران آپ نے اپنے پیچھے مولوی عزیز احمد صاحب اور مولانا رحمان رشتہ کی دوسرے انگریز کے متعلق طریقہ کار مطالعہ کیا اور ششما کی جماعت کے سرکردہ افراد کو ملانے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ بعض افراد نے مولانا کے قیام سے انگریزوں کے متعلق مبالغہ آمیز اور بے بنیاد دہر میں شائع کیا کہ میں نے ایک

طہار کی وجہ سے مولانا کو کمپن سے تفریق کی جی الی کے دھوکے لیے پانی خود کر کے تھی۔ مولانا نے ان باتوں کی تردید فرمائی۔ مولانا کے قتل کے مطابق انگریزوں کا یقین اور گولہ بارود کرنے کے بعد انہیں شاد و بی اندک کے گرد لفظی غفلت تھی اور ان کے پرولام کی اہمیت اور طاقت کا زیادہ احساس ہوا۔ مولانا کے نزدیک شاد و بی اندک کے لئے شادیاں تھیں۔ مولانا سے انگریزوں کی قریب قدر معنی سازشیں موری میں موجود ہے۔ مولانا کو فرماتے ہیں: میں نے نہیں لیا کہ اگر قرآن کو امام دلی اللہ علی گاہی کی روشنی میں پڑھی جائے تو یورپ قرآن کو مان کر مسلمان ہو جائے گا لیکن میں شاد و بی اندک کے ملحق پر قرآن کو کرکٹ میں چکا ہوں۔ دلی (فریب) سے عقلمندوں کو کہتے ہیں کہ قرآنی مابیت مطلق ہے۔ اگر قرآن ہی آدمی ہو مگر ہم شادی بابت سن سکتے ہیں۔ اگر کہتے کہ تمہاری سماجی اسے باقی ہے اور اس پر کام کرنا ہے تو ہم میں اسے مان لیتے۔ (مالی صفحہ ۲۸۲) اس سلسلے میں مولانا مولوی قصوری لکھی کتاب مشابہات کاہلی یا شہنشاہ کے صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں: ایک بات اور مابیت میں عجیب ان سے معلوم ہوئی تھیں کہ یہاں ہندو مت کی بات اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ موت حضرت مولانا عبد اللہ سندھی پر مولانا صفا دینی سے واپس پر فہرست سے ہوں اس واقعہ کی یاد کی۔ اسی لیے میں اسے بھی پر ڈھنگ کا کتاب میں بیان کرتا۔ روس کے انقلاب کے دوران میں دینی کو قریب کر کے بنوہ الزمان کو رونما کے خیال سے چھوڑا۔ محالاً اس سے ہے، اس لیے اگر ایسا بدانتہار کر دیا جائے تو یہ کوشش اموروں کے ساتھ قریب کے کیسٹ انقلاب مرت سے قائم دنیا میں پھیل سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ میں مذہب اسلام اختیار کر لیا جائے۔ اسی خیال کو انہوں نے اپنی بانی کے بغیر اعلیٰ میں پیش کیا۔ باقی میں محنت دیکھا۔ مولانا کے لیکن نے اس کی طرح جنگوں سے کام نہیں لیا۔ ہم نے ہمیں خود کو اور

میں بھی سونچا کر کہ ہوں۔ اگلے سال اس مسئلے پر مجھے بحث کرنی تھی۔ جتنا چاہی کہ مجلس برکات ہوگی اور میں نے خود سے شروع کر دی لیکن کے اس لڑائی کے خلاف کے ان کی دشمنی انگریزوں کو بھی ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے نو ذرا کہ ستر کی اس صحنی کا کھلوانا کر دوسرے لڑائی کے خدا اور رسول کے دشمن ہیں اور مولانا ہر مذہب کو ملنے کے درپہ ہے۔ اس لیے اس کے خلاف متنبہا را تھا۔ مگر اس کا فاضل ہے۔ اس نوسے ہر ہر تاج شام ایران، ہندوستان کے خلیفہ اللہ کے تھلے۔ دوسری کئی تو باؤں میں عجیب کر لیں شامہ روس میں تسلیم کیا گیا۔ اس کی اصلاح میں کئی کو تو وہ مذہب اسلام کی طرف سے باہر سے ہو گیا کہ اس مذہب کے مطالعہ رحمت پسندی میں بیانیاتی علاقے کے طرف سے کہیں اور اس نے مذہب اسلام اختیار کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ مولانا سندھی فرماتے تھے کہ میں نے مشائخ سے ملاقات کے دوران میں اسلام کی قبول یا نہیں تو وہ کہنے لگے کہ مولانا کو چھپتے ہیں۔ میں نے یہ جواب دیا کہ میں آپ کی مذہب میں نہیں کر لیکن آپ ایک اسلامی مذہب کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ نے اسلامی قانون کی حکمت سے براسے خلاف رائے کا خیال قرار دیا جائے کہ مولانا فرماتے تھے کہ میں نے خدمت سے معزول کیا گیا۔

مولانا یقین سے نہیں لے تھے۔ انہوں نے خود تحریر فرمایا ہے، یہ غلط ہے کہ میں نے مطالعہ لایق اس وقت جیسا چاہا تھا کہ اپنے تحریری دوستوں کو بھی دیکھا نہ تھا۔ (کاہلی میں سال ۱۹۴۷ء) مختصر یہ کہ مولانا مرحوم سات ماہ تک مسکو میں رہنے کے بعد ترکی چلے گئے۔ سفیر ترکی متنبہ ہوا کہ اور دوسری وزارت خارجہ نے لکرا مسیحہ کر دیا۔ برطانوی سفیر نے اسے جاسوسوں کو لایا کہ خبر بد ہوئی اور مولانا زعفرانی نے مولانا تین سال تک ترکی میں مقیم رہے اور اس میں ہم نے ترکی اتحاد اسلامی اور کانال کا ترک مرحوم کی انقلابی تحریک کا مطالعہ کیا مولانا

نے حکومت کی امانت مائل کر کے ہندوستان میں کام کرنے کے لیے پروگرام مرتب کیا اور اسے انگریزی اور اردو دونوں شائع کر دیا۔ انگریزوں میں لارڈ لائٹ رائے اور ڈاکٹر غلام احمد خاں صوفی مولانا نے اور اس پر وگرام کے متعلق تقریریں مولانا کے اچھی طرح باقی برقیں میں لکھی تھیں: "جہاد سے بزرگ دماغ سے انہیں لگتا ہے اس کا اچھا بول بٹلا سکتے ہیں۔ وہ کوشش کریں گے کہ وہیں ہزاروں ہزار برس پہلے ڈنٹے میں لکھا کرے۔" "کالہ میں سات سال صوفیہ" اس پر وگرام کی اہمیت پر بھی کچھ ہندوستان کے برہمنوں کو کہیں ایک زبان بولی جاتی ہے اور تہذیب و تمدن کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ایک ریاست قرار دے کر ایسی تمام ریاستوں کی فطرتیں قائم کی جاسکتے۔ ۱۹۲۰ء میں جگہ کے مکتے پر کونفرنس مورخہ طاقت مند ہوئی۔ مولانا نے کوشش کی کہ وہ اپنے احباب سے اس مکتے پر ملیں مگر وہ فوج کے مترجمانے کے بعد وہاں پہنچے۔ مولانا اکیس راتے کر گئے۔ اسی دن ان کی طاقت بڑھت بڑھت ہوئی۔ پہلے نبرد نے اس طاقت کے متعلق لکھا: "ہندوستان کا مفروضہ میں ایک شخص عورتی علیحدہ بھی جتے ہیں۔ میں تفریق دیر کے لیے آئی ہیں اور مقادہ دے بہت تیز آدمی معلوم ہوئے۔ انہوں نے ریاست اپنے متحدہ جہد یا ہندوستان کی متحدہ جمہوریت کی ایک تعمیر تیار کی تھی میں فوج داراز مسائل کو بڑی قابلیت سے حل کرنے کی کوشش کی تھی۔" "انقلابی مروتی صوفیہ" کا مفروضہ پہنچنے پر مولانا نے حکومت ہماچل کو تقریریں لکھ کر وہ کسی قسم کا پروگرام نہیں کریں گے۔ چنانچہ کچھ مکتے ملنے پہنچیں اور مولانا اطمینان سے حکام کو کہیں میں مدد دے۔ وہ خود فوج فرماتے ہیں: "تقریباً ۱۲-۱۳ سال سے ترقی علم اور جہاد کا کام کا بہ فخر میں مطالعہ کرتا رہا۔ تقریباً ۱۲ سال میں میں قدر متعلق مقامات تھے۔ اس زمانے میں انہیں انام کی اس کی تاب نہ لاسکتا۔ اصولی پر ۱۱ اطمینان علی کر سکا۔" (کالہ میں سات سال صوفیہ)۔

تھے کہ حکومت نے اعلیٰ بہاد سے دیا جو بقیہ کو راقہ تھے وہی مشن سے کو بھی چلنے پر راضی کر سکے۔ کالہ میں کچھ عرصہ علاج ہوا لیکن جسم بہت کم پورا رہا لیکن کالہ میں کچھ روز اور اسے کیا ہو سکتا تھا۔ کالہ سے آپ نے پیر کو خط لکھا کہ اپنے کی خواہش کی اور آخر میں چنانچہ آزادی اور فوج سے درخواست پر وہیں پیر ریاست پر اور پیر کے اور وہیں ۱۱ اگست ۱۹۲۲ء کو اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ مولانا کا مزار پیر پور شریف میں ہے۔ ان کی صاحبزادی کچھ کا کھجور دین پیر پور کے پہلے صاحبزادی حضرت خدیجہ نام محمد صاحبہ سے ہوا تھا ان کی ملک زمرہ ہیں۔

### نظریات

مولانا کے نزدیک دینی انقلاب کا سب سے بڑا شرط قرآن کریم ہے جو تمام اسلامی باتوں کی انقلابی قیادت کے اساسی اصولوں کا عائد و حاکم ہے۔ پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں کہ مولانا کی زندگی کے اخروی دہن میں وہ مولانا کی نہایت میں حاضر ہوئے تو مولانا مرحوم نے وصیت کے طور پر فرمایا: "قرآن کی مجتہدہ دلی میں جا کر رہو، اسے اپنے فکر و عمل کی اساس بنانا اور پھر زندگی کے مسائل کو سوجھ بوجھ اور ان کو سمجھنا۔ جو یہاں سے کچھ لوگوں نے پہلے قرآن کی تعلیم یا اندھ میں چرسے غلافوں میں بیٹھا، ہم ان غلافوں کو کھاکر کتا جاتے ہیں۔ ہم ان غلافوں کو کھا دیں گے اور قرآن جیسا ہے وہ لوگوں کے پاس پہنچے اپنی اصلی شکل میں یا مکمل شرافت اور بے نقاب، لوگ پڑھیں اور اپنی زندگی میں اسے عملی رام بنائیں۔" "خطبات صوفیہ" ۱۲۲، "مکتوبہ کے متعلق مولانا کی رائے ہے: "پیر سے نزدیک تو اقتدار اور فوج سے پہلے فرائض کا انکار کیا ہے اور اس فیضان کے انکار کی عملی دہرہ و جہاد کو میں پہلو بکھول کر ہوں۔"

— جبکہ کہنے فرمایا: اس وقت شریک کالہ میں پہلو بکھول کر قیدی عرصہ میں سرگرمی اور تہذیب سے بھرنا دیکھ جائیں گے اور قیدیوں کو تیار کرنا چاہئے۔

— حدیث شریف



# کالاکول

## تکمیل حسن

بالوں کی افزائش اور  
دماغی سکون کیلئے

# کالاکول











ایک غمزدہ خانوں سے

میرزا آپ کی عزیزہ جس علاقے سے تعلق رکھتی ہے، بد قسمتی سے اس علاقے کے لوگ کافی قدامت پرست ہیں اور عورتوں کے سلسلے میں بہت حساس ہیں اور آپ کی عزیزہ کا خوف اپنی فکر درست ہے، لیکن خوش قسمتی سے وہ ایڈلے نیشنل کی تحریف کی بنا پر پیٹ اپریشن کر رہی ہیں اور میرزا کے بھائی کا ہمارا دوست ہے اس لیے ان سے کہنے کے بغیر میرزا کی کریں اور شوہر کے استفسار پر کہہ دیں کہ ہوسکتا ہے اس پریشان کی وجہ سے کہہ کر میرزا پر دے کہ وہ کسی صورت میں خراج کشائی دلا دے صرف یہی ایک ہمارا دوسرا سچے نہیں ہے ان کا یہ برا دشوہ قبول کرنے کا یہی راستی اولاد کی بات تو ڈاکٹروں کا خیال درست ہے کہ شادی کے بعد وہ صحت یاب ہو جائیں گی۔ مجھے افسوس ہے کہ موضوع کی نراکت کے پیش نظر میں اس سے زیادہ تفصیل درج نہیں کر سکتا۔

عمر لے، ایف صاحب، آپ کا خط شائع نہیں کیا جا رہا۔ عزیزان کی جانب سے توبہ سے پاس ایسے منظرین غلط موصول ہو چکے ہیں جن میں بھائیوں کی لڑائی کی شکایت ہوتی ہے کہ بھائیوں کی جانب سے میری زندگی میں یہ تیسرا خط ہے جو آپ کی جانب سے موصول ہوا۔

آپ اس معاملے میں بے قصور ہیں کیونکہ اگر والدین بچوں میں احتیاط برتتے تو بھائیوں پر آپ ان حالات سے دوچار نہ ہوتے۔ اب آپ کے سامنے صرف ایک ہی راہ ہے کہ آپ اپنی اس عزیزہ کے ساتھ سچی کا رویہ اختیار کریں۔ اب اس کی تمام تر زندگی آپ پر مایہ ہوئی ہے، گھر سے بھاگ کر آئی، اچھی دہلی میں، آپ کو صرف اپنی ہی نہیں بھلا بھلا اس عزیزہ کی بھی اصلاح کرنی ہے، ظاہر ہے آپ نے سب کچھ کئے ہیں لیکن کشش کی وجہ کا شائبہ ہوتی، اب سوائے اس کے کہ آپ انتہائی سخت رویہ اختیار کریں اور کوئی چارہ نہیں، اور آپ اسے تنہا رہنے کا موقع دیں، یقینی امید ہے کہ جب تک آپ ساتھ نہ رہیں گے پھر نہ جو سکے گا، آپ کے خط سے ظاہر ہے کہ آپ بیزار ہیں، تو پھر اس بیزار کی عملی مظاہرہ میں نہیں کرتے، آپ بھتیجا کیوں ڈال دیتے ہیں، اگر آپ واقعی ثابت قدم رہیں تو آپ جلد بھتیجا چھوڑ دیں گے، روز ناک نہ ایک دن بات مکمل کر رہے گی، اس کے بعد جو حالات رونما ہوں گے وہ پورے خاندان کے لیے تباہ کن ثابت ہوں گے، آپ اپنے آپ پر قابو رکھیں اور نہایت سخت رویہ اختیار کریں، خواہ اس کے لیے ان کی دشمنی کیوں نہ ہو لیکن سچی (اللہ آپ کو بہت دے)

میرزا ایک امن راہ دہن ہے جسے میں اپنی حقیقی پیشہ ور کرتا ہوں، کچھ دلوں

یہ کبھی نہ سوچیں کہ بائیں کرنا صرف آپ ہی کے ذمے ہے، کوئی شخص بھی غمزدہ یا تکریم مستانہ نہیں کرتا۔

● بیشک خیال رکھیں کہ گفتگو کرنا ہر شخص کا حق ہے، جو اس میں شریک ہے یہ کچھ لوگوں کے دو کاموں میں یہ خیال نہ کریں کہ کسی عمل میں زبان کو سنانے سے پہلے آپ کے لیے بہت کچھ ماننا ضروری ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ کو حقیقت معروضات پر غور حاصل ہو جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ مطمئن ہو سکیں۔ یہ نہ جوتنا چاہیے کسی موضوع کے متعلق آپ کی وسیع معلومات سے صرف پیدا صاحب لطف اندوز ہوں۔ اس بات کا بیشک خیال رکھیں کہ جب لوگ کسی موضوع گفتگو کر رہے ہیں تو اسے فوراً بدل دیں، خواہ وہ آپ کا زور پسندی کریں نہ ہو۔

● میں آپ کے فریاد کے متعلق یہ نہ سوچیں کہ وہ فیصلح میں یا نہیں، اگر آپ کو اپنی اختیار اور کرنے میں مشکل پیش آئے تو اسے آسان افکار اور عملی قوتوں میں ادا کریں۔

● بیشک خیال رکھیں کہ جہاں آپ کی تفسیر کی گئی ہے اسے میں لوگوں کا رویہ ہمہ دامن ہوتا ہے، وہاں انہیں متاثر کرنے کے لیے جیسے جیسے دقیق افکار کا غلط استعمال آپ کر ان کی ہمدردی سے محروم کر دیتا ہے اور ان آپ کے خلاف سامان غصہ تک فراہم کر دیتا ہے۔

● اس غلط خیال کو دل سے نکال دیں کہ آپ کرنے کی بڑی اہمیت ہے گفتگو کے لیے ضروری ہے کہ آپ ایک اچھے شے والے بھی ہوں۔

● یاد رکھیں کہ آپ لوگوں کی باتیں شوق سے سنیں گے تو وہ بھی آپ کی باتوں میں دلچسپی لیں گے، اس کا انبار اس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ ان کی باتوں میں اپنی دلچسپی نمایاں نہ کر سکیں۔

● اپنی آواز کا بیشک خیال رکھیں، آواز کی بڑی اہمیت ہے جسے شخص کی آواز کا نون کو کبھی معلوم ہو، لوگ اس کی باتیں دلچسپی سے سنتے ہیں۔

گفتگو کے ادب

تپ کی  
ال جہنیں

اُس کے ایک عزیز نے ہم دونوں کے ملنے پر اعتراض کر دیا۔  
میں دل مسوس کر رہ گئی۔ اب حالت یہ ہے کہ جب بھی یہ واقعہ  
یاد آتا ہے میں رو دیتا ہوں۔ میری یہ الجھن کس طرح دور ہو سکتی  
ہے؟  
الضامنہ

عزیز خیرم صاحب! میں نے دینی کتب کو بھی کادرجہ میں دیا جاسکتا۔ دنیا میں ایک نہیں ہزاروں ایسے واقعات موجود ہیں جو لوگوں کو محظوظ بنادیتے ہیں۔ جس سے بھی آپ کو منع کیا ہے، غلطی سے تعبیر سے درست کیا ہے۔ آپ کی نیت خیر ہی صاف کیوں نہ ہو دوسروں کی نظروں میں بے معنی ہے! اسلام نے کبھی کبھار نبیوں کو بھی تنہائی میں مٹنے سے منع کیا ہے۔

● میری عمر سترو سال ہے، میں نے والدین کی رضا مندی کے بغیر اپنی مرضی سے ایک ایسے مرد سے شادی کی جو دو چہروں کا باپ تھا۔ شادی سے پہلے وہ پہلی بیوی کے میکے چھوڑ آیا۔

لیکن دو ماہ بعد مجھے ملے آیا۔ اب میری کیفیت ایک نامزدگی پر  
 تھی ہے۔ جب کچھ کہتی ہوں تو وہ کہتا ہے طلاق کر لو۔ وہ بیچہ  
 کہتا ہے کہ تم دولت کے خواب دیکھتے ہو اس لیے اداس  
 رہتی ہو میری حالت یہ ہے کہ میں اس کی جدائی برداشت نہیں  
 کر سکتی اب کروں تو کیا کروں ؟

حضرت مولانا

عزیز حقیقہ صاحبہ، عام طور پر جوانی میں بزرگوں کی  
ایسی بڑی گنتی میں گرجب یہ نقشہ ہر جوان ہوتا ہے تو زندگی جہنم  
بن جاتی ہے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کی خلاف مرضی ایک شادی  
نشدہ آدمی سے شادی کی۔ یہی بیوی ہے وہ کسی وجہ سے مطمئن نہ  
تھا اس لیے آپ کو کھانسا لیا۔ اب شادی کے بعد اسے غم بھی

اگت

کہیے کہ وہ آپ سے کیا چاہتا ہے۔ ممکن ہے پتہ چلے کہ اس کا  
 اس کا رویہ بدل جائے۔ آپ فرمائی ہیں کہ وہ آپ کو دولت  
 کے لئے دینا ہے۔ ان لفظوں کے پس پردہ تقویٰ طور پر آپ  
 کا کچھ نہ کچھ ہاتھ ہوگا۔ اپنا رویہ بدلیے۔ اس کا دل جیتنے کی  
 کوشش کیجئے اگر کچھ بھی نہ ہو تو شاید کی غفلت کو مٹائیے۔

● میں گوجر میٹ اور ہیر روزگار فوجان میں ایک مہتر  
جہاد کو تقریباً ایک چار ماہ پہلے سے وطن راہبری کی تیاری  
کی اور میں اسے کبھی سمجھے گا کہ مجھ کو بعد اللہ جی جی سے  
سیرمی ملنی کا چاہی تو میں نے بھی اسے ایک کمرہ بھر  
والدین کے دہانے سے ان کی زبان پر میرے گوارا نہیں ہوا کہ  
میں جسے ایک کمرہ کا تیار ہوں اس سے ہادی کروں۔ میں  
ایک اور سی سے حاضر ہوں۔ میری ذہنی پریڈنٹی کا علاج  
ہو جائیگا۔

مخبر م. بر صاحب عام طور پر عزیزوں میں دوست ہونے سے پہلے دیکھ لو کیا ایک دوسرے کو کبھی اپنی بکری کی طرح دیکھتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آپ کی ازدواجی زندگی پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیے لیکن اگر آپ اسے واقعی ایک گیم کی طرح دیکھتے ہیں تو پھر ذہن کے مختلف درجوں میں مبتلا ہونا لازمی ہے۔ اگر جب تک آپ کا ذہن صاف نہ ہو گا آپ کی ازدواجی زندگی کے لیے اس طرح کی ضرورتیں نہیں مل سکیں گی۔ لہذا آپ رشتے سے اس وقت تک انکار کر دیتے ہیں جب تک آپ کا ذہن اسے بری کے ٹوپ میں قبول نہ کرے۔

موضوعہ مضامین میں سے صرف قابل اشاعت  
مضامین کی اشاعت دی جاتی ہے۔ نہ قابل اشاعت  
مضامین میں سے صرف وہی مضمون واپس بھیجوا جاتے  
ہیں جن کے ساتھ واپسی کے لیے ڈاک ٹکٹ جوں۔

رحمت علی مہاجر

سائنس کے نئے اُفق



وینے لگتے تھے جس سے آسانی سے ان کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ اس  
 سبب میں یہ غلطی ہے کہ ذرا سی آسانی سے اسے چھوڑا جاسکتا ہے  
 اور اسے یہاں چھوڑ دیا جاسکتا ہے۔ اس کا ڈر جیسا کہ  
 ہے کہ یہ سبب کی کمیوں کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔  
 اس تصویر میں پہلی کی روشنی کا کیا نظام  
 کا طریقہ لیا ہے جو ہر موسم میں کام آئے  
 سکتا ہے۔ اس کے لیے بہت کم روشنی کی ضرورت پڑتی ہے



زیادہ سے زیادہ بارہ وولٹ۔ اتنی کم وولٹج کی بنا پر نہایت مضبوط زرین نازک بجھانے کی ضرورت نہیں جو تکی بلکہ معمولی تاروں سے یہ خوبصورت ترتیب بنائی جا سکتی ہے۔ برٹش گیلریوں، سیٹھ جیوں میں بھی ایسی روشنی بڑی جھل نہایت دلکش معلوم ہوتی ہے۔

لیٹر راولپنڈی  
انجینئر نذیر احمد لیٹر مشاعروں کے بڑا ہی نمونہ  
کا کھانڈو ہے۔ رہے ہیں جو سیر ہو رہے ہیں ریلوے بارگزی  
نے تیار کیا ہے۔ اس راولپنڈی سے ہوائی جہازوں کی آمدنی کو کماتے  
صحت سے نہ کیجا جاسکتا ہے اور برائیت کی آزمائشوں کو  
نکٹروں کیا جاسکتا ہے۔



خود کار لیمپ











## شبنم کی ٹھنڈک بہاروں کی تازگی!!



## سین ڈانگٹ ٹانگم پاؤڈر

میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن سے  
آپ کے ذوقِ لطیف کی تکمیل ہوتی ہے

SSKAYS

S.S.K-10

اگر بانی کی کمی ہو اور زیادہ رقم کا پشت کرنا مقصود ہو تو کیت میں سہاگ دے کر وہی کھسے سے موت ہیں نہ بانی جسے کر فصل کا شت کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ان میں فصل سے جڑی بوٹیاں تلف کی جائیں گی مگر یہ فصل کے حصے کا پانی بھی استعمال کر لینی چاہیے۔

بجٹ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پانی موت اسی جگہ دیا جائے جہاں پودوں کی جڑیں ہوں تاکہ جس قدر پانی دیا جائے وہ فصل کے کام آئے۔ اس طرح پانی کی بجٹ کم مقدار میں دینی ہے اور بیشتر پانی پودوں کی نشروں میں موت ہو جائے۔ یہ مقصد فصل کو تالیوں میں کاشت کرنے سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اگر ٹیڑھ گھس اور فصل دارا بناس کے درمیان کوئی اور فصل کاشت نہ کرنی ہو تو یہ طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں صورت و دروں میں پانی دیا جائے۔

پانی کو استعمال کرتے وقت اس بنیادی اصول کو پیش نظر رکھا جائے کہ جو پانی فصل کی جڑوں کو گسے گا یا آٹھ ثبات ہوگا کیت سے خالی حوضوں یا جڑی بوٹیوں کو دستیاب ہونے والا پانی بیلا ہے اور اس سے کسی بہتری کی امید نہیں کرنی چاہیے۔ آجپاشی کے بعد پانی کو کیت میں زیادہ حصے تک محفوظ رکھنے اور اُسے اُٹنے سے پہلے کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر کمال درجہ حرارت میں ہوں پانی کی صحیح مقدار کیت تک پہنچنے پر دوسرے اس سے طریق احسن مستفید ہوں اور پانی کا ذخروہ دیر پا ثابت ہو تو وہ تمام مقاصد دوسرے ہو جاتے ہیں جو جڑی بوٹی پر کیتی باڑی کا جزو اجز ہیں۔ اگر ان اصولوں پر پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے تو کھسے کہ پانی سے زمین کا زیادہ سے زیادہ رقبہ کاشت کیا جا سکتا ہے اور پیداوار کے معاملے میں اس کے نتائج حوصلہ افزائی ہوتے ہیں۔

یہ نیز زانی تجزیہ ہے کہ انسان تجربے سے کچھ نہیں سیکھ سکتا۔

کا ایک سابقہ سلسلہ ہے اور ڈون ایک جنگل سپاہی مشہور نشان اور سیاست دان تھا اس نے مادی دنیا کی سیاست کے کھلنے کے بعد ویرانہ چھوڑ دیے تھے۔ وہ ہندوستان تھا اور کئی حصے کو خارج کر دیا تھا لیکن ۱۹۹۰ء کی ایک سلسلہ پانڈی رات کا جب اس نے موت کا اپنے سامنے صبح دیکھی تو اس کے جسم میں خوف و دہشت کی ایک سرد لرزہ دوڑنے لگی۔

وہ ملازمت سے سبکدوش ہو کر گھر میں بیٹھا تھا اور اتر لڑکے کے وہاں میں شکار سے لطف اندوز ہونے کے لیے بیٹھے ایک دوست کے مکان میں فوگشی تھا۔ اس رات جب شراب کا دور ختم ہو گیا اور دوست احباب سب کو ششی سے خارج ہو چکے تو وہ ڈون بڑا سکون ملک کے ساتھ اپنے کمرے کے کمرے کی طرف چل دیا یہ کمرہ بڑا کٹھن تھا۔ آتش میں لگ روخی تھی جس نے کمرے کو گرم کر دیا تھا۔ وہ سونے کی تیار ہی کرنے لگا اور ایک ناول کے چند اوراق پڑھتے دیکھ کر یہ نہیں مانی۔ وہ پہلے پتی سے کرکٹ پہ کرکٹ مٹنے لگا۔ اس کے لیے یہ بات بڑی غیر معمولی تھی۔ وہ بہرات بہر ریٹ کر پڑے سکون سے



سویا یا کرتا تھا لیکن اس رات ایک خاص قسم کا خوف اُس پر مسلط ہونے لگا۔ یہ ایک ایسی کیفیت تھی جس کا وہ مادی دنیا سے دور ہونے کے بعد اُس کے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا اس کے بھاری غمی پر دے ایک طرف بناوینے کے باوجود اس کا دل جاتنا چاہتا ہے۔ پھر وہ یہی پر تھا اس کی شناخت پانڈی کے بارے کے جنس کو لگا کر بنا کر تھا۔ وہ دوسرے اشتیاق سے پردوں اور جالوں کے سبب غماز سے میں کھو گیا۔ وہ اس طرح لپکی ہانڈے دیکھ رہا تھا کہ اور جڑوں کے سبب اس سے کوئی فکر نہ ہو رہی تھی اس نے اس کے انکار اور کیسوی کو دور ہو کر دیا۔

اس نے کچھ کرمانی میں ایک انسانی جسم جس کی پشت پر ایک واحد صادق تھا باغ میں چل رہا تھا۔ وہ ایک مرد تھا۔ اس کا جسم بوجھتے ہوئے اور اچھڑا تھا۔ وہ چلنا چلتا تھا کہ وسط میں بیٹھ کر کھڑا گیا اور لاڈل ڈون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ صاف صاف نظر آیا تھا۔ سنہ کا باقی اور اُس سے زیادہ کی طور پر چند قدم پیچھے بیٹھا اس شخص کے چہرے پر دہشت اور شہادت تھی تھی۔ لاڈل ڈون کا لب آٹھا۔

یہ ایک وہ آدمی تھا جن میں غائب ہو گیا اور لاڈل ڈون نے دیکھا کہ وہ صند کو قیاس سے اپنی پشت پر لڑا دیکھا تھا ایک بڑا بڑا تھا اس وقت رات کے دو بجے کا گھل تھا اور اس سے مکان پر خاموشی مسلط تھی۔ لاڈل ڈون کچھ جھجکائی میں حیران و ششدر کھڑا باغ کی طرف دیکھا۔ اچانک اس کی خاموشی کا

ارشد ہوا ہے

## موت پانڈی می





# کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

اچھا دوست بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دوسروں کی عادات و صفات سے کماحقہ آگاہ ہوں۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنے کمزور ہوں جتنا ہم اپنی ذات سے ہیں۔ دوستی کو اتفاقی بات نہیں ہے بلکہ ذاتی غرضی ہے جسے اپنے اندر پایا گیا مکتا ہے۔ ذہنی کے سوا کتبہ کلمات بنائے نہیں ہیں دسے کو معلوم کریں کہ آپ کتنے اچھے دوست ہیں:

نمبر	سوالات	ہاں	نہیں
۱	کیا آپ لوگوں کو اس لیے دوست بناتے ہیں کہ وہ آپ کو پسندیں یا اس لیے کہ آپ ان کے ذریعہ معاشرتی منزلت یا کوئی دولت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں؟		
۲	کیا آپ لوگوں پر کوئی چھاننے کی غرض کے بغیر دوستی کا رشتہ استوار کر سکتے ہیں؟		
۳	کیا آپ دوستوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مزاحمت کرنے پر آمادہ ہیں؟		
۴	کیا آپ حسد اور آزردگی کے بغیر پیشہ اس بات پر تیار رہتے ہیں کہ آپ کے دوست کو کوئی کام کمزور نہیں؟		
۵	کیا آپ دوستوں کی عادات، آراء اور نظریات کو برداشت کر سکتے ہیں؟		
۶	کیا آپ تنگ مزاجی کے بغیر اپنے ساتھ فحاشی، مبالغہ پر بحث کے خلاف مخالفت باحفاظت کر سکتے ہیں؟		
۷	اگر آپ کے دوست آپ کی خواہش کے خلاف کچھ کرنا چاہیں تو کیا آپ اپنی خواہش سب سے پیچھے رکھتے ہیں؟		
۸	کیا آپ کسی کو قانون کان شریک بغیر دوستوں کیلئے خوشی خوشی تحلیف اور بے آزائی برداشت کر سکتے ہیں؟		
۹	کیا آپ ضرورت کے وقت اپنے دوستوں کی عملی اعادہ بجا، شکر کرتے ہیں؟		
۱۰	جب آپ کے دوستوں کو سخت افغانی اور افغانی حمایت کی ضرورت ہو تو کیا آپ ان کی ضرورت پوری کرتے ہیں؟		
۱۱	کیا آپ ہمیشہ اُن کی کٹھن کو کھلنے دیتے ہیں؟		
۱۲	کیا آپ اپنی ہر بات میں دوستوں کو شریک کرنے کے لیے بہت تیار رہتے ہیں؟		
۱۳	کیا آپ اس قسم کے انسان ہیں جو لوگوں کو خوش رکھتے ہیں اور ہر بات کا روشنی بکھرتے ہیں؟		
۱۴	کیا آپ اپنے دوسرے ہمیشہ پسند کرتے ہیں؟		
۱۵	کیا آپ اپنے اہل و عیال اور قابل اعتماد ہیں؟		
۱۶	کیا آپ اپنے صاحب فراست ہیں کہ آپ کو اپنے دوستوں سے نفرت سے آپ پر اعتماد کر سکتے ہیں؟		
۱۷	جب آپ کے دوستوں سے حائقین سرحدوں کو دوسروں کو لڑائیں تو کیا آپ ہمیشہ ان کو فائدہ دیتے ہیں؟		
۱۸	کیا آپ اس کی گمانش رکھتے ہیں کہ آپ کے دوست آپ سے اُنٹ بات بھی کر سکتے ہیں؟		
۱۹	اگر آپ کے دوست بھی آپ کو جیغ بھڑائی تو کیا آپ انہیں آسانی سے معاف کر دیتے ہیں؟		
۲۰	کیا آپ اپنا انداز سے اس بات پر نہیں رکھتے ہیں کہ دوستی اور دوست سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے؟		

اچھا دوست بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دوسروں کی عادات و صفات سے کماحقہ آگاہ ہوں۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنے کمزور ہوں جتنا ہم اپنی ذات سے ہیں۔ دوستی کو اتفاقی بات نہیں ہے بلکہ ذاتی غرضی ہے جسے اپنے اندر پایا گیا مکتا ہے۔ ذہنی کے سوا کتبہ کلمات بنائے نہیں ہیں دسے کو معلوم کریں کہ آپ کتنے اچھے دوست ہیں:

# کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

اچھا دوست بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دوسروں کی عادات و صفات سے کماحقہ آگاہ ہوں۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنے کمزور ہوں جتنا ہم اپنی ذات سے ہیں۔ دوستی کو اتفاقی بات نہیں ہے بلکہ ذاتی غرضی ہے جسے اپنے اندر پایا گیا مکتا ہے۔ ذہنی کے سوا کتبہ کلمات بنائے نہیں ہیں دسے کو معلوم کریں کہ آپ کتنے اچھے دوست ہیں:

○ کیا آپ کو کسی کے کردار میں کسی دوست سے کہیں کمزوری کا پھول ملے گا کہ ایک دو ہفتہ تک آپ کی پیشانی پر آہستہ ملے پھر آپ کو عمل معلوم کریں اور دیکھیں کہ آپ ذہل کے کسی ذریعے میں شام ہوئے ہیں؟

○ پھر جو شخص آپ کو کسی محسوس کرتے ہیں جن میں احساس پندہ تک رہتا ہے، اس کے بعد اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔

○ جو شخص کا دل میں جو یہ شخص بڑا غرضی، جس کا ہوتا ہے اور ہر طرح کی سمورت حال کو مان کر سکتا ہے۔

○ پھر جو شخص آپ کو بھی محسوس کرتے ہیں جن میں سمورتی دیر بعد اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔

○ اور انہی غرضی جو تو اس بات کی حاجت ہے کہ آپ کچھ جذبات نہ اُنک میں لیکن آپ اپنی ذات کے لیے سنت گیر ہیں، آپ دل کی اور نفسی ذات پر نہیں کرتے۔

○ مگر اگر وہ کسی کو کسی احساس ہو جاتا ہے۔

○ ہر وقت اس بات پر دلائل کرتا ہے کہ آپ دماغ سے زیادہ دل کے تابع فرمان ہیں، آپ دوسروں سے تعلقات و متعلقہ کرنے میں انتہا پسند ہیں یعنی تو آپ بڑے پر غرض اور ہر ذاتی ہیں یا سمورتی اور متناہی پسند ہیں۔ آپ دیکھیں اور حقیقت کو بے لطف اور غیر دلچسپ تصور کر سکتے ہیں۔

○ مگر اگر وہ کبھی کا احساس ہو جاتا ہے۔

○ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سخت قسم کے انسان ہیں اور اپنے جذبات کو دبا کر رکھتے ہیں، آرام و سکون آپ کے لیے محال ہے۔ آپ گریز کی طرف اٹلی ہیں۔

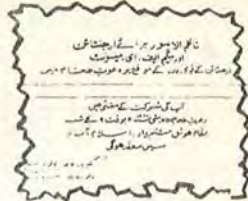
○ مگر گریز کی بجائی اور اس کا باری باری احساس ہوتا ہے۔

○ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے جذبات میں تضاد ہے۔ آپ جذباتی لحاظ سے لیے ہیں اور آپ کو مزاج بدلنا پڑتا ہے۔



نگہ لگادی ہوتی ہے ماحولی بکھریاں اس بارگاہ اسکا ہوتے ہیں۔  
اس قسم کا دھمکیاں ہرگز ہے کہ آپ جذبات کو دبا کر رکھتے ہیں اور سنت کو دماغ کے نامک ہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ کچھ محسوس ہی نہیں کرتے۔ اس لیے آپ جذباتی لحاظ سے بھی سانس نہیں ہیں۔  
ایک اینٹ

### غیر ملکی سفارت خانے کا ڈوکاؤ



پاکستان میں غیر ملکی سفارت خانے بھی انگریزی کو اپنا قومی زبان کے طور پر اپناتے ہیں لیکن اس روایت سے ہٹ کر پہلے بار ایک غیر ملکی سفارت خانے نے اردو کی ادبیت محسوس کی ہے۔ چنانچہ اسلام آباد میں امریکا کے سفارت خانے کی طرف سے قومی دن کی تقریب میں شرکت کے لیے سبز چٹریوں کو کارڈ کا ڈھاریا ہوئے ہیں وہ اردو میں چھپے ہوئے ہیں اس کارڈ میں انگریزی زبان کا تقاضا کیا گیا ہے۔  
تشریف خاں ۱۱/۱۲/۱۳ اقامت آباد کوچی

### آگ بجھانے والوں کے لیے عربی گلاب

یورپ کی میٹریبل کمیٹی نے اپنے آگ بجھانے والے کے کوئی فارمے فراہم کیے ہیں جن میں گلاب کا عربی نمونہ

ہے۔ فزیکل گلوب کے طے کو عام شکایت تھی کہ جب وہ آگ بجھا کر واپس آئے تو ان کے کپڑوں سے بدبو آتی ہے۔ وہ اب دسی فارمے کا گلاب ۱۰۰۰ پینے جسم پر چھڑک لیا کریں گے اور اس سے گلاب کے پھولوں کی خوشبو آئے گی۔  
"مشرقی"  
(مرسلہ نہیں) (خستہ) (بہر)

### استمان کا خوف

ایران کی پارلیمنٹ میں جسٹس کے ارباب اور صاب کے شیعریں ہیں داخلہ لینے کے لیے دس ہزار کے قریب طلباء نے اور اسٹینڈرڈ ان میں سے بعض استمان کے خوف سے ۵۰ فیصد ملز میں اپنے پریش ہو گئے۔  
نور علی استمان کے نماز میں بیٹھتے چاکلی ایک سے ٹوٹا ہوا ہوا تھا۔  
دو چھٹل کا شکار ہو گئے ایک بڑی بڑی شیعریں گور اور باقی طلباء میں سے بعض کے سر دکھ رہے تھے اور بعض کے دانتوں ۱۰ پست میں درد تھا۔ ایک طالب اسلامی پرچہ کا ٹکڑا کر کے لہا کر لیا اور سر فٹنگ ٹسٹ سے کہنے لگا میں یہ سوائٹ مل نہیں کر سکتا۔ میرا دوست کچھ سیرا اٹھا کر کر رہا ہے۔ میں اس سوائٹ مل کر لے میں وقت ضائع کر کے لیجھا ہے کچھ دیکھنے کو تیرج دوں گا۔

اُسے باہر جانے کی اجازت لی گئی۔ ایک لڑکی کو اس کے والد نے دھکے دے کر یونیورسٹی محسوس ہیں داخل کا چاکلر جہان شاہ عام لے لیا اور اس سے خطاب کرتے ہوئے انہیں کوئلہ رکھنے کی تمکین کی یہ استمان تیرا۔ تیرے شہداد اور اہلکار کی یونیورسٹی کے داخلے کے لیے ہور ہے تھے۔  
مکھستہ ان مرحلوں کا قریب ۱۱۹۰ صدمہ باز اور ڈیڑھ شہر قریب ۲۰

### سکول کی بہترین ریاضیات

فیصل شدہ پچھریں کاگی جاعتوں میں ترقی۔

(ایکساناری اشتہار)  
تھریا صومکان ۱۱۲۰ کوچہ سیارہ انامردن کو باری گیت باہر

# سیارہ ڈائجسٹ

## انسائیکلو پیڈیا

میں شاہ شمس تیرا تیرا کہاں ہے؟

(اقبال) سید شاد معرفت ارشاد علی شاہ سپاہی لکھن ہوا ہیں

سیہا کوٹ چٹائی

جج، عام طور پر شمس سے کشش تیرا تیرا ہوا ہیں

لیکن میں بزرگ کے مقبرے کو شمس تیرا تیرا خیال کیا جاتا ہے۔ وہ

شمس کو دینی میں شمس تیرا تیرا ہوا۔ دم کے دوست و دشمن تھے

وہ قتل میں میں ملے تیرا تیرا کے شمس میں دفن ہیں۔

میں کیا دوست ہے کو تیرا تیرا میں صرف ایک بار

اور اوپر آتا ہے؟

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، علم کی بات میں تیرا تیرا کی تیرا تیرا کی تیرا تیرا

سے شک ہے چنانچہ شمس کے خاندان کا نام Cat Family

ہے۔ جج تیرا تیرا کے تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

اسی خاندان میں جاتا ہے۔ اس لیے شمس تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(درست میں کو تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا)

میں شمس کے تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(شکرت سلاطین معرفت اسے اور یک ۱۰۰۰ تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا)

جج، سطح کشش Surface Tension کا دیر

سے شمس کے تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

کشش کرتے ہیں۔

میں ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

میں ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

میں ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

میں ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

میں ان کے سر تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

(مکمل ساقی تیرا تیرا دین دین تیرا تیرا دیرا کوچی)

جج، تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا







مُہرہ۔

داستان ہے۔ جسے شورش نے اپنی یادداشت، حافظہ، مولیس نامک کلام کچھ روایتوں اور چند تذکروں سے سینا ہے۔ بات مورتیا کی ہے مگر ہمارے لیے اعلیٰ شورش نے چننے میں یہ کتاب اگرچہ مورتیا فخر علی نال کی تہ کے دونوں پریشن ہے لیکن پھر بھی اس کی روشنی میں بھی ان کی ذات اور شخصیت کا واضح پہلو آ جا کر ہوتا ہے۔

حمید ظفی — ایڈیٹر ڈانے وقت کی اس زندگی کی کہانی ہے، جسے شورش نے اپنی باقی انکسوں سے دیکھا، لٹا اور محسوس کیا۔ ۱۱۲ صفحات کی اس خوبصورت کتابت و طباعت سے چھپی ہوئی کتاب میں ظفی مرحوم کے کردار کو ہاتھ اور پٹنے کے کئی واقعات ہیں لیکن اس ایک گھیر ٹیلے میں ہی ظفی کی ذات کا مکمل شکل چھلکا ہوا ملتا ہے۔ حمید ظفی اور عامر محمود کی ماہنامہ کی دوستی اور باہمی فائدہ میں جب رنجیدگی اور ٹینڈ کی ہوئی تو اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے شورش نے لکھا ہے۔ ”ایک دوست نے مجھ سے پوچھا، ان دونوں میں اختلاف کیوں ہو گیا ہے میں نے ان سے کہا کہ ایک کی خودی آتی باہر ہوئی کرکٹ دان کی ہے اور دوسرے کی خودی نے اب انھیں کھولی دیں۔“

میاں افتخار الدین — شورش نے جتنی جتنی

روایتوں کا ہمارے کر متہا کی ہے۔ میاں صاحب کے ملازمین کو کئی مقامات پر حاضر بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ شاید اسی تجزیاتی خاکے کی ترکیب سے ان کی کوئی مکمل سوانحوی لکھی جاسکے۔ اس کتابچے میں سیاسی چہرے کی رنگ نگاہی کو شورش نے جس کمال سے سمجھا ہے، اس سے میاں افتخار الدین کی زندگی ایک مکمل کتاب کی طرح سامنے آگئی ہے۔ بڑا بڑا رئیس — معاشرتی کارکن — سیاسی لیڈر مذہب سے بیزار ذکاوت اور کس کا فریب اور حزب اختلاف کا

## داستان تیار اردو

اُردو کے فشری ادب کی وہ تاریخ جو ہماری زبان کا مستند اور سراپا آواز رہا ہے، ادب میں نے تاریخ تحقیق سے آج تک تہذیب و ان کے صاحب طویل کو پران چڑھایا ہے۔ مہر حسن کا دوری یہ کتاب مہر حسن کا یہی ہیں کہ آخری ترمیم و اضافے کے ساتھ شایان شان طریقہ پر چھاپا گیا ہے، اور ایک میسرے میں بھی پیش کیا گیا ہے۔

بڑا سا نسخہ صفحات ۹۴۸ قیمت ششہ

اُردو اکادمی سندھ کراچی

میرا

لشکر

پینا



میر جہاں اکبر خان پانچک کے صاحب خانے میں ماضی اسیلا کا مان کر پلٹے ہوئے ہیں کی تاریخ کا مطالعہ کر رہے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں اور قارئین کو دکھا رہے ہیں کہ گزشتہ صدیوں میں چین کی دونوں سے گذرا، ان کے اثرات میشت اور معاشرت پر کیا کیا ہوئے، اور اب چین کس مرحلے سے گذر رہا ہے اور ترقی کے کون سے درجے سے کتنا جا رہا ہے۔

جہاں صاحب چین کے لینڈوں سے بھی ملتے ہیں اور ان کے ملنے اسلام آباد کی کرپوریشن کرتے ہیں اور ملنے جہاں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

آزادی کے پلے دس سالوں میں چین نے جو ترقی کی ان کی واضح تصویر ان صفحات میں آگئی ہے۔

اس تصویر میں چین کی خود اعتمادی کی جھلک سامان غلط پر دکھائی دیتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ چین کے لوگ کس طرح اپنے ملک کی ترقی اور خوش حالی میں اضافہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں، چین کے ہر فرد کو کامیابی میں پاکستان ایسے ترقی پذیر ملک کے لیے سبق آموز مثال ہے۔

میر جہاں اکبر خان (دہشت)



شاہگ خانہاں کے عہد کے ایک اعلیٰ خانہاں کا ایک مرقومہ ملا ہے۔ جس عبا تب گھر میں فائش کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس مرقومے میں مہبت کے ساتھ، آدمیوں کو زندہ وطن کیا گیا تھا۔

مغزلی چاؤ خانوں میں غلامی کا طریقہ ایک عرصے تک رائج رہا، عجائب گھر میں لاشی کے برتنوں پر درج شدہ تحریروں سے  
پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں غلاموں کی باقاعدہ تجارت تھی، قریبی اس کے علاوہ کچھ چارٹ اور خاکے بھی ہیں جن سے "تقسیم راجی" کے  
کے طریقے کا براہ راست اور یہ پتہ چلتا ہے کہ زمین کو کٹاؤ اور چھوڑنے کا دستور عوامی تھا۔

بہارِ اوفصال کا دور تھا یہی دور ہمارے اختلاف، جاگیر و داروں میں ملک گیری کی شش مہینہ اور مختلف ریاستوں کی اقتدار کے لیے باہمی اور پیش کی تصویریں ہیں گزرتے۔ اس زمانے کی جڑوں میں ہمارے کی عقل کے خاں کے برتن ہیں جو ریاست ہیں جن کے قلاب کے نیچے ہمارے گئے اور ایک تلوار ہے جو ریاست کو دے اور ادا و امان کے لیے تیار کی گئی تھی۔ اس زمانے میں کاش کی مسندت میں تھے طریقہ کار کو ادا کاشی پر سونے کی کچی کار کے سلسلے میں نمایاں تری ہوئی۔ عہد ہمارے کی شے میں ہیں کے عظیم منظر اور کثرت میں اس کی ایک تصویر بھی ہے جس میں تیار کیا ہے کہ خطاب ملک اس منظر ملک کی تصویر ہے جس میں۔

جاگیردارانہ معاشرے کا شعبہ

—۱۸۴۰ ق م ۱۸۴۵—

جنگو ریاستیں ۲۷۵ ق م تا ۲۲۱ ق م

جنگو یا سٹین ۱۳۷۵ ق م تا ۱۳۸۱ ق م

پہلی میں ایک ایسا دور بھی گزرا ہے جب سات ریاستیں ایک  
 دوسرے سے بھرپور تعلقیں۔ اس زمانے میں یلین جو کئی گزیر  
 اور ریاستوں میں بنا ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک متحد ریاست بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ مختلف ریاستوں میں جو اطلاعات اس زمانے میں  
 ناندکی گیتن سے ظاہر ہو رہے تھے کہ جاگیر دار نظام ایک نئے شکل میں اختیار کر رہا تھا۔ پانچو چاہت گئے اس شعبے میں ہم سٹاس  
 زمانے کی کئی چیزیں دیکھیں۔ ان میں اس زمانے کے وزیر اعظم شانیا نگ کا ایک مختصر جیجی تھا جس کے دستے پر خوبصورت سے جنگی کار  
 کی تھی۔ اس کے علاوہ شانیا نگ کی ایک کتاب کا ایک قدیم نسخہ بھی ہے جس میں اس جیجی میں وہ اطلاعات درج ہیں جو صنعت نے اپنی  
 وزارت علمی کے زمانے میں یلین میں ناندکی تعلیم پر مشتمل اس کے علاوہ شانیا نگ کا ایک سچو، کاؤ کے حربیات کا ایک خوب اور  
 اس کے حربیات کا کاسی کا بنا ہوا ایک کتب خانہ اور کتب خانہ پر کچھ سے پہلے ہے کہ اس زمانے میں ریاست کا والی اسی شانیا نگ کا ذاتی خزانہ  
 تھا۔ گزرا اس وقت مرکزی حکومت کا قیام پیدا ہو چکا تھا۔ خوبہ ہو ان میں شانیا نگ کی جو ریاست کے ایک مختصر سے جو  
 شانیا نگ چیزیں برآمد ہوتی ہیں اور وہ ہر جیجی میں پانچو چاہت کے قریب ایک پرلے گاؤں میں جو مولی اور مادہ مٹی کے برقی  
 ورتیکی چیزیں ملتی ہیں، ان کے تقابل سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس زمانے میں جاگیر دار فوایل اور عام کام کوں کے سامنے  
 کے طریقوں میں بے انتہاف ترقی پا جا رہا تھا۔

سنگ فلک کے ضلع میں اوزار بنانے کے جو آرمینی ساپنے و متباب ہوئے ہیں اور صوبہ ہونہی کے ضلع ہلی سین میں ہلی کے جو پھل اور لوبے کے دوسرے زرعی آلات ملے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لوبے کے اوزاروں کا استعمال عام ہو

اس شعبے میں مسلمان شاہک اور وسطی عادلانہ اور بہادر اور خزان کے عہد کے تاریخی وفادات رکھتے تھے۔ یہاں  
عادلان کے آثار تدبیر میں عظیم کارنامی کا ایک مجسمہ ہے اور ایک تصویر کشی ہے جس میں دلایا گیا ہے کہ عظیم اور دیوانہ وار بہادر  
پاسے کی جد و جہد میں لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ پٹاؤں سے پہلے چلتا ہے کہ اس زمانے میں نئی حکمت اور حکومت کی تصویر کشی ہے۔ شاہک  
شاہک عادلان کے عہد میں ذراعت کو خاص ترقی حاصل ہو گئی تھی اور اسی باجہ، جیوں اور چاول کی تعینیل کا نام لیا گیا تھا  
میں نے کہ کڑے ہائے کی صنعت کا آغاز ہو کر تھا اور یہی کاروبار بننے لگا تھا۔ اس زمانے میں کلینڈر بھی ایجاد ہوا۔ یہ تمام باتیں  
حفاظت ہوں گی قرانی کی بڑوں پر درج شدہ تحریروں سے معلوم ہوتی ہیں جس کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ بین کی تدبیر میں تحریریں  
ہیں۔ اس زمانے کی اہم اور تاریخی چیز کاوش کے ہتھیار ہیں پتھر اور اس عبادت گاہ میں کہ پہلے کھدائیں تھیں۔ کھدائے اور  
دوسرے آلات رکھے گئے ہیں۔

دولمائی قربان گاہ کے لیے جو برقی بجائے گئے ہیں ان کا وزن ۵۵۰ کلوگرام ہے۔ یہ برقی محراب ہر نماز میں اپنا نیکے مقام سے ملے ہیں۔ ان کے کچھ کچھ کچھ کر کے ان کی ڈھلوانی کے لیے سو دو سو آدمیوں کی مشترکہ کوششوں کا دخل ہونا پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہک ٹھانڈا کے عہد میں کامی کے برتنوں کی ڈھلوانی کے لیے ایسی عسکریاں کارڈ سٹاپ ہو کر رہ گئی ہیں جو علاموں سے کام لیا جاتا تھا۔ دوسرے برتنوں کو دیکھ کر اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اس ڈھلوانے میں کامی کی ڈھلوانی کا کام بہت ترقی کر چکا تھا۔ ان میں سے ایک برقی پڑا ڈھلوانا دیکھ کر بجائے گئے ہیں اور ایک دوسرے پر چار چار کربڑی بڑی خوبصورتی اور نفاست سے بنائی گئی ہیں۔

شاہجہان کا حال کے دہلے کے مٹی کے برتنوں کے بوجھ تلخ ہونے لگے تھے۔ ان دنوں دہلی مٹی کے برتنی ٹال میں ہر مضمرب  
 ہرکان میں چنگ شازادے سے ڈیا۔ ہر برتن مٹی کے برتنوں کے پیشہ کار کے ہاتھ میں آگئے تھے۔ سیبیوں اور دہلی میں  
 کیڑوں کے فوائد دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں لوگوں نے دو دروازے ان میں سونہ کار شروع کر رکھا تھا اس کے

تلاش کے دوران میں کئی بار اس کے دروازے پر گونجے۔ وہ دروازہ کھولا تو اس کے سامنے ایک عورت کھڑی تھی۔





چیزیں عبادت گر کی زینت ہیں، ان میں زیادہ تر وہ اشیاء ہیں جو زمین ان میں ہیں۔ مٹی کے برتنوں پر مختلف قسم کے کاس تصویروں کے ذریعہ دکھائے گئے ہیں۔ مختلف مقامات پر جو برتنے ہیں اور ان جگہوں کا پتہ چلا ہے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں زیندار حضرت عروج پر ہمارے کچھ ایسے ایشیاء ہیں جن پر وہ قدیوں کے متعلق تحریریں ہیں۔ یہ ایشیاء لوہا یا لکڑی کی بڑی تعداد میں ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہر طبقہ دار کا مقام ملے رہا ہے۔

مشرقی ان خانہ کے زوال کے دور میں مکاروں میں انتظامات پر مدد ملتی تھی اور بڑے بڑے زیندار زیادہ سے زیادہ خود مختار اور سرکش ہو گئے۔ طبقہ دارانہ نظام اور بڑے گھر اور دیوانی عیشت پر بہت بڑا اثر پڑا۔ اس کے نتیجے میں یکے بعد دیگرے کسانوں کی بنیادیں قائم ہو گئیں۔ اور آخر کار ہر ایک کی اپنی سطح انعام و احترام اور شرفی ان خانہ کے عہد میں سامنے اور ثقافت نے بڑی ترقی کی۔ اس زمانے کی چیزوں میں مفری ان خانہ کے کچھ کائنات ہیں جو ہر سیان سے براہ راست ہیں۔ ان ہنگ کے پرانے شے ہیں جو پچھلی نسلیوں کے دکھار و خیالات کا مجموعہ ہیں۔ زراعت کی کھدائی کا وسیلہ تاراج مٹی کی کھدائی کا وسیلہ چانگ چانگ چنگ (طییب) کے سہارے متعلق نسلیاتی مقامات ہیں۔ عبادت گھر کے اس شعبے میں سائنس دان ہانگ ہانگ کے زلزلوں کا پتہ لگنے والے آلات اور دوسری ایکسائیڈ مٹی موجود ہیں۔ ایک اہل دانشور کا کہنا ہے کہ مجموعی کے گھڑے اور اس طرح کی دوسری چیزیں زمینوں میں کھدائیوں کے دوران برآمد ہوئی ہیں۔

ہر ایک چیز کے با متوں مشرقی ان خانہ کی حکومت کا مختصر اضافہ کے بعد حالات بہت بدلتے ہوئے تھے اور زلزلوں پھیل گئی۔ آخر میں مختلف قسم کا نام دی دوسری کا شواہد تیری کا نام دیا گیا۔ اس زمانے کی جو چیزیں عبادت گھر میں رکھی گئی ہیں ان میں پیداوار بڑھانے کے لیے آلات مثلاً پانی کے پیپ۔ مٹی کی اور پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی گاڑی کے ٹکسے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ہیز زیتونی رنگ کے مٹی کے برتن کاسی کے آئینے۔ چینی کے گھڑے اور شیشے کی مٹی کی چیزیں پرانے کتب خانے ہیں۔ ان خانہ سے مٹی کی جو چیزیں زمانے میں دولت مند کے زیر نگین تھیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جنوب مشرقی چین میں آرٹ اور دستکار باں پر سے عروج پر تھیں۔

زیندار خانہ کے تحت ملک کے متحد ہونے کے بعد زینداروں اور بڑے بڑے جاگیرداروں کا اثر و رسوخ اور بڑھ گیا۔ چنانچہ مختلف علاقوں میں کھدائی کے بعد جو مقبرے برآمد ہوئے ہیں ان پر کتب خانوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے جاگیرداروں کے اپنے فوجی دستے ہوتے تھے اور دوسرے وزیر و پیشواگ ذاتی طور پر بڑے زینداروں پر اقتدار رکھتے تھے۔

اندرونی مغلکیا میں سین چن قبیلے کے جو آثار قدیمہ برآمد ہوئے ہیں اور شمالی خانانہ کے مقبروں سے جو تصویریں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان دور تاریکیوں میں بیسے لباس استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان سے اس بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ شمالی علاقوں میں پیداوار کے طریقے اور مختلف قسم کے دستوروں کا رشتہ دار رشتہ ایک ہوتے جا رہے تھے جو ہر ہونان کے علاقے میں بنیادی خانانہ کے عہد کی جڑیں میں پھیل رہی تھیں۔ ان سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ جنوبی اور شمالی علاقوں کا تعلق ایک ہی طرح ہوتا تھا۔ جنرل جو چو کے مقبرے سے ایشیائیم کی جو پچھلی دستیاب ہوئی ہے۔ اسے دیکھ کر یہ پتہ چلا ہے کہ اس زمانے میں دھاتوں کی ڈھلانی کا کامیاب نامہ اور کچا ہوتا تھا۔ دو چانگ میں ایک جنوبی خانانہ کے مقبرے

سے زیتونی ہیز رنگ کا کوئلے کے پھول کی شکل کا پچھلی کا پھول ملایا ہے۔ اس ہیز رنگ رنگ کے تیسرے سال (۸۵۰ ق م) کی تاریخ درج ہے۔ اس طرح صوبہ ہونان کے چانگ شیاو علاقے میں شمالی خانانہ کے ایک گھر کے تیسرے سے سولہ کی شکل کا ایک بڑا گھر ملایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمالی اور جنوبی علاقوں میں خود مرادی کی صنعت بہت ترقی کر چکی تھی۔

اس شعبے میں ایک گاڑی سے جس میں سائنت ہائے ایک آؤ لوگ ہوتا ہے۔ طبقہ نالی ایک گاڑی پر رکھی ہے۔ سائنس دان سوچتے ہیں کہ ایک شے کے علاوہ یہاں راجپ کاہن کا وہ سفر بھی رکھا ہے جو اسے ہند کا دورہ کرنے کے بعد واپس آواہلی کا ناموں۔ وانگ کی مٹی کی کھدائی۔ کوئلے کی کھدائی کا ناموں میں پتھر کے بنے ہوئے نمونوں کی تصویروں سے اس حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں ادب اور فنون لطیفہ پورے عروج پر تھے۔

### سوی تانگ اور یانگ خانانہ ۲۵۸۱ تا ۹۰۷

مختہ بنائے جاتے تھے۔ ان کے علاوہ بڑی شہر کا طریق اور شہر بھی دکھایا گیا ہے۔ اس زمانے میں سینی چن کے برتن بننے شروع ہو گئے تھے اور پچھلی ہیز رنگ ایک ایسی لکڑی بنایا گیا جس کے درمیان کوئی سون نہیں تھا۔ لی چانگ سون کے مقبرے سے سوئی خانانہ کے سرداروں کی قبریں زون کا آغاز ہوتا ہے اور چانگ کے ایرانی کے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کس زمانے میں مشرقی اور مغربی ملکوں کے درمیان خوب تجارت ہوئی تھی۔

تانگ خانانہ کے عہد میں کیمین گڑھی کے آٹے کے آلات ایک کاسے گئے۔ سونے اور چاندی کی چیزیں۔ نفیس سیپ کے زیورات۔ روختی کاسے کے جیسے جن پر سونے اور چاندی کی کچھ لاری کی ہوئی ہے، سیان چانگ شواہد اور دوسری جگہوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ بھی کپڑے جو سلیک سے بنے ہیں۔ جن رنگوں کے برتن مختلف قسم کے مٹی کے برتن جو تانگ خانانہ کے مقبروں سے ملے ہیں۔ ان سب سے پتہ چلا ہے کہ اس زمانے میں آرٹ اور دستکاری کا کامیاب بہت ترقی ہوا تھا۔ چانگ کے تعمیر شہر کے نقشے اور تانگ اور ہیز رنگ کے کھات کے کھاتے کی سامان سے آغاز ہوتا ہے کہ تانگ خانانہ کے عہد میں یہ شہر بے حد وسیع تھا۔ مغربی علاقوں مثلاً جنت۔ پانچاؤ اور پوئی کے مختلف قبیلوں کے آثار قدیمہ بھی یہاں موجود ہیں۔ تانگ اور جنت کے کھاتوں کے بارے میں پچھلی کی جواہر دکھائی دیتی ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدیم زمانے میں ہی ان اور جنت کے لوگوں کے درمیان گہرے تعلقات جاتے جاتے تھے۔ مشہور طبیب سن موہائی کھلی تصویر راجپ بنی ایک شے، جسے لی پو زو فو اور پانچاؤ کی جیسے شہر کے پرانے مودات۔ ہیں۔ ہیز رنگ ہوئی اور دوسرے ہاتھ بول کے مقبروں سے دستیاب ہوئے۔ واسے جیسے کھلی تصاویر اور مٹھائی کے ٹکسے، سب اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تانگ خانانہ کے عہد میں سامان اور ثقافت بڑے عروج پر تھے۔ مختلف تاریکیوں دستاویزوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تانگ خانانہ اور ایشیائیم کے درمیان کے درمیان روابط اور دستاویز تعلقات قائم تھے۔ آج قریب دیکھنے۔ خانوں کی فروخت اور سیان کی جگہوں سے بیچنے کے لیے مختلف خانانہ کے اپنے آبائی علاقوں سے فراہم ہارے ہیں جو دستاویز بنی ہیں۔ ان سے پتہ چلا ہے کہ تانگ خانانہ کے وکیل دور کے بعد مزدوروں کی حالت خاصی خستہ ہو چکی تھی۔ اس شعبے کے آخری حصے میں کسانوں کی بدولت کا عالم ناگیا گیا ہے جو ہر ایک جاگیر کی مراد کی ہیں۔ کھلی پانچ خانانہ اور اس مسئلہ کے زمانے میں جنوبی چین میں اقتصادی میدان

میں بازی سے لگا۔ پانچ اس شیعہ میں جنہوں نے ہنگ نامہ خاندان کے بادشاہ کی شنگ کے مقبرے سے حاصل شدہ برتن دکھائے تھے وہیں جاؤ سوچیں کہ میری کے مقبرے سے سفید پتھر کے جوہر ملے ہیں ان کی بھی یہاں فاضل کی گنجی ہے۔ ایک پتھر کی تختی پر شہنشاہ کے اولیٰ کا نام درج ہے اور ایک روختی کس میں دو ہنگ پتھر کی تختی نشین کے حالات رکھے ہیں۔

یادداشت، سلطنت (۱۱۴۵ تا ۱۱۹۱) کے زمانے کے جو آثار قدیمہ عجائب گھر میں رکھے گئے ہیں، ان میں اندرونی منگو یا کی رہائش پزیر ہنگ کی شہزادی کی یاد کے شہر کے مقبرے سے حاصل شدہ جڑی اور خطان مرادوں کے زونہ کی حالت کے متعلق دستاویز بھی شامل ہیں جو برہوتی کی تحریر کردہ ہیں۔ شمالی سوگ خاندان، جسے پانچ خاندانوں اور دس مغلظوں میں ملک کی تقسیم کو ختم کر کے ایک حکومت قائم کی اس کے زمانے میں بیٹہ ہادی کے طریقوں، انجلی کی شہوں اور دستکاروں کے ذریعہ کے مسلط میں خاصی ترقی ہوئی۔ اس زمانے کے پتھر اور مختلف زرعی آلات کی بھی عجائب گھر میں فاضل کی گنجی ہے۔ اس شیعہ میں سوگ خاندان کے عہد کی کساد کی بغاوت کے متعلق تاریخی یادداشت بھی رکھی گئی ہیں۔ ان شران کی بغاوت کے زمانے کے ستر سوگ شہنشاہ اور فاضل کی بغاوتوں کی تصویریں اور پانچ یاؤ کی بغاوت کے متعلق ایک عجیب شقی کا نمونہ بھی یہاں محفوظ ہے۔

۱۱۵۵ء تا ۱۲۳۳ء تک کی خاندان کا دور دورہ رہا۔ ان لوگوں نے پہلے تو خٹان مغلظ کو ختم کیا۔ اس کے بعد یہ جنگ (موجودہ بیلگ) پر قبضہ کیا اور پھر شمالی سوگ خاندان کو منکوب کر کے، ۱۱۲۰ میں کاسے فنگ فتح کر لیا۔ اس کی خاندان کی کاسی کی جہزی اور نوین تازہ زبان میں لکھی ہوئی پتھر کی تختیاں عجائب گھر میں رکھی گئی ہیں۔ سوگ خاندان نے تین بڑی اہم ایجادیں دنیا کے سامنے پیش کیں۔ ان میں سے ایک تو بارود تھا۔ دوسری چھپائی کی پیشی اور تیسری قلعہ بنانا۔ ان چیزوں کے نمونے عجائب گھر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس زمانے کی اور کئی چیزیں بھی فاضل کے قلعہ رکھی گئی ہیں۔ کچھ کتابیں ہیں جن میں جنگ ہونے کی جزئی و مفصل خبریں درج ہیں۔ سوگ خاندان کے سزا کا حال لکھا ہے۔ فنگ چینگ کے کارخانے میں بنا ہوا جہاز پر ہینڈل اور ہنگ خاندان کے زمانے کے ایک ایک جہاز کا سامان جو شہر شنگ میں ایک شاک سے کھاتے سے دستیاب ہوا ہے۔ جڑی بھی کی گراؤنگ کی وہ تلواریں جس سے جا پائوں کے غلات جنگوں میں استعمال کی اور کچھ دستاویزات ہیں جن میں جنرل جی جی کی گراؤنگ نے اپنے ہاتھ سے حالات لکھے ہیں۔

ہنگ ایک اور شہزادہ جو بیچ ہنگ کے متحزوں سے جو تارہ کی آٹھ تھے ہیں، ان سے ہنگ خاندان کے حکمران شینگ کی عیادت زونہ کی کا پتہ چلتا ہے۔ ہنگ خاندان کے آثار قدیمہ کے آخری حصے میں کاسی کی بغاوت کے پتھر کی زد چوہنگ کی حکومت کی کاسی کی تیار کردہ رے کی ایک تلواریں ہے۔ ان کے علاوہ جگہ جگہ ہنگ کی حکومت کی تیار کردہ پتھر کی تختیاں بھی ہیں جن پر کچھ ہدایت درج ہیں۔

ہنگ خاندان کے عہد میں چین میں پہلی مرتبہ مختلف قوموں کے درمیان اتحاد قائم ہوا۔ اس زمانے کے جو آثار قدیمہ ملے ہیں، ان میں ان مختلف قوموں کی تاریخی چیزیں شامل ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قوموں کی مشترکہ کوششوں سے چین کو مملکت حاصل ہوئی ہے۔

اس شیعہ میں شہنشاہ کا گھسہ کے عہد حکومت میں سیاؤ قوم کی بغاوت کی تصویریں دکھائی گئی ہیں۔ سفید کول کے فرستے

کے مقام کے متعلق دستاویزات، شہنشاہ پتھر کے عہد میں شی ٹونگ اور لی شراگ دین کی ہتھکڑیوں کے حالات اور شہنشاہ کاؤنگ کے عہد حکومت میں سیاؤ قوم کی بغاوت کی تفصیلات بھی درج ہیں۔

ہنگ خاندان کے عہد حکومت میں دوسرے ملکوں سے چین کا اقتصادی اور ثقافتی میل جول بہت بڑھ گیا تھا۔ چین کا عہد کی چیزوں میں کاسی کے کھڑائی نقشے اور فکا کے اور دو دوسرا سامان شامل ہے جو ریں کی طرف سے بیجا لیا تھا۔ اس کے علاوہ دیت نام۔ برما۔ نیپال۔ بھارت اور فارس سے آج سامان بھی عجائب گھر میں موجود ہے۔

چین کے پہلے سفیر کی شکل میں چہرہ۔ ہنگ سوگ کی۔ ہنگ کوئی فوجی وفد کے مسووسے اور تحریریں بھی فاضل کے لیے رکھی گئی ہیں۔

جڑی کے مطالعے کے لیے کاسی کا بنا ہوا ان کی غیر فنی ماہر اور مائیدان سوگ کے آئی اور ملکہ ہونے سے متعلق حالات بھی دیکھے گئے۔ ہنگ کی تفصیلات، توڑخ زینا کاؤنگ کی تاریخ چین۔ سوگ پوراوری ہنگ کاؤنگ انہیں اور فنی تصاویر سوگ خاندان کے عہد کے سامنے اولیٰ اور فنی کاؤنگ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

میران خاندان کے تحت چین کے عہد ہونے کے بعد سرت کی گائی اور بنائی کو رختہ رفتہ خوب فروغ ملا۔ اسی زمانے میں کلار چین کے سرش برتن اور ہر چیز اور برتن کی صنعت کو ترقی حاصل ہوئی۔ ماہر فلکیات کو شینگ کی ایجادات اور دنیا کی سب سے پرانی قوپ بھی عجائب گھر کی زینت ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یونان خاندان کے عہد میں سامن اور فنی علوم نے بڑی ترقی کی تھی۔ شہریت کی آن اور کوان چنگ کے ناول، کوان چنگ کے ڈرائے اور ہنگ کی بڑی بڑی ہمداری تصویریں تیار کر لی گئی ہیں۔ یونان خاندان کے عہد حکومت میں ادب اور فنون لطیفہ پر سے عروج پر پہنچ چکے تھے۔ اس عہد کے آخری حصے کے آثار قدیمہ میں پانچ کاسی کے کسے نام سے۔ شان چین کا خطبہ تھا۔ یو فنگ کی باقی ڈھ کے کساد کاسی کی نمونہ شامل ہیں جن سے اس زمانے کے سوجائی تعلیمات اور کساد کی باتوں کا حال پتہ چلتا ہے۔

**ہنگ اور ہنگ خاندان** ۱۲۳۳ تا ۱۲۷۱ء  
ہنگ خاندان نے اپنے اقتدار کی زینت میں ماہر وادار نظام حکومت کے استعمال کی غرض سے پیداوار طے کاسے کے لیے

فنی نظام کے۔ اس دور کے متعلق پتھر کی تختیوں سے چہرہ جوں (جوان)، میں کاسی کی فنی اور دیاتے زرد کے سیلاب پر تیار پانے کی تدبیروں کا فوری ناظر بنایا۔ فنی کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

ہنگ چین سے جو سرتی پورا دستیاب ہوا ہے، اسے دیکھ کر سوگ شہنشاہ کے سوتی کپڑے کی نفاس کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کپڑا ان دنوں مارے ملک میں مشہور تھا۔ اس زمانے میں نیپال اور سفید چین کے برتن بننے لگے تھے۔ پانچ رنگوں کے برتن بنانے کی صنعت کی ابتدا بھی اسی زمانے میں ہوئی۔ شہنشاہ وان لی کے عہد میں نیپال چین کرنے والوں کے غلات کے سین کی قیادت میں مزدوروں کی جدوجہد سے اسی زمانے کے مزدوروں کی طاقت اور عزم کا اظہار ہوتا ہے۔

شہر چین کی کتاب چین کی جڑی بوٹیاں۔ ساؤ سیو چین۔ ہنگ ایک اور سوگ کے زے جیسے ناول زینوں کی تفصیلات اور انسانی تصویریں سب اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہنگ اور ہنگ خاندانوں کے عہد میں چین ثقافتی میدان میں بہت آگے نکل چکا تھا۔





اور طاقتور سوشلسٹ ملک بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ مل کر ہم پر امن مابقت کے میدان میں سراپا برداری کر شکست دے دیں گے۔ اس تقریر کا ردی، انگریزی، فرانسیسی، سپاہی اور جاپانی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کے فورا بعد وزیر اعظم خورشید تاملوں کی گونج میں میگزینوں پر آتے اور اپنی برائی تقریر میں پہلی عوام کو جوش انداز میں مبارکباد دیتے ہوئے انہوں نے کہا: یہ عظیم اور شامدار تقریر بہت مرمت آپ کے لیے ہیں جنہیں بیکہ ملک کے تمام دوستوں کے لیے مدعو کرنا کا باعث ہے۔

پہلی انقلاب ساری دنیا کے انقلابیوں کی فتح ہے۔ یہ دنیا کی قسمت ہے جسے طاع اور زندگی بخش عناصر یعنی مائیکس اور لینن کے نظریات کی فتح ہے۔ دوسرے عظیم انقلاب اکتوبر کے وقت سے انسان تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔ چین کا عوامی انقلاب بھی تاریخی کامیاب ترین اور بہتر ہے۔ اس تقریر کا بھی چین، انگریزی، فرانسیسی سپاہی اور جاپانی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

فیکس کے خطوطی وزیر دبیر وزیر اعظم چرائی لانی نے اپنا گلاس اعلیٰ سرفروشیٹ کی تقریر اور ان کی تشریفات اوری کا ٹکڑا ادا کرتے ہوئے تمام ہاتھوں کا ہاتھ ملوث کر لیا۔ اس کے بعد ہر میز پر چینی میزبانوں اور چینی عوام کی سمت اور سلامتی کے کام تجویز ہوئے۔ یہ ضیافت آدھی رات تک جاری رہی اور اس کے بعد چھاپا جاتی تمام باتوں کو رد کر دیا ہوگا۔ اس رات بیلیک کلاسک سٹارٹ فائن کی طرح سپاہی لانا اور چرائی کی وجہ سے بقیہ فورا جڑا تھا۔ بازاروں اور سڑکوں پر ہر طرف ایک خوش فضا دکھائی دیت تھی۔ اس موقع پر ایک اور مشہور شخصیت جزیل بی سے ملاقات ہوئی۔ ان کی عمر ۸۰ سال ہے۔ اور انہوں نے پانچ خاندان کے عہد سے لے کر موجودہ تحریک آزادی تک تمام سڑکوں میں حصہ لیا ہے۔ جزیل بی انگریزی میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ اب وہ زانی کوشل کی شادابی میں کے رہی ہیں۔ انہوں نے چین میں یلیٹا ڈوژرن کی تنظیم میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

زیست کے گرد حقیقت کی شادابی کی گرفت

اتنی مضبوط ہے، مستحکم ہے

کہ یہ ممکن ہی نہیں

کوئی آزاد کوئی تیرہ سلسلے سے اسے

تکلیفیں برہمن ہیں اور برہمن ہیں جاتی ہیں

اور تاسعہ نظریہ سر ہا اخصا ہے

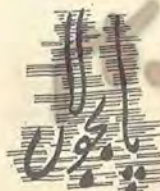
اور اخصا رولوں میں بیٹھی ہوئی انسان کی ڈوجر،

اپنے محسوس میں سے جاتی ہے

روشنی —————

روشنی —————

دلا کوئی کرن ————— کوئی کرن —



اے بے وفات

اسی رات میں ۳۰ ستمبر اور ۱ اکتوبر کی رات کو چین کے قریب دلی کے قریب ہر صدر ہاؤسے تنگ۔ نائب صدر پشاور کی اجلاس میں کے صدر، سونگ بینگ تنگ۔ تنگ بی دو، چتر اور وزیر اعظم چرائی لانی نے اپنے نئے اہل ضیافت میں ایک شاندار دعوت دی۔ یہ بڑی خوبصورت ملاقات ہے۔ بھولوں کی روشنی اور سب کی اس کے تھے۔ ملاقات کے دونوں طرف عجیب بہتر دکھاتے ہیں۔ پوری ملاقات اور باخ میں بیٹھنے والوں نے چرائی لانی کا تھا۔ دانے کے بال کے چاروں طرف تنوں کی قطاریں قوت و شوکت کا مظاہرہ کرتی تھیں اور سب کے سر کی بنیاد پر پستی اور سٹیکس کا لاساں بڑا کرتی تھیں۔ بچے در دنگ کے پتھر کی دیواریں، بچہ کی لکیریں پر خوبصورت پردے لگے ہوئے تھے، بڑا چین اور دیکھ سٹو پیش کر رہی تھیں۔ دیواروں پر سنہری بلیں اور نقش و نگار کی خوبصورتی میں اور اسٹارٹ کر رہے تھے۔ بہت سے خوبصورت اور پیش قیمت جھانڈا ٹائیس اس بالی کو روکتے کر رہے تھے۔ سب کے سر کی بنیاد پر اور پردے ہر سر میں تنوں کی قطاریں کو لے کے بھولوں سے منتقل تھیں۔ چرائی لانی کے بال سے گزر کر ضیافت کے کمرے میں پہنچے۔ اس کمرے کے دونوں طرف پردے ہر سر کے روم Cloak Room بنے ہوئے تھے۔ اہل ضیافت کی دیواریں بچے بالائی رنگ کی تھیں اور ان کی بڑی بڑی کرسیوں پر گہرے بزرگ کے پردے عجیب بہتر دکھاتے تھے۔ پہلوؤں کے سفید تنوں پر سنہری اور دھوپلی نقش و نگار ہو گئے۔ روشنیوں میں بلیک بلیک کر رہے تھے۔ ان میں پانچ بزرگ ہاتھوں کے لیے گول بیڑی تھیں جہاں بیٹھنے والی تمام باتوں کے گونے کے لیے کافی تھی۔ ہر بیڑی پر خوبصورتی سے کھائی گئی تھی۔ ضیافت نہایت پر شکست اور شادمانہ تھی۔ سب کی اور چین طرز کے کوئی پچاس کھانے پیش کیے گئے۔ اس بات کے باوجود کہ پانچ بزرگ ہاتھوں کو کھانا پیش کرنا تھا، ہر کھانا گرم تھا اور چرائی لانی کے جلد کے ساتھ پیش کیا جاتا تھا۔ شراب کے خواہشمندوں کے لیے اس کی بھی کی نہیں تھی۔ بیلیک کلاسک اور چرائی لانی کو جو دھوا اور دعوت کے دوران وہ اپنی ٹری میزوں سے ملازمین کو محفوظ کرتا رہا۔

رات بچ کر منٹ پر صدر ہاؤسے تنگ، روسی وزیر اعظم مشہور ضیافت، دوسرے چینی لیڈر اور معزز چھاپا اہل میں داخل ہوئے۔

سرفروشیٹ امریکہ کے دوسرے سے ملکر پہنچنے کے فورا بعد بیلیک آتے تھے اور معزز چینی کی دوسری سالگرہ کے شین میں شرکت کے لیے اسی روز چھ پرانے چرائی لانی پہنچے تھے۔ روسی کے وزیر خارجہ یوزیف گورباچوف اور مشہور عیادہ ساز فوٹو لین بھی ان کے ساتھ تھے۔

سرفروشیٹ صدر ہاؤسے تنگ۔ شیشاؤچی چرائی لانی اور دوسرے ممتاز چھاپا اہل اور چینی لیڈروں کے لیے ایک پیشیت فارم پر ایک خاص میز لگائی گئی تھی۔ وزیر اعظم چرائی لانی نے پاس ہر چینی لیڈر اور اس کے بعد روس اور سرفروشیٹ کے لیے ہام صحت تجویز کیا۔ چینی عوام بھی یہ کیونٹ پارٹی اور حکومت چین کی جانب سے سرفروشیٹ چرائی لانی کے کہا:

”ہمارے لیے یہ امر خاص طور سے جاسوسی ہے کہ کارپوریٹ سرفروشیٹ، جرمال ہی میں امریکہ کے دورے سے لوٹے ہیں۔ انہی اس ضیافت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم انہیں ہمارا کیا پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے امن کے بیٹا بکر کی مشیت سے امریکہ کا بڑا کامیاب دورہ کیا ہے۔ امریکی صدر سٹروینز کا دورے ان کی بات سمجھتے ہیں کہ بعد سڑکاری اعلان جاری تھا ہے۔ ہم اس کا فائدہ مند کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ کیونٹ پارٹی اور صدر ہاؤسے تنگ کی قیادت میں ہم بہت جلد چین کو ایک خوشحال اور



بڑے فخر الہی پر ادا کیا کرتے ہیں۔ وہ اپنے تنگ، محدود پیشانی اور سر پر مشقت تابوں کی لگاتار شکست گنج گنج ملامتی سے جوتے پر تیرتے جاتے ہیں۔ ان کے پیچھے بھیچے جانا لاتی، چتر، ہموں، چنگ لنگ، رنگ لہو، بی، یاؤ، ٹانگ، سپار، چنگ اور پین کی کیڑاٹھ پائی کے دوسرے مہما، حکومت عین کے قانون اور ایشیا اور افریقہ میں ملکوں کے دورے کیلئے ملامتی سے چوتھے پرستے۔ ٹینک دسی بھی ٹینک کے پیڑ چلنے سے تعجب کے آقا اور اکلان، مہینے میں قانونی تاجدار یا اور پوئلے کو لے جھوڑا ملامتی دلا۔ اس کے بعد ہمارے بچوں نے نئی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے حوامی ماہانوں کی یادگار پر مہم جوئی کی۔

پس جب کہ میں نے اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے کراچی میں مقیم رہا تو اس نے میری طرف سے ایک خط لکھا جس میں اس نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کے لئے کراچی میں آنا چاہتا تھا مگر اس وقت میں نے اس کے لئے کوئی وقت نہیں ملا سکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کے لئے کراچی میں آنا چاہتا تھا مگر اس وقت میں نے اس کے لئے کوئی وقت نہیں ملا سکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کے لئے کراچی میں آنا چاہتا تھا مگر اس وقت میں نے اس کے لئے کوئی وقت نہیں ملا سکا تھا۔

دانش لجن پیانو نے درجہ برز پر پڑھا مانتہ کیا۔ جب وہ ایک تھکے دستوں کا مانتہ کرتے تو وہ دستے ان کے اعزاز میں تالیماں کا پکا کرنا مسرت کا اظہار کرتے۔ یہ طریقہ مغربی ممالک کے فنی و متورس کے باطل غلات اختیار کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کے مانتے کے بعد دانش لجن پیانو چوتھے پر آئے اور کہا:

چھلکے دس برس میں ہوا اسے ملک نے روس کی قیادت میں سوشلسٹ کمیپ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کی کوشش جاری رکھی ہے۔ ہم نے ایشیا، افریقہ اور لاطین امریکہ کے ملکوں کی قومی جمہوری تحریکوں کی جوش کابیت کی ہے اور امریکہ اور اس کے سامری ممالکوں کی سوشلسٹ پارٹیاں اور کارڈ اور لاطین کارڈ کمیونسٹ کو مقابلہ کیا ہے۔ ہم نے جوش پر ان خارجہ پارٹیاں پر عمل کیا ہے اور بقائے باہمی کے واضح اصولوں کی سختی سے پابندی کی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے مشرقی جمہور سازی دنیا میں ان کی حفاظت کے لیے بڑا کام کیا ہے۔ عوامی جمہوری چین کی فوجوں کو ایک اعلیٰ درجے کی جمہوری انقلاب کی طاقت بنانے کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ ان کی حفاظت کی جا سکے۔ ہم کس دوسرے علاقہ متعلقین نے کبھی کوشش نہیں کی کہ اگر دوسری اور کارڈ یا علاقہ مضبوط کرنے دی گئے؟

دہلی کی بیڑائے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ یہاں پہلے ملائے تھیں (نادرشاہ) اور سامعی جرنیلوں کو کڑا دیکھا  
 گئے کہ جبکہ ان کا درس ملایہ دہلی کے اتحاد کی تکمیل کرے گا۔ انہوں نے اس جرنیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ اس معاملے میں دخل نہ دے  
 معاہدے نے ان کی تقریر کو لازمی گرم کر دیا جو اس کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد جرنیل ہنگامی کامیابی پر چوتھے کے سامنے آئے۔  
 ناکامیلاجہ اس کی اجازت حاصل کر لی۔ دہلی کی بیڑائے اس اجازت دی اور راجہ پارسو رام جرنیل ہنگامی

سب سے آگے نپید لیا یعنی اس کے بعد ہر عمری اور اضافی دستے اور پھر دوسرے فوجی دستے پہلی عمری اور ہوا کی فوجوں کے یا ان جہاز کی فوج کے انداز میں مارچ کرتے ہوئے سلاخی کے چوتھے کے سامنے پہنچتے تو گورڈ مشپ —

**Goose Step**

کا انداز اختیار کر لیتے۔ یا فوج سے سلاخی دستے اور جان سامنے دیتے ہوئے اپنے ہتھیار سلاخی کے انداز میں اٹھاتے جو جرنیل جمہور کے سامنے سے گذرتے اس کا کچھ داخل کر سلاخی دینے کے لیے سرنگوں کر دیتا تھا اس پر یہ

یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء کی تقریر

ٹاپہ چار بیچ کا وقت بڑھا کر جوہم کے نعروں کے شور اور تباہیوں کی گونج سے میری آنکھ کھل گئی۔ بیٹا غلام خسرو سے بہت زیادہ بلند آواز میں کہہ رہے تھے۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ میری دروازی میں بلوئی دستہ باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے سڑک پر گزر رہے تھے۔ فوجی ہواؤں کے درہستے کی بلند بجڑ سے میری کھڑکی کے سامنے سے گذر رہے۔ یہ سب نئی آن میں سڑکی طرف مہارہہ تھے۔ یہاں تک کہ میں اس کی اندازہ لگا کر سڑک پر کمر کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر پہنچ کر وہاں سے گزر رہے۔ اس وقت تک سارا شہر باغیہ خانہ کی ایک کیڑی میں مڑ گیا اور بازار لوگوں سے کچھ بچ رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ موای بیہوشی کی دوسری سالگرہ سے بھی زیادہ کچھ جسمی تھکاوٹ پیش کر رہے تھے۔ ایک دن پہلے بارش ہو جانے سے فضا آگلی تھی مگر نہایت خوشگوار اور قوی دن کی روشنی کے لیے برا سزا جیسا تھا۔ وہی سال پہلے ہی کے دن آمد مارٹسے تنگ تھے۔ میں ان دنوں کے چپوڑے پر کھڑے ہو کر موای بیہوشی کے چپوڑے کا قیام کا اعلان کیا تھا۔ آج اسی چپوڑے کے سامنے میری جھڑپیں لڑ رہے تھے۔ یہاں مزدور، کرایہ ملازم، طالب اور عام فوجیوں کے لیے اس انداز میں کھڑے تھے کہ موای بیہوشی پر کچھ نہایت برا قوی نشانیں بن گئی تھیں۔ اس کے ایک طرف کھانڈ کاندے کی جہری کا آغوش میں لیے اس طرح کھڑے تھے کہ ۱۹۲۵ء کھا جاتا تھا اور دوسری طرف اس طرح لڑکے کا نظارہ سے ۱۹۵۰ء کے اعلاؤں کا منظر تھے۔

جزئی رنگ کی ردی میں طوسی ایک بڑا دروازہ ان کا ایک بیڑا قریبی کھنوں کے وسط میں سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے ابابعد پیدل فوج کے دستے، کجری دستے، فضائی دستے، پیدل فوج کے مضبوط دستے، نگار، ہوا مار توپیں، رادار، ٹینک گروپا دھچکا مار، دستے، میٹھیٹین، مضاعف فارغ اور طالع بالوں کے دستے اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے۔ ان کا رول اور کنٹرول کے موجودہ کمرے کے کئی دستے موجود تھے۔ مرمت کی ٹیمیں لگا کھڑی اور انفارمیشن دستے کاروائی یا سٹیم ٹرین کے پیچھے ہر سٹے کے مختصر بہ کپڑوں کے یہ قلم فرزند اپنے ملک کو دنیا کی ایک عظیم ترین تربیت یافتہ لاکھ شاہنشاہی سے ملنے کیلئے چین میں مقیم ہیں۔ دنیا کی ایک عظیم طاقت کہ جتنے ادارے یہ مقام پر کھل چکے، ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ابھی قطعی طور پر دینا مشکل ہے۔ شاید یہ غوی اس وقت سے جب کہ چین کے موجود فرمان اور صدر کو چین میں چلے گئے۔ یہ امکان بہر حال موجود ہے۔ اعداد و شمار اس کی گواہی دیتے ہیں اور چین کے بہت سے ناگہانی کا احاطہ کر کے ہیں۔

دس بیچے میں ابھی پورے پانچ منٹ باقی تھے کہ جلیقہ نے وہ مشہور دھن بھائی شروع کی جس کا موضوع ہے: 'مشرقِ کرب ہے'۔

کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ ہاتھ فوج اور دوسرے دستے **Open Columns of Platoon** کے انداز میں مارچ کر رہے تھے لیکن ہر ایک کی آگے کی صف میں ۵۰ جولان تھے۔

[illegible]

مجھے اس پر یڈ میں بھاری ٹینک، بڑی اور ہمارا توہین یا بھاری سے دکھائی نہیں دیتے، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ ٹینک فوج نے اس پر یڈ میں موت و ہتھیار شامل کیے تھے تو یہی خود ہمارا ہے۔ اب جب میں یہ کتاب لکھنے میں مشغول ہوں مجھے بتایا گیا ہے کہ چینی نے بھاری ٹینک، بڑی ہلیکوپٹر، ٹینک توہین اور بھاری سے بھی بنائے شروع کر دیئے ہیں۔

[illegible]

پکینگ کے قریب جوار کے کان بھی بہت بڑی تعداد میں موجود تھے۔ یہ لوگ اناج، پھلوں، مویشیوں، مرغیوں اور بڑی کھڑکیوں کے ڈالے میں سے تھے۔ بڑے بڑے خانوں کے درمیان میں کئی کئی زری ترقی دکھائی گئی تھیں۔ ان کانوں کے پیچھے سرکاری خانوں، ماسٹی، کارکنوں، عام شہریوں، استادوں اور طلبہ کی ٹولیاں تھیں۔

اس کے بعد کوئی رضا کار فوج کا ایک اور دستہ تھا۔ اس میں تیرہ سو چالیس مزدور، کسان، کارکن، ملازم اور طالب علم تھے۔ ان لوگوں کو راتوں رات بینک گزروں، چھوٹی توپوں اور دو دو بھاری بھاری میٹھیوں سے مسلح کیا گیا تھا۔ یہ رضا کار فوج بڑی، بھاری اور بڑی توپوں کی بہت بڑی تعداد رکھتے تھے۔ اس کے بعد فوجیوں کو لڑائی میں نہایت متاثرہ انداز میں کڑی تھیں۔ آخری ٹولی میں لگائی جانے والی میٹھیوں میں اور چاقو بھرے ہندوؤں، مغلیہ لوگوں اور انگریزوں میں بھڑک اٹھی اور فوج کے دیگر کمانڈر مسافر جیٹ کی رہتی ہوئے تھیں۔ اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے ان کے سامنے ایک گڑھی میں لٹائی ہوئی تھیں۔

استے جیہیں پہلے مائوسے تنگ و خود شیعہ اور دوسرے پہلے میری دیر و اور معزز جہانوں کی آمد کو آتشازی کے ذریعہ اعلان کیا گیا۔ اس آتشازی کا سارا آسماں روشن ہو گیا یعنی میری صدیوں سے آتشازی کے نتیجے میں ہر مشرور ہیں اور اس بات کی آتشازی کی طرح کرتے ہوئے کہ ہر شہرت غلط نہیں ہے۔



